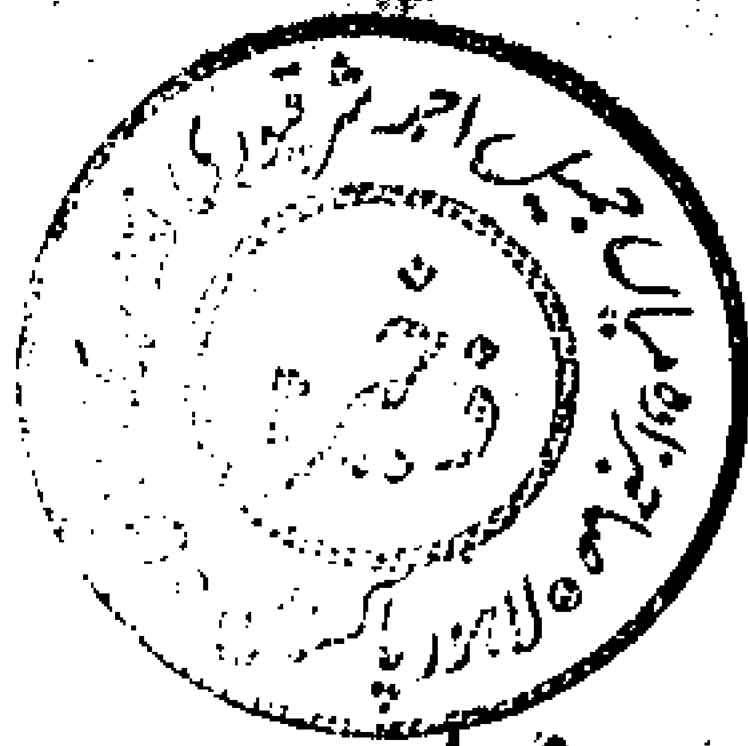
حیاتِ غزالئ زماں

حافظ امانت علی سعیدی

ادارہ نوید سحر

پرانا کاہنہ ڈاکخانہ کاہنہ نو، لاہور



غزالی زماں رازی دوراں امام اہلسنت

علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

کی ملکی، ملی دینی و سیاسی خدمات کا تذکرہ

حیاتِ غزالی زماں

مؤلف

حافظ امانت علی سعیدی

نام کتاب: حیات غزالی زماں

مؤلف: حافظ امانت علی سعیدی

نظر ثانی: سردار محمد اکرم بٹر

باہتمام: صلاح الدین سعیدی

اشاعت اول: یکم اکتوبر 2004ء

اشاعت دوم: 4-جون 2010ء

قیمت: [redacted] روپے

ملنے کے پتے

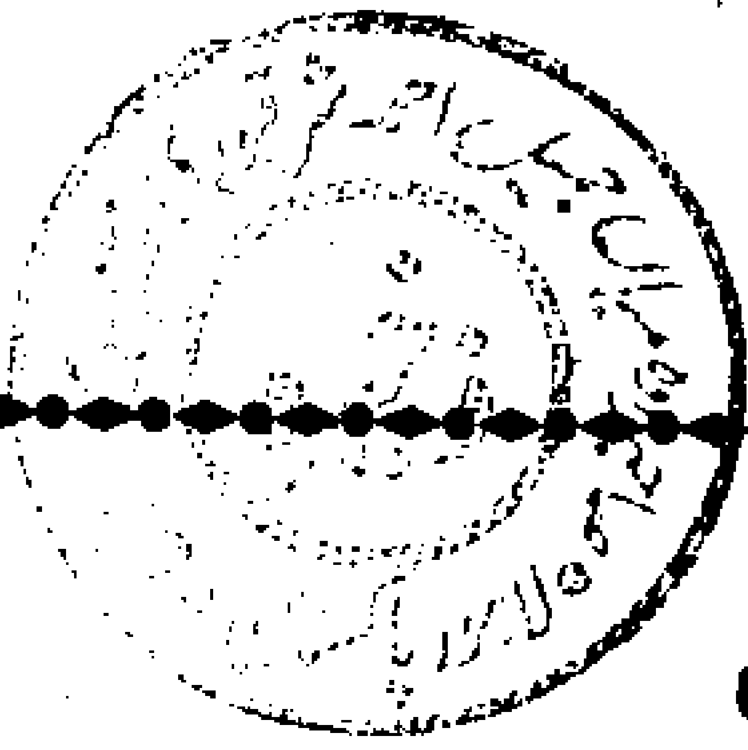
حافظ امانت علی سعیدی، پرانا کاہنہ، ڈاکخانہ کاہنہ نو، ضلع لاہور۔ موبائل: 0300-8090476

مکتبہ مہریہ کاظمیہ ملتان۔ مکتبہ کریمیہ ملتان۔ مکتبہ فیضانِ سنت ملتان شریف
مکتبہ نبویہ، قادری رضوی کتب خانہ، مکتبہ حنفیہ، ضیاء القرآن، کرمانوالہ
بک شاپ، مکتبہ رضوان، ادارہ صراط مستقیم، روحانی پبلشرز گنج بخش روڈ، لاہور

سٹاکسٹ

النور پبلیکیشنز، فسٹ فلور، پنجاب پلازہ، اردو بازار، لاہور

فون: 042-37361378,0332-4716360



انتساب

سید محمد خلیل کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

.... کے نام

جنہیں زمانہ محدث امروہی کے نام سے جانتا ہے۔

جو سند المحد ثین، قدوۃ السالکین اور قطب دوراں کہلاتے ہیں۔

جن کی تربیت اور فیضان نظر سے سید احمد سعید کاظمی، غزالی زماں رازی دوراں کے منصب جلیلہ پر فائض ہوئے۔

جن کی نظر کیمیا اثر نے سید احمد سعید کاظمی کو شیخ کامل اور محدث یگانہ بنا دیا۔

جن کی محبت اور شفقت نے قوم کو وہ گوہر نایاب عطا فرمایا جس کے علم و حکمت کی نورانی کرنوں سے ہر طرف نور کے چشمے پھوٹ پڑے۔

جو میرے شیخ کریم امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ کے برادر اکبر، استاد مکرم اور شیخ طریقت تھے۔

خاکِ درِ کاظمی

حافظ امانت علی سعیدی

اپنی بات

غزالی زماں امام اہلسنت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ کی شخصیت علم وعمل کا وہ کوہِ گراں ہے جس کا احاطہ کرنا مجھ جیسے بے علم اور کج فہم کے بس کی بات نہیں چہ جائیکہ آپؒ کی سوانح مرتب کروں۔ آپ کی شخصیت کے حوالے سے ابتک بڑے بڑے قلمکار اور خواص امت لکھ چکے اور لکھ رہے ہیں۔ لیکن تا حال کوئی ایسی مکمل اور جامع کتاب سامنے نہیں آئی جس سے آپکی ہمہ جہت شخصیت کے تمام پہلو نکھر کر سامنے آتے۔

میں نے جب اس سلسلہ میں سوچا تو مشکلات اور مسائل سدِ راہ بن کر کھڑے نظر آئے لیکن پھر شیخ الاسلام والمسلمین فرید الملت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کا فرمان عالیشان میرا رہبر بن کر سامنے آ کھڑا ہوا۔ آپ فرماتے ہیں کہ

'کتنا خوش نصیب ہے وہ مرید جو اپنے پیرو مرشد کے حالات معرضِ تحریر میں لائے'

چنانچہ میں نے کمر ہمت باندھ لی اور مواد اکٹھا کرنا شروع کیا، دوستوں سے مشاورت کی، ذاتی مصروفیات سے تھوڑا تھوڑا وقت نکال کر کتب ورسائل کی ورق گردانی کرتا رہا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے کتاب کا مسودہ تیار ہو گیا، اس سفر میں میرے احباب نے میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ ان کرم فرماؤں میں محترم جناب سردار محمد اکرم بٹر صدر ادارہ نوید سحر لاہور، جناب محمد اقبال رضا سعیدی، جناب محمد الیاس فریدی کونسلر، جناب مولانا اشرف علی سعیدی اور محمد راشد شمسی شامل ہیں، خاص طور پر سردار محمد اکرم بٹر صاحب نے ہر مرحلہ پر مکمل تعاون کیا۔ مواد اکٹھا کرنے سے لیکر ابواب بندی،

حوالہ جات کی درستگی، پروف ریڈنگ اور پرنٹنگ کے امور سمیت تمام معاملات پر توجہ دیتے رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ میری اسقدر رہنمائی نا فرماتے تو شاید میں ابھی یہ کام مکمل نہ کر پاتا، اس طرح مختلف احباب سے تقریظات لکھوانے کے لیے مولانا اشرف علی سعیدی صاحب میرے ساتھ گئے، گویا کہ سب ساتھیوں نے اپنے اپنے انداز میں حوصلہ افزائی کی اور قیمتی مشوروں سے نوازتے رہے کمپوزنگ کے مراحل بھی بڑے کٹھن تھے پہلے جس صاحب نے ذمہ اٹھایا وہ درمیان میں چھوڑ گیا، معاوضہ پہلے وصول کر لیا اور میٹر دینے سے انکار کر دیا۔ جس پر میں نے مایوس ہونے کی بجائے مرشد کریم کی نظر کرم کے سہارے اپنے ایک فیکٹری کے ساتھی سے مدد طلب کی اور اس کے تعاون خاص سے میں کتاب مکمل کروا سکا۔

میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنے شیخ کریم کے حالات زندگی کا احاطہ تو نہیں کر سکا مگر یہ بات ضرور مجھے تسکین دیتی ہے کہ میرا نام امام کاظمیؒ کے مدح سراؤں کی لسٹ میں ضرور شامل ہو گیا ہے۔ میں اس سلسلہ میں بھی بڑا خوش نصیب ہوں کہ مجھے ہمیشہ شہنشاہ ولایت شیخ کریم کے در کرم سے محبت کی خیرات ملی ہے۔

اور اب میں اپنے آقائے نعمت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ میری اس کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمایا جائے۔

بزبان شاعر جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تو نے خرید کر انمول کر دیا

ذرہ ناچیز حافظ امانت علی سعیدی

کاہنہ نو ضلع لاہور

عرضِ حال

گلشن اسلام کی آبیاری کے لیے جن لوگوں نے اپنی زندگیاں وقف کر دیں وہ تاریخ عالم کے ماتھے کا جھومر بنے جن کے ذکر کے بغیر تاریخ کسی صورت مکمل نہیں ہوتی ایسی ہی شخصیات قوموں کا ورثہ ہوتی ہیں جن کے چھوڑے ہوئے نقوش پر چل کر ہی منزل مقصود تک پہنچنا ممکن ہوتا ہے۔

امام اہلسنت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی ایسے ہی یگانہ روزگار افراد میں ہوتا ہے آپ کا خاندانی تعلق سادات امروہہ سے تھا اور آپ کے آباؤ اجداد سبھی علم و عمل کے پیکر تھے۔ آپ نے برصغیر پاک و ہند میں عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں کرنے کے لئے وہ مساعی جلیلہ فرمائیں کہ ہر طرف نور کی بارشیں ہونے لگیں۔ غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے بارے میں لکھنا گویا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ شہنشاہ گولڑہ شریف حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے لخت جگر حضرت صاحبزادہ نصیر الدین گولڑوی فرماتے ہیں کہ:

اس دور قحط الرجال میں ایک ذات جو نمایاں اور ممتاز نظر آئی وہ علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ کی ذات بابرکات تھی۔ آپ کی ہمہ گیر شخصیت اور علمی خدمات کو مدِ نظر رکھ کر اگر یہ کہا جائے کہ آپ اپنے عہد کے رازی و غزالی تھے تو بیجا نہ ہوگا۔ بلکہ اہل نظر تو یہ بھی کہیں گے کہ آپ عشق مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم اور عرفان و وجدان کی جیتی جاگتی تصویر تھے آپ کی گفتگو مدلل ہوتی تھی۔

آپ کی زندگی کا ایک نمایاں وصف آپ کی عالی ہمتی اور بلند حوصلگی تھا، جس چیز کو رضائے الٰہی کے لئے ضروری سمجھا اس کو خوش دلی اور خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا، آپ کی تقاریر اور گفتگو میں بناوٹ یا تصنع کا شائبہ تک نہ ہوتا جو بات بھی کہتے صدائے دردِ عشق معلوم ہوتی تھی۔

چنانچہ ایسی یگانہ روزگار شخصیت کے متعلق لکھنا کسی تہی دامن کے بس کی بات نہیں، چنانچہ جب برادر مکرم حافظ امانت علی سعیدی صاحب نے اپنے ارادہ سے آگاہ کیا تو مجھے کچھ عجیب سا محسوس ہوا کہ کیا حقیقت میں حافظ صاحب یہ عظیم کام کرلیں گے، کیونکہ میری اپنی حالت ''ارادے باندھتا ہوں اور توڑتا ہوں روز'' کے مصداق ہے، ہر روز تانے بانے بنتا رہتا ہوں لیکن عمل نہیں کر پاتا لیکن ان کا شوق دیکھ کر میں نے ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کرادی اور اپنی بساط کے مطابق اس کار خیر میں اپنا حصہ ڈالتا رہا۔

مواد کی ترتیب سے لے کر چھپائی تک کتنی رکاوٹیں آئیں اور انہیں کس کس طرح عبور کیا میں سمجھتا ہوں کہ حضور مرشد کریم رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم کے بغیر ناممکن تھا میرا ایمان ہے کہ سرکار کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ امانت پر خصوصی کرم فرمایا اور وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے۔ اس سلسلہ میں انہیں دوستوں کا تعاون بھی حاصل رہا۔ حافظ امانت علی سعیدی بنیادی طور پر ایک محنت کش ہیں، پرائیویٹ ادارے میں ملازمت کرتے ہیں دن رات کی بدلتی ہوئی ڈیوٹی کے باوجود اپنے علمی مشاغل کم نہیں ہونے دیتے، سب سے بڑھ کر یہ کہ معاشی مسائل کو کبھی اپنے راستے کی رکاوٹ نہیں بننے دیا اور نہ ہی کبھی کسی کے سامنے دست سوال دراز کیا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ مالک کا کرم ہوتا ہے جس سے چاہے نیکی کا کام لے لے، اس میں کوئی تخصیص نہیں ہوتی کہ کون بڑا ہے اور کون چھوٹا۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے ایک برگزیدہ بندے کی بارگاہ میں پیش کیا جانے والا یہ نذرانہ قبول فرمائے اور صاحب تالیف کے علم و عمل میں ترقی فرمائے۔ آمین۔

فقیر محمد اکرم بٹر سعیدی

صدر ادارہ نوید سحر لاہور

786

92

یہ پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی کہ مخدوم ومحترم علامہ حافظ محمد امانت علی صاحب سعیدی زید مجدہ الکریم نے اپنے مرشد کریم رئیس المفسرین سند المحدثین رأس الفقہاء، رازی زماں، غزالی دوراں، جنید وقت امام اہلسنت حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ والرضوان پر ایک مؤقر وو قیع کتاب بنام "حیاتِ غزالی زماں" تحریر فرمائی ہے، جو کہ اس وقت منظر عام پر آچکی ہے۔ مولائے کریم اپنے حبیب رؤف رحیم ﷺ کے طفیل موصوف (حافظ امانت علی صاحب سعیدی اور عزیزم مولانا صلاح الدین سعیدی) کو جزاءِ خیر عطا فرمائے، آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الامین۔

حضرت علامہ سید کاظمی صاحب علیہ الرحمۃ ان نفوس قدسیہ میں سے ہیں جو برسہا برس کے بعد پردۂ غیب سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتے ہیں۔ قبلہ کاظمی صاحب علیہ الرحمۃ نہ صرف ایک مفسر محدث اور فقیہہٗ وقت تھے، بلکہ جذبۂ عشق رسول ﷺ اور محبت رسول کی نعمت سے بھی سرشار تھے، احقر کا وجدان کہتا ہے کہ علامہ موصوف نہ صرف ظاہری علم بلکہ باطنی علم سے بھی مالا مال تھے۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور انور ﷺ کے صدقے آپ کو علمِ لدنی سے بھی نوازا تھا۔ احقر کا یقین ہے کہ امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ کے علمی فیوض وبرکات جس طرح ان کی ظاہری حیات میں جاری وساری تھے پردہ فرمانے کے بعد بھی اس سے کہیں زیادہ جاری وساری ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے قائم کردہ گلشن علم (انوار العلوم) اور ان کی اولاد امجاد کے فیضان کو قیامت تک جاری وساری رکھے، آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الامین۔

20، ذیقعد 1429ھ

موافق: 19، نومبر 2008ء

﴿......احقر جمیل احمد نعیمی ضیائی غفرلہ......﴾

استاذ الحدیث وناظم تعلیمات

دار العلوم نعیمیہ بلاک 15 فیڈرل "بی" ایریا، کراچی

تقریظ

جانشین امام اہلسنت حضرت علامہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ

والدگرامی امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ بلاشبہ وہ نابغۂ روزگار اور عہد ساز شخصیت تھی جنکی عظمت کا سورج کبھی گہنا نہیں سکتا۔آپ علم وعمل کا کوہ گراں اور روحانیت کا بحر ذخار تھے۔آپ کی ذات گرامی اپنے دور میں ایک مینارہ نور تھی۔آپ کی علمی ، دینی ، ملی خدمات جلیلہ سے لوگوں کو متعارف کرانا بہت بڑی خدمت ہے

عزیز محترم حافظ امانت علی سعیدی زید مجدہ کے حصے میں یہ سعادت آئی ہے انہوں نے بڑی محنت اور جانفسانی سے مستند حوالہ اکٹھا کر کے حضور غزالی دوراں کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے موصوف کی یہ کاوش لائق صد تحسین ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو نافع خلائق بنائے۔آمین

سید مظہر سعید کاظمی سجادہ نشین

آستانہ عالیہ سعیدیہ کاظمیہ ملتان شریف

مرکزی امیر جماعت اہلسنت پاکستان

تقریظ

مفکرِ اسلام شہیدِ پاکستان حضرت علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

رئیس المحققین والمدققین حضرت غزالی زماں السید احمد سعید الکاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ہمہ پہلو اوصاف کی حامل تھی۔ ایک طرف جویان علم کے لئے بحر العلوم تھے تو دوسری طرف تشگان علم و آگہی کے لئے سرچشمہ فیض تھے اور اس کے ساتھ ساتھ روحانی فیوض و برکات سے بھٹکے ہوئے افراد کے لئے ھادی و راہنما بھی تھے۔

عالم اسلام کی کوئی مملکت ایسی نہیں ہے جہاں آپ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ فیض پانے والے علماء و فضلاء کرام تبلیغ اسلام و اشاعت دین متین میں مصروف عمل نہ ہوں اور یہ ایسا صدقہ جاریہ ہے جو خالق کائنات اپنے محبوب بندوں کو ہی عطا فرماتا ہے اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

علامہ حافظ امانت علی سعیدی صاحب آپ ہی سے فیض یافتہ ہیں انہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد روحانی تربیتی دورانیہ میں جو کچھ دیکھا، محسوس کیا اور قلب و ذہن پر جن یادوں نے انمٹ نقوش چھوڑے ان سب کو حروف و الفاظ کی شکل میں اوراق و صفحات پر منتقل کرتے ہوئے مستقل طور پر قارئین کتاب کے سپرد کر دیا تاکہ بعد میں آنے والے حضرات اس نابغہ روزگار شخصیت کے علمی و روحانی جواہر لعل سے مزین اقوال و کمالات سے اس طرح استفادہ کرتے رہیں جس طرح آپ کے متوسلین و متعلقین محسوس کرتے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامہ غلام رسول سعیدی
شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ
بلاک ۱۵، فیڈرل بی ایریا۔ عقب ایوب منزل کراچی ۳۸
فون: ۔ ۶۳۲۴۴۳۶، ۶۳۱۴۵۰۸

حوالہ نمبر ______
تاریخ 20 ذیقعدہ 1426ھ

حضرت جمیل العلماء مولانا جمیل احمد نعیمی، ناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ کراچی زید لطفہٗ، نے مجھے حضرت ضیغم اسلام، غزالیٔ زماں، رازیٔ دوراں محدث اعظم علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ کی حیاتِ مبارکہ پر مولانا حافظ امانت علی سعیدی کی لکھی ہوئی کتاب پیش فرمائی اور یہ میرے لیے بہت مسرت اور سعادت کا موقع ہے کہ اپنے مرشدِ کریم کی شخصیت کے متعلق کچھ جاننے اور پڑھنے کا موقع نصیب ہو۔ مؤلف مذکور نے اپنی اس کتاب میں حضرت غزالی زماں کی حیات وخدمات کے متعدد گوشوں پر روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً سنی تنظیموں کی سرپرستی، علم وعمل کا کوہ گراں، اندازِ تعلیم وتربیت وغیرہا۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت امانت علی سعیدی کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک حضرت غزالی زماں کے پیغام کے پہنچنے میں مدد فرمائے۔

غلام رسول سعیدی غفرلہٗ
۱۹، نومبر ۲۰۰۵ء

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غزالی دوراں امام اہل سنت سند المحدثین، امام المدرسین حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ بلند پایہ شخصیات میں سے ایک ہیں کہ جن پر علم اور تقویٰ کو بھی ناز ہے۔
آپ کے دینی، علمی، روحانی تفوق کو آپ سے مسلکی اختلاف رکھنے والوں نے بھی تسلیم کیا ہے البتہ کسی کی آنکھ پر تعصب کی پٹی ہو تو اس کور چشم کا علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔ حضرت غزالی زماںؒ کی صاف اور اجلی حیات مبارکہ اور آپ کی خدمات جلیلہ سے امت کو روشناس کرانا بہت بڑی سعادت ہے اور ایسے سعادتمندوں میں جناب حافظ امانت علی سعیدی مدظلہ بھی شامل ہیں جنہوں نے نہایت عرق ریزی سے حوالہ جات اکٹھے کر کے ایک جامع تذکرہ تیار کیا اور اپنے مرشد کریم کی نگاہ کرم کے مستحق ہوئے۔ یقیناً یہ ان کی خوش قسمتی ہے اور موصوف تمام مسلمان بھائیوں بالخصوص تمام برادران طریقت کی طرف سے شکریہ اور تحسین کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ برادر طریقت حافظ امانت علی سعیدی صاحب کو اجر عظیم اور اس کتاب مستطاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین)

محمد صدیق ہزاروی سعیدی
جامعہ نظامیہ رضویہ / جامعہ ہجویریہ لاہور

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان مضامین	نمبر شمار

حسان العصر حضرت علامہ خاکی
محدث امروہوی

حمدِ باری تعالیٰ

نہ دے غفلت میں اتنا طول مجھ کو.......... کہ کر دے غیرحق مقتول مجھ کو
اجل جس دم کرے منقول مجھ کو .... الٰہ العالمیں مت بھول مجھ کو
نہ رکھ اغیار میں مشغول مجھ کو

عمل میرا از سرتاپا برا ہے.......... مگر پھر بھی یہ تجھ سے التجا ہے
شفیع المذنبین کا واسطہ ہے.......... ترا نقصان نہیں میر بھلا ہے
جو کرے فضل سے مقبول مجھ کو

نہ نکلیں چشم سے کیوں اشک پرخوں...... نہ اس صدمہ سے ہو کیوں قلب محزوں
یہ غم ہے رات دن اے ذات بے چوں...... گناہوں کی نجاست سے نجس ہوں
کر اے ابر کرم مغسوم مجھ کو

خمار عشق سے مخمور فرما ...... مئے وحدت سے دل مسرور فرما
علاج فرقت مہجور فرما ...... غم دنیا کے کانٹے دور فرما
ریاض قدس سے دے پھول مجھ کو

بسا ہے حسرتوں کا دل میں عالم...... حضوری میں ہے یہ ہردم اک نیا غم
مئے وحدت سے کر سرشار و خرم...... دعا ہے خاکی خستہ کی ہردم
اجابت سے نہ کر معزول مجھ کو

نعتِ شریف

علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ

جلوۂ والضحیٰ دیکھتے رہ گئے
حُسن بدرالدجےٰ دیکھتے رہ گئے

روئے روشن پہ زلفِ سیہ دیکھ کر
ہم ضحیٰ اور سجےٰ دیکھتے رہ گئے

عرش پر پہنچے آقا تو روح الامیں
سدرۃ المنتہیٰ دیکھتے رہ گئے

حُسن اقراء تو دیکھا تھا جبرئیل نے
ہم تو غارِ حرا دیکھتے رہ گئے۔

ج د ے ///

حافظ حیدر علی سعیدی عاجز
پاکپتن شریف

منقبت

امام اہلسُنّت حضور غزالیِ زماں
حضرت السیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمیؒ

وہ غزالی زمانہ اور سیّد شہانہ
ثانی نہیں کوئی ہے مُرشدِ یگانہ
شرم وحیا کا پیکر وہ عاجزی کا خوگر
علم و عمل کا منبع، اندازِ دلبرانہ
لیکے چراغ ڈھونڈ، دُنیا کی خاک چھانو
پھر بھی کہاں ملے گا وہ علم کا خزانہ
حسب ونسب ہے عالی خلق وکرم مثالی
دنیا میں ہے معزز سادات کا گھرانہ
تاباں وہ پیاری صورت اُسوہ ڈھلی وہ سیرت
اک بار جس نے دیکھا وہ ہوگیا دیوانہ
گزری حیات ان کی راہ خدا میں عاجز
حق سے ملی ہے ان کو اب زیست جاودانہ

منقبت در شانِ غزالی زماں

از امام اہلسنت شیر بنگال حضرت سید عزیز الحق شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

ہدیہ تشکر بر قدوم میمنت لزوم پیشوائے عالماں مقتدائے فاضلاں، یادگارِ اولیاء، محبوب سید الانبیاء، رازیِ دوراں، مرشد زماں، پیر مغاں، غزالی زماں، صاحب تصانیف حضرت علامہ شاہ صوفی سید احمد سعید کاظمی شیخ الحدیث جامعہ بہاولپور و مہتمم جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان (مغربی پاکستان) لازالت شموس افاضتھم بازغة الی یوم الساعة در شہر چاٹگام شریف مشرقی پاکستان بتقریب جلسہ میلاد و سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ ماہ ربیع النور ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

بہر آں احمد سعید کاظمی صد مرحبا — اوست غزالی برائے ایں زماں صد مرحبا
آمدہ در جامعہ شیخ الحدیث او بیگماں — دز بہاولپور دانی ہم عزیز طالباں

آمدہ بحر العلوم و صاحب تصنیف داں — ماہر علم شریعت ہم طریقت بیگماں
ذات پاکش ہمچوں عنقا از برائے مسلماں — بیشک او کبریت احمر از برائے ایں زماں

پیشوائے عالمان و مقتدائے فاضلاں — مسکنش در شہر ملتان ہادی ہر انس و جاں
بہر مولانا بدانی صد ہزاراں مرحبا — فخرِ پاکستان شد آں کاظمی رہنما

یا الٰہی زندہ دارش تابقائے انس و جاں — استجب یارب طفیل سرور پیغمبراں

نام ناظم گر تو خواہی شیر بنگالہ بداں
منکران سنیاں را سیف براں بیگماں

از ...... دیوان عزیز

باب نمبر ۱

طلوع آفتاب

ابتدا:

غزالی زماں رازی دوراں شیخ الحدیث و التفسیر قطب الاقطاب حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ اپنے دور کے ایک منفرد ولی کامل تھے، جہاں وہ علم حدیث والتفسیر، ادب وفقہ، منطق وفلسفہ، معقول ومنقول، تاریخ وتحقیق، اقوال وقواعد، کلام و معانی میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے، وہاں آپ ایک یگانہ روزگار خطیب وادیب بھی تھے، مسند درس ہو یا میدان خطابت، مجلس رشد وہدایت ہو یا وادی تحقیق وتحریر دور دور تک آپ کا ہم پایہ نہیں ملتا، کسی بھی موضوع پر خطاب فرماتے تو بحرِ معانی کے موتی بکھیر تے جاتے، سامعین آپ کے دلائل قاہرہ سن کر شکوک وشبہات سے نکل کر حقائق تک پہنچ جاتے۔

ولادت:

غزالی زماں رازی دوراں امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ ۴ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ بمطابق ۱۹۱۳ء کو صبح ۴ بجے امروہہ ضلع مراد آباد بھارت میں جناب سید مختار احمد کاظمی کے ہاں پیدا ہوئے، سید مختار احمد کاظمی کے والد سید یوسف علی چشتی دادا سید شاہ وسیع اللہ نقشبندی مجددی، پڑدادا سید صبغت اللہ نقشبندی اور سید صبغت اللہ شاہ نقشبندی کے والد سید سیف اللہ شاہ چشتی امروہہ کے سادات خاندان کے نامور علما میں سے تھے، یہ خاندان اکبر اعظم کے عہد میں دہلی میں آباد ہوا تھا لیکن علماء اور اولیاء کا یہ خاندان پایہ تخت میں بے سکونی محسوس کرتا تھا لہٰذا جدِ امجد حضرت میر محمد اشرف شاہ کاظمی نے امروہہ کو مسکن بنایا اور پھر پورا خاندان امروہہ میں

جمع ہو گیا غزالی زماں بیسویں صدی میں اس سادات خاندان کا سب سے زیادہ روشن چراغ بنے آپ کا سلسہ ۲۹ واسطوں سے حضرت امام موسٰی کاظمؒ سے اور شجر نسب ۴۴ واسطوں سے حضور سرورِ کائنات ﷺ سے جاملتا ہے، ابھی آپ عالم بچپن میں ہی تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا آپ کی پرورش آپ کے بڑے بھائی حضرت علامہ سید محمد خلیل احمد کاظمیؒ محدث امروہی کے زیر نگرانی ہوئی۔ (۱)

تعلیم و تربیت:

آپؒ کی تعلیم و تربیت آپ کے برادرِ اکبر حضرت علامہ سید محمد خلیل احمد کاظمی محدث امروہی کی زیر نگرانی ہوئی، حضرت علامہ سید محمد خلیل احمد کاظمی جید عالم و فاضل عظیم محدث اور صاحب نظر درویش تھے، شعر و سخن سے بھی دلچسپی تھی اور ہمیشہ نبی کریم ﷺ کی محبت میں ڈوبی ہوئی نعتیں کہا کرتے تھے۔

فراغت تعلیم کے بعد شاہ جہان پور کے مدرسہ بحر العلوم میں اور پھر امروہیہ میں کئی سال تدریس کے فرائض سرانجام دیئے، پاک و ہند میں اور دیگر اسلامی ممالک میں آپ کے ہزاروں کی تعداد میں شاگرد ہیں۔ علوم طریقت و تصوف اور سلوک میں آپکو بلند مقام حاصل تھا، آپ کی غالب نسبت سلسلہ چشتیہ صابریہ میں تھی۔ (۲)

سند فراغت:

غزالی زماں رازی دوراں امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ نے ابتداء سے انتہا تک تمام تعلیم اپنے برادر اکبر سے ہی حاصل کی، ۱۶ سال کی عمر میں ۱۳۴۸ھ بمطابق ۱۹۲۹ء میں مدرسہ محمدیہ امروہیہ سے سند فراغت حاصل کی، دستار

فضیلت کے موقع پر حضرت شاہ علی حسین اشرفی تشریف لائے اور اپنے مبارک ہاتھوں سے آپ کے سر پر دستار فضیلت باندھی، اس تقریب سعید میں علامہ معوان رامپوری، حضرت علامہ صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، مولانا نثار احمد کانپوری اور دیگر علماء اہلسنت و مشائخ عظام موجود تھے جنہوں نے آپ کو خصوصی دعاؤں سے نوازا۔ (۳)

دوران تعلیم علمی کارنامہ:

غزالی زمان رازی دوراں امام اہلسنتؒ نے اپنے زمانہ طالب علمی میں ۱۳۴۴ھ بمطابق ۱۹۲۶ء کو ایک رسالہ جس کا نام " تسبیح الرَّحمان عنِ لکِذبِ وَ النُّقصَان" تحریر فرمایا اور علمی دنیا میں بلند مقام حاصل کیا۔ (۴)

بیعت وخلافت:

غزالی زماں رازی دوراںؒ علم شریعت کے حصول کے ساتھ ساتھ علم طریقت وعرفان حقیقت کی منازل طے کرنے کے لیے بھی اپنے برادر بزرگوار استاذ ذی وقار حضرت علامہ سید محمد خلیل احمد کاظمیؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ حضرت علامہ سید محمد خلیل احمد کاظمیؒ نے ان منازل میں بھی اسی طرح رہنمائی فرمائی کہ آپ کو فکری گداز کے ساتھ ساتھ روحانی لطافتیں بھی حاصل ہوگئیں اور آپ کے مرشد نے آپ کو خلافت بھی عطا فرمائی اور پھر لاکھوں کی تعداد میں طالبان حق نے آپ کے دست کرم پر بیعت کر کے اپنی روحانی پیاس بجھائی۔ آپ کے مرشد کریم کا وصال بحالت روزہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ بمطابق ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ صبح چھ بجے ہوا،

مزار مبارک امروہیہ ضلع مرادآباد (یو۔پی بھارت) میں ہے۔ (۵)

حوالہ جات باب نمبر ا

ا بیسویں صدی کی عہد ساز شخصیت از عارف الاسلام صدیقی ملتان

ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۱

۲ مقالات کاظمی جلد اول

۳ مقالات کاظمی جلد اول

۴ مقالات کاظمی جلد اول

۵ مقالات کاظمی جلد اول

باب نمبر ۲

امروھہ سے لاھور تک

۱ امروہہ سے لاہور تک
۲ غزالی زماں اور علامہ اقبال
۳ غزالی زماں کی تقریر کا اثر
۴ ہندو لڑکی کا قبول اسلام

امروہہ سے لاہور تک:

غزالی زماں رازی دوراںؒ ۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۹۳۰ء میں لاہور تشریف لائے۔ یہاں حضرت علامہ سید محمد دیدار علی شاہ الوریؒ، حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، حضرت علامہ مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات سید احمد جیسی ہستیوں کی صحبت میسر آئی۔

آپ لاہور کی تاریخی اور قدیم درسگاہ جامعہ نعمانیہ دیکھنے گئے وہاں حضرت علامہ حافظ محمد جمالؒ "حدیث کی کتاب" کا درس دے رہے تھے آپؒ درس حدیث سننے کے لیے بیٹھ گئے جب آخر میں طلبہ سے سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ نے بھی اس میں حصہ لیا آپ کی دینی قابلیت اور ذہانیت نے حافظ محمد جمالؒ کو اس قدر متاثر کیا کہ بعد میں انہوں نے تفصیلی گفتگو کر کے آپ کو جامعہ نعمانیہ میں مدرس کے عہدے کی پیش کش کی جسے آپؒ نے قبول فرمالیا، آپ مسند تدریس پر رونق افروز ہوئے تو آپکے علمی جاہ جلال کا جلد ہی دور دور تک چرچا ہونے لگا اور شیدائیان علم گروہ در گروہ یہاں آنے لگے۔

ایک سال کے بعد وطن کی یاد نے ستایا تو آپ اپنے آبائی علاقہ امروہہ واپس چلے گئے اور وہیں مدرسہ جامعہ محمدیہ حنفیہ میں درس و تدریس شروع کر دی تقریباً چار سال کے بعد اوکاڑہ تشریف لائے یہاں ایک سال درس و تدریس اور تبلیغ دین میں مشغول رہے۔ (۱)

غزالی زماں اور علامہ اقبال:

۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۹۳۰ء کی بات ہے کہ زندہ دلان لاہور کی طرف سے بیرون موچی دروازہ عظیم الشان میلاد النبی ﷺ کانفرنس کا اہتمام تھا، تاحد نظر عاشقان مصطفی ﷺ نظر آرہے تھے اس عظیم الشان کانفرنس کی صدارت دنیا کے جید مفکر اور فلاسفر علامہ محمد اقبالؒ فرما رہے تھے، جبکہ خصوصی خطاب اس وقت کے جید عالم اور فاضل نوجوان اور آج کے غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ فرما رہے تھے، موضوع سخن عظمت اسم محمد ﷺ تھا، حضرت غزالی زماںؒ اسم محمد ﷺ کے اسرار و رموز بڑے محققانہ اور فلسفیانہ انداز میں بیان فرما رہے تھے ان کی زبان سے نکلا ہوا ہر حرف عظمت مصطفی ﷺ کی گواہی دے رہا تھا اور عاشقان مصطفی کے درد کا درماں تھا، علم کا سمندر تھا جو ٹھاٹھیں مار رہا تھا عشق رسول کریم ﷺ کے گوہر آبدار لٹا رہا تھا اور ہر شخص پر ایک خاص کیفیت طاری تھی۔

عاشق رسول ڈاکٹر محمد علامہ اقبالؒ کیف و مستی میں جھوم رہے تھے اس تقریر دلپذیر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے عشق رسول ﷺ نے معرفت اسم محمد ﷺ سن کر خاموش نہ بیٹھنے دیا اور بے ساختہ پکار اٹھے "ایسی چنگاری بھی یا رب میری خاکستر میں"۔ ۱

صاحبزادہ علامہ سید حامد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ خود اباجی قبلہ کی زبانی سنا "فرمایا دوران تقریر ایک پرچہ آیا جس میں عورت کے پردے کے بارے میں سوال تھا اور ضمناً یہ بھی ذکر تھا کہ علامہ اقبالؒ اس بارے میں ذرا روشن خیال واقع ہوئے ہیں اور عورتوں کے لیے پردہ لازمی خیال نہیں کرتے،

میں نے پرچہ پڑھ کر لوگوں کو بتایا کہ سوال کرنے والے نے پوچھا ہے کہ عورت کے لیے پردے کی شرعی حیثیت کیا ہے بات دراصل یہ ہے کہ فقہ کا ایک مسئلہ ہے کہ "ستر عورت فرض ہے " کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کے جسم میں کچھ حصہ وہ ہے جس کا چھپانا فرض ہے، اگر اس حصے کو نہ ڈھانپا جائے تو نماز نہیں ہوتی مرد کے جسم کا جو حصہ ستر عورت کہلاتا ہے، اس کو ڈھانپنا فرض ہے تو جو مجسم عورت ہو اس کو چھپانا فرض ہوگا یا نہیں؟ اور ایک بات سمجھتے چلو اگر کوئی شخص اپنی عورت یعنی بیوی کو چھپانا اور پردہ کروانا ضروری خیال نہیں کرتا اور سمجھتا ہے کہ پردہ غیر ضروری چیز ہے تو اسے چاہیے کہ اپنی بیوی سے پہلے اپنی عورت یعنی اپنے جسم کا وہ حصہ جسے " عورت" کہتے ہیں اسے بے حجاب کرے، ابا جی قبلہ نے فرمایا جب میں نے یہ مسئلہ یوں بیان فرمایا تو حضرت علامہ اقبالؒ کھل کر مسکرائے اور مجھے بہت داد دی اور تقریب کے اختتام پر مجھے تھپکی دیتے ہوئے کہا "برخوردار لگتا ہے بہت نام پیدا کرو گے "۔ (۲)

غزالی زماں کی تقریر کا اثر:

انگریز کی حکومت میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کو کسی سرکاری عہدے کی پیش کش ہوئی غالباً ڈپٹی کمشنر کا عہدہ تھا تو اس منصب کے آداب میں یہ بات بھی شامل تھی کہ مختلف تقاریب میں اپنی اہلیہ کے ساتھ آپکی شمولیت ضروری ہوگی اور ان محافل میں پردہ کرنا آداب محفل کے خلاف ہوگا۔ اس پر شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ نے یہ کہہ کر معذرت کی کہ میں گنہگار تو ہوں لیکن بحر حال مسلمان ہوں پردے کی اس شرط کے ساتھ میرے لیے یہ عہدہ قبول کرنا ممکن نہیں۔

ہندو لڑکی کا قبول اسلام:

غزالی زماں رازی دوراںؒ خود بیان فرماتے ہیں کہ میرے بچپن میں لاہور میں حزب الاحناف اہلسنت کا عظیم الشان علمی مرکز تھا، جس میں انتہائی خوبصورت انداز میں پانچ روزہ جلسہ ہوا کرتا تھا اس وقت حزب الاحناف کا جلسہ جامع مسجد وزیرخاں میں منعقد ہوا کرتا تھا برصغیر کے گوشے گوشے سے علماء اس میں شرکت کرتے تھے اور خطابات کیلئے آتے تھے جلسے میں خطاب کرنے کی سعادت بہت بڑی خوش نصیبی ہوتی تھی ایک دفعہ مجھے بھی اس جلسے سے خطاب کرنے کا موقع ملا۔ میں بچہ تھا سولہ سترہ سال عمر ہوگی نیا نیا فارغ التحصیل ہوکر آیا تھا ایسے میں خطاب کرنے اور علم کے جوہر دکھانے کا شوق بھی بہت ہوتا ہے بڑے بڑے علماء اور اکابر سے پہلے بعض اوقات طلباء کو تقریر کرنے کا موقع حوصلہ افزائی کی نیت سے دیا جاتا تھا اس طرح مجھے بھی موقع مل گیا۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ میں تقریر کررہا تھا، یہ واقعہ ۱۹۲۹ء کا ہے جب ابھی تقسیم برصغیر پاک و ہند عمل میں نہ آئی تھی، جلسہ گاہ کے قرب و جوار میں ہندو اور سکھ بھی رہتے تھے، تو میری تقریر کے دوران ایک پرچی آئی اس میں لکھا تھا کہ مولانا صاحب میں ایک ہندو لڑکی ہوں اور بی اے میں پڑھتی ہوں میرا گھر آپ کے جلسہ گاہ کے بالکل ساتھ ہے اس لئے کئی دن سے میں آپ کے جلسہ میں ہونے والی تقاریر سن رہی ہوں آج آپ کہہ رہے ہیں کہ دنیا میں کسی صفت اور کسی خوبی میں آپ کے نبی ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوسکتا جب کہ اسی اسٹیج پر کل ایک دوسرے مولانا صاحب تقریر فرمارہے تھے اور انہوں نے حاتم طائی کی سخاوت کا ایک واقعہ بیان کیا۔ انہوں

نے بتایا کہ حاتم طائی اتنا بڑا سخی تھا کہ اس نے لوگوں میں مال و دولت تقسیم کرنے کیلئے ایک محل بنوایا جس کے سات دروازے تھے جو سائل جس دروازے سے آتا حاتم اسے خیرات دے دیتا، وہ دوبارہ دوسرے دروازے سے آتا حاتم پھر اسے خیرات دیتا، تیسرے چوتھے حتی کے وہی سائل ساتوں دروازوں سے آتا اور ساتوں مرتبہ ہی اسے خیرات ملتی اور حاتم کی زبان پر یہ الفاظ نہیں آتے تھے کہ تم پہلے کتنی دفعہ آچکے ہو اب بار بار کیوں چلے آتے ہو اور وہ سائل پھر پہلے دروازے پر مانگنے چلا جاتا ہے حاتم کے ماتھے پر تب بھی شکن نہ پڑتی اور اس نے دست سخاوت پھر بھی نہ کھینچا، واقعہ تاریخی اعتبار سے صحیح ہے یا غلط اس پر بحث مقصود نہیں وہ اس لئے کہ یہ آپ کے اسٹیج سے آپ کے اپنے عالم دین نے بیان کیا ہے اس لئے اس کو صحیح ماننا پڑے گا اب آپ یہ بتائیں کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ 'کسی مخلوق میں کوئی آپ کے نبی ﷺ سے بڑھ کر نہیں ہوسکتا' اگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ حاتم طائی کی اس سخاوت کے واقعہ سے بڑھ کر اپنے نبی ﷺ کی سخاوت کا کوئی واقعہ بیان کریں ورنہ تسلیم کریں کہ حاتم طائی آپ کے نبی ﷺ سے بھی بڑھ کر سخی تھا۔

میں نے کہا کہ حاتم طائی کے واقعہ سے اگر کوئی یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ وہ بے حد سخی تھا اور بڑا دیالو تھا تو وہ اس کی کم فہمی ہے اس واقع سے تو اس کی کنجوسی اور کم ہمتی ثابت ہوتی ہے ایک سائل آتا ہے سوال کرتا ہے حاتم اسے دیتا ہے لیکن سائل کی جھولی نہیں بھرتی یعنی سائل کی مراد پوری نہیں ہوتی اس کی طلب ختم نہیں ہوتی وہ دوبارہ جھولی پھیلاتا ہے حاتم اسے پھر کچھ دیتا ہے لیکن اب بھی اس نے اتنا کم دیا ہے کہ سائل دوبارہ سوال کرنے پر مجبور ہے حاتم بار بار دیتا ہے سائل کی طلب باقی رہتی ہے وہ بار بار لوٹ کر

آتا ہے یہ کیسی سخاوت ہے درحقیقت یہ تو کنجوسی ہوئی۔ اگر سخاوت دیکھنا ہے تو آؤ میرے آقا ﷺ کی سخاوت دیکھو تہجد کا وقت ہے حضرت ربیعہؓ سرکار دو عالم ﷺ کے جانثار صحابی سرکار دو عالم ﷺ کو وضو کروا رہے ہیں سرکار اس کی اس خدمت پر خوش ہوتے ہیں دریائے رحمت جوش میں آتا ہے سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں ' سل یا ربیعه ' اے ربیعه مانگ کیا مانگتا ہے؟ حضرت ربیعہؓ عرض کرتے ہیں ' اسئلک مرافقتک فی الجنة یا رسول الله ﷺ ' میں جنت میں آپ ﷺ سے آپ کی رفاقت طلب کرتا ہوں۔ سرکار فرماتے ہیں 'یہ تو ہم نے تمہیں عطا کر دیا تیرا سوال پورا ہوا اس کے علاوہ کوئی اور طلب ہو تو مانگ ! حضرت ربیعہؓ عرض کرتے ہیں " هکذ یا رسول الله ﷺ " اللہ کے رسول ﷺ میرے لئے سب کچھ ہیں۔

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

یارسول اللہ ﷺ جب آپ مل گئے تو اور کیا چاہئے۔ سرکار فرماتے ہیں " او غیر ذالک ربیعة " اے ربیعہ کچھ اور مانگ لے۔ یارسول اللہ ﷺ بس یہی کافی ہے دامن طلب میں اب بھلا کس شے کی کمی ہے ذرا دیکھو اس کی طرف وہ سائل ہے جو بار بار آتا ہے اور حاتم سے سوال کرتا ہے۔ ایک یہ داتا ہیں جو سائل سے بار بار کہتے ہیں کہ کچھ مانگ لو تو اب تم خود فیصلہ کرو کہ کون زیادہ سخی ہے؟

یہ واقعہ بیان فرمانے کے بعد حضرت غزالی زماں رازی دوراںؒ فرماتے ہیں کہ وہ ہندو لڑکی اس جواب کو سن کر مسلمان ہوگئی اور حزب الاحناف کے اسٹیج پر موجود علماء حیران و

ششدر رہ گئے کہ اتنا مکمل جواب اس نو جوان نے دے دیا۔ (۳)

حوالہ جات باب نمبر۲

۱ مقالات کاظمی جلد اول

۲ فرحتوں کی اداس برکھا از صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۵

۳ فرحتوں کی اداس برکھا از صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۵

اللہ اللہ شان وعظمت کاظمی سرکارؒ کی
ذرہ ذرہ کہکشاں ہے کاظمی سرکار کا
جس کے ہر گل میں جہانِ حسن ہے سمایا ہوا
گلستان ہے کاظمی سرکار کا

باب نمبر ۳

مدینۃ الاولیاء آمد

۱ ملتان میں تعلیمی سرگرمیاں

۲ انوارالعلوم کا قیام

۳ آپ پر قاتلانہ حملہ

۴ ایک عیسائی پادری کا قبول اسلام

ملتان میں تبلیغی سرگرمیاں:

ایک روز حضرت غزلی زماں رازی دوراںؒ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے عرس کی تقریبات میں شمولیت کیلئے ملتان حاضر ہوئے یہاں آپ نے جو سحر انگیز خطاب فرمایا تو حاضرین کے دل نور معرفت سے جگمگانے لگے خطاب سے متاثر ہو کر ملتان کے اکابر علماء مشائخ نے آپ کو ملتان میں سکونت اختیار کرنے کی دعوت دی جسے آپ نے قبول فرما کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ملتان کو مسکن بنالیا اور یوں مدینہ الاولیاء میں ایک اور ولی اللہ کا اضافہ ہو گیا، حضرت غزالی زماں رازی دوراں کو درس و تدریس کی عادت تھی چنانچہ یہاں بھی آپ نے یہ سلسلہ جاری رکھا شروع شروع میں آپ نے اپنے مکان میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اس کے ساتھ ساتھ مسجد فتح شیر میں نماز فجر کے بعد درس قرآن اور مسجد چپ شاہ میں نماز عشاء کے بعد درس حدیث کا سلسلہ شروع کر دیا یوں آپ نے ۱۳۵۴ھ بمطابق ۱۹۳۵ء میں مکمل طور پر ملتان میں سکونت اختیار فرمائی۔ (۱)

انوار العلوم کا قیام:

آپ کیونکہ بنیادی طور پر مدرس تھے جہاں بھی تشریف فرما ہوئے درس و تدریس کا ماحول نا لیتے تھے اس لئے ملتان آمد کے بعد اپنے کرائے کے مکان ہی میں درس دینا شروع کر دیا یہ خواہش البتہ رہی کہ کسی طور کوئی مدرسہ بنایا جائے اور دین کی خدمت کا فریضہ باقاعدگی سے سرانجام دیا جائے اسی اثناء میں آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا جس کا ذکر آئندہ اوراق میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے، ۱۳۶۵ھ بمطابق ۱۹۴۴ء میں

اس شدید اور خوفناک واقع کے بعد جب آپکو ملتان لایا گیا تو آپ نے یہ تاریخی جملے ارشاد فرمائے "زندگی اور موت تو اس رب لعالمین کے ہاتھ میں ہے مجھے اس حملے کا دکھ یا موت کا خوف نہیں صرف یہ ملال ہے کہ کوئی مدرسہ قائم نہ کر سکا جو میرے لئے صدقہ جاریہ ہوتا اور دین کا قلعہ بنتا"۔ دل کی گہرائیوں سے نکلے ان جملوں نے وہ اثر ڈالا کہ آپ کے ارادت مندوں نے مالی اعانت کی اور آپ کی اہلیہ محترمہ نے اپنا زیور پیش کر دیا جسے فروخت کر کے اس رقم سے آپ نے مدرسہ جامعہ اسلامیہ عربیہ **انوار العلوم** کے نام سے دینی درسگاہ قائم کی اس کا سنگ بنیاد پیران پیر حضرت موسیٰ پاک شہید کے سجادہ نشین حضرت سید محمد صدرالدین شاہ گیلانی نے شوال ۱۳۶۳ھ ۱۹۴۴ء میں رکھا اور خود ہی مدرسہ میں درس نظامی کی تعلیم دینی شروع کی، اس مدرسہ سے بڑے بڑے علماء فقہا قراء اور دانشور شخصیات نے تعلیم حاصل کی اور آج اندرون اور بیرون ملک دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ ان میں یوکے امریکہ کینیڈا ساؤتھ افریقہ ناروے ہالینڈ جرمنی سپین متحدہ عرب امارات میں دبئی قطر بحرین سعودی عرب بنگلا دیش اور اٹلی شامل ہیں۔ اس ادارے کی بنیاد ۴ امرلے کے مدرسہ سے شروع کی گئی تھی جو آج نیو ملتان میں ۶ کنال کی خوبصورت عمارت ہے، اس عظیم درسگاہ سے اب تک ۲۲ ہزار طلباء نے دورہ حدیث مکمل کیا اور عالم بنے ،۱۲ ہزار ۵ سو طلباء نے حفظ میں تعلیم حاصل کی اور ۷ ہزار ۵ سو پچاس طلباء نے تجوید وقرات میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ تفسیر اصول تفسیر حدیث اصول حدیث فقہ ادب اسماء رجال کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم انگریزی کا نصاب معاشرتی علوم جنرل سائنس اور کمپیوٹر کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

یہ جامعہ تنظیم المدارس کے ساتھ منسلک ہے اور جامعہ انوار العلوم کے مہتمم اعلیٰ علامہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی تنظیم المدارس کے ۱۳ سال تک صدر بھی رہے۔ آپ کی قیادت میں جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم شاہراہ ترقی پر گامزن ہے اور مرکز کے علاوہ مقامی شاخیں بھی نہایت تندہی سے کام کر رہی ہیں ۔ جامعہ میں ۵۵ افراد تدریسی فرائض اور انتظامی امور انجام دے رہے ہیں اور تمام کا شمار ملتان کے جید علماء میں ہوتا ہے۔

جماعت اہلسنت کے مرکزی صدر اور مہتمم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ عربیہ انور العلوم علامہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی نے اس سلسلہ میں روزنامہ خبریں کو ایک انٹرویو میں بتایا کہ جامعہ ہٰذا میں ۶ سو سے زائد طلباء ہاسٹل میں رہائش پذیر ہیں جن کے کھانے پینے رہنے سہنے لباس اور کتب کا خرچہ جامعہ برداشت کرتی ہے اور درسگاہ کا سالانہ خرچہ ۶۵ لاکھ روپے ہے جو کسی قسم کی بیرونی امداد کے بغیر مسلمان بھائیوں کی خدمت کے باعث چل رہا ہے جبکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کاظمی صاحب کے کئی مربعے ہیں وہاں سے رقم آجاتی ہے۔ لیکن ہماری اراضی سے صرف سالانہ پچاس ہزار روپے کی آمدنی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ادارہ مسلسل خسارے میں جارہا ہے۔ مہنگائی بہت بڑھ گئی ہے کورس کی کتابیں ہزاروں روپے کی ہیں جو طلباء کو مفت مہیا کی جاتی ہیں

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ۶۰ کنال کی اراضی پڑی ہے جہاں پر ہمارا پروگرام دینی یونیورسٹی بنانے کا ہے لیکن وسائل کی کمی کے باعث اس پر ابھی کام نہیں ہو پارہا۔ یونیورسٹی میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم بھی دی جائے گی۔ پرائمری سے پوسٹ گریجوایٹ تک تعلیم دی جائے گی۔ علیحدہ علیحدہ شعبہ جات قائم ہوں گے

ہاسٹل اساتذہ کے لئے کالونی، جامعہ مسجد اور ڈسپنسری بھی بنائی جائے گی۔ علامہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی نے کہا کہ مکمل عالم بننے کیلئے ۸ سال کا کورس ہوتا ہے جبکہ پہلے تین سال کا کورس ایک سال میں مکمل کرایا جاتا ہے اور عنقریب مفتی بنانے کا کورس بھی شروع کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ دورہ قرآن کی کلاسیں بھی لگائی جا رہی ہیں اور اس وقت دورہ حدیث شریف میں ۱۱۰ طلباء زیر تعلیم ہیں۔

انہوں نے کہا کہ جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کی پوری تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب کبھی قوم و ملک کو نازک حالات کا سامنا کرنا پڑا تو کارکنان انوار العلوم نے اپنی بساط کے مطابق بھرپور قربانیاں دیں۔ ملکی دفاع کے لیے جب دفاعی فنڈز کا اعلان کیا گیا تو جامعہ کے کارکنان نے خود بھی فنڈز میں حصہ دیا اور دفاعی فنڈ اور بے گھر بھائیوں کے لیے عطیات وصول کر کے سرکاری انتظامیہ کے حوالے کئے۔ جامعہ ہذا میں دارالافتاء قائم ہے جہاں سے آج تک لاکھوں فتوے جاری ہو چکے ہیں بیرونی حضرات کے سوالوں کا بروقت جواب دیا جاتا ہے اور مقامی مفتیان کو زبانی و تحریری جواب دیئے جاتے ہیں جامعہ کے کتب خانہ میں مختلف فنون کی درسی اور غیر درسی ہزاروں کتب کے علاوہ کچھ قلمی نسخے بھی موجود ہیں اور ہر سال درسی اور غیر درسی کتابیں خرید کر کتب خانہ میں اضافہ کیا جاتا ہے اور جامعہ کی لائبریری میں اس وقت دس ہزار سے زائد کتب موجود ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہم نوکریوں کے لئے نہیں پڑھاتے بلکہ دین کی خدمت اور لوگوں میں جذبہ پیدا کر رہے ہیں نوکریاں تو ڈگریوں سے ملتی ہیں اور آج ہر طالب علم ڈگریاں لے کر مارا مارا پھر رہا ہے لیکن نوکری نہیں ہے اور جو

طالب علم دینی تعلیم حاصل کرتا ہے وہ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی کامیاب ہو جاتا ہے انہوں نے کہا کہ ۱۹۴۸ء میں مدرسہ میں علماء کنونشن منعقد کیا گیا تھا اور اسی دن جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد پڑی اور پہلے سیکرٹری جنرل والد گرامی علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی تھے۔

جامعۃ الازہر مصر کے شیخ الافغانی علامہ سید ابدالی العلوی نے جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کا دورہ کیا اور کہا کہ اس مدرسہ کو اہلسنت والجماعت کا بہترین مدرسہ پایا ہے۔ ڈاکٹر فہام مصری انڈونیشی قراء کے وفد کے قائد محمد بصری علوی اور امام علامہ ابوالحسنات قادریؒ علامہ عبدالحامد بدایونی، علامہ عبدالغفور ہزاروی، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے پوتے مولانا شاہ ابراہیم رضا خان نے بھی جامعہ کا دورہ کیا اور معائنہ کے بعد انتہائی مفید اور حوصلہ افزا آراء سے نوازا' سجادہ نشین سیال شریف حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی نے انوارالعلوم کا معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ خدا کی قسم میں نے مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوارالعلوم کو اہلسنت والجماعت کا مستحکم قلعہ پایا ہے۔ جامعہ انوارالعلوم دین کی بہترین خدمات انجام دے رہا ہے۔ اگر پاکستان میں چند ایک ایسی اور درس گاہیں قائم ہو جائیں تو باطل دب کر رہ جائے۔ (۲)

آپؒ پر قاتلانہ حملہ:

آپؒ کو اعلائے کلمۃ الحق سے باز رکھنے کیلئے اغیار کی طرف سے سازشیں کی جاتی رہیں۔ ۱۳۶۳ھ بمطابق ۱۹۴۳ء میں آپؒ کو قتل کرنے کیلئے مخالفین نے سازشیں تیار کیں تا کہ آپ کو مسلک حق اہلسنت کی تبلیغ سے باز رکھا جا سکے اپ تبلیغ

دین کیلئے دور دراز کے علاقوں میں تشریف لے جاتے ایک مرتبہ آپ بہاولپور کے ایک گاؤں پر اراں شریف میں ۲۸ ذوالحجہ کو حضرت خواجہ دین محمدؒ کے عرس کے موقع پر مولانا حکیم امام دین کی دعوت پر بلسہ جھلن تشریف لائے جہاں سے جام خاں محمد، مولوی امام دین مرحوم کے بڑے بھتیجے ہیں کو اور اپنے بھائی جام اللہ وسایا کو حضرت قبلہ غزلی زماں صاحب کو لانے کیلئے پابند کیا جب دونوں مذکورہ شخص حضرت غزالی زماں کو لانے کیلئے روانہ ہوئے اس وقت کے لحاظ سے گھوڑوں پر بیٹھ کر گئے، جب آپ تشریف لائے تو آپ کے ساتھ ایک خدا بخش نامی نوجوان خادم تھا۔ جام خان محمد کے مطابق ہم اس جلسہ میں حضرت غزالی زماں کی زیارت اور تقریر سننے کیلئے جمع ہو گئے تھے، تو تھوڑی دیر بعد آپ جلسہ گاہ میں موجود تھے حضرت قبلہ غزالی زماں نے کچھ کتابیں نکالیں اور سامنے میز پر رکھ دیں اُس کے بعد آپ نے خطبہ پڑھا خطاب شروع کرنے سے پہلے آپ نے فرمایا، آپ سامعین و حاضرین میں سے کسی صاحب کو اگر میری کسی بات یا کسی جملہ اور کسی مسئلہ پر کوئی اعتراض یا اختلاف ہو تو اسے نوٹ کرتے جائیں انشاء اللہ آپ کے اعتراضات کے جوابات اسی اسٹیج پر دیکر آپ کی تسلی کرا کے جاؤں گا۔

دوسری طرف مخالفین کے سرغنہ مولوی حبیب اللہ نے سر پر قرآن رکھ کر بھرے مجمع میں کہا کہ آپ کھل کر تقریر کریں ہم کچھ نہیں کہیں گے۔ چنانچہ آپ نے مولوی حسین علی واں بھچراں کے رد میں "امکان کذب" کے عنوان سے خطاب فرمایا کیونکہ مولوی حسین علی واں بھچراں نے ان اللہ علی کل شئی قدیر کا ترجمہ کیا " اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے کذب جھوٹ بھی ایک چیز ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ممکن ہے" آپؒ نے فرمایا

مولانا نے ٹھوکر کھائی ہے حالانکہ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اس آیت کا ترجمہ یہ ہوگا " اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اس پر قدرت رکھتا ہے" شئی کا ترجمہ چیز نہیں بلکہ " چاہتا ہے "۔ اگر ان کی بات مان لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ دوسرا خدا بھی بنا سکتا ہے، کیونکہ وہ قادر ہے ایسا کہنا شرک ہے کذب عیب ہے اور اللہ تعالیٰ عیب سے پاک ہے اور مبرا ہے لہٰذا اللہ سے امکان کذب کو منسوب کرنا سراسر غلط اور جاہلانہ پن ہے اس پر مولوی حبیب اللہ نے انتہائی کم ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت قبلہ غزالی زماں صاحب کے گریبان پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی اور جاہلانہ طریقہ سے باچھیں پھاڑ پھاڑ کر کہنے لگا " کہاں لکھا ہے مجھے دکھاؤ " مخالف کا ہاتھ حضرت قبلہ غزالی زماں کے گریبان تک جا پہنچا مگر قربان جائیں ان سراپا صبر و تحمل کے فرماتے ہیں " ارے مولانا ٹھہرو میں آپکو دکھاتا ہوں اس دوران بھی کلام میں صبر و تحمل عمدگی و شائستگی اور لہجہ میں چاشنی اور مٹھاس شامل رہی شاعر نے شائد اسی الفت و محبت کے متعلق کہا تھا۔

ان کا جو کام ہے وہ اہل سیاست جانیں

میرا کام پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

مولوی حبیب اللہ نے جب یہ دیکھا کہ اس کی ہاتھا پائی اور ہرزہ سرائی بھی حضرت غزالی زماں کو مرعوب نہ کر سکی بلکہ آپؒ نے دلائل برہین کا دامن نہیں چھوڑا اور اس کیفیت میں بھی اپنے پاس ثبوت کے لیے قرآن وحدیث کو گواہ بنانا چاہا تو اس کا پیانہ غضب چھلک گیا اس نے پکار کر کہا کہ قتل کردو اس کو اس کی یہ پکار سن کر اس کے شاگرد اور اس کے ساتھیوں نے حضرت قبلہ غزالی زماں پر ہلہ بول دیا ان حملہ آوروں میں

اس کا شاگرد قائم دین جو کلہاڑی سے مسلح تھا، خدا بخش، اللہ وسایا اور مولوی حبیب اللہ کا اپنا چھوٹا بھائی عزیز اللہ گمان کے ساتھ ساتھ گمانی، بڑانی اور مستوعی برادری کے بہت سے لوگ لاٹھیوں سے مسلح تھے اور اس دوران قائم دین کو آپ کی پیشانی پر کلہاڑی سے وار کرنے کا موقع مل گیا جس کے باعث آپ شدید زخمی ہو گئے اور صاحب دعوت اور سنی عوام کی طرف سے جام اللہ وسایا مرحوم جھلن، منشی محمد بخش مرحوم، حاجی محمد کامل مرحوم، بستی طیب شاہ سے سید محمد علی شاہ مرحوم اور سپنے خاں لاشاری مرحوم وغیرہ نے کافی مزاحمت کی مگر مخالف چونکہ مسلح تھے اور سنی عوام ان کے عزائم سے بے خبر اور غیر مسلح تھے اور انہیں اچانک اس پریشان کن صورت حال کا سامنا کرنا پڑا اس لیے یہ لوگ حملہ آوروں کو صحیح طرح روکنے اور مزاحمت کرنے کے اہل نہ ہو سکے اس دوران حضرت قبلہ غزالی زماں کو مخالفین کے چنگل سے نکال کر حاجی رحیم بخش کے گھر لے جایا گیا آپ کو کلہاڑی کی تین ضربیں لگی تھیں۔

آپ کا خون مسلسل بہہ رہا تھا آپکو رضائی میں لپیٹ کر کجاوے کے ذریعے اونٹ پر سوار کر کے اوچ شریف لایا گیا اور وہاں سے حضرت مخدوم شمس الدین صاحب اپنی کار میں لے کر احمد پور شرقیہ لائے تو حضرت مخدوم شمس الدین صاحب گیلانی رسول بخش چوہان چاچڑاں شریف والے اور حضرت خواجہ عبدالرحمن صاحب پیر آف بھر چونڈی شریف نے آپ سے درخواست کی کہ اپنے بیانات قلم بند کروائیں تا کہ مخالفین کے خلاف کاروائی کی جائے آپ نے فرمایا کہ اللہ کا فرمان ہے کہ کونو مع الصابرین (اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔ میں ملتان جا کر اپنے مرشد کریم حضرت محدث اعظم سید محمد خلیل احمد کاظمی صاحب سے بات کروں گا، آپ جو حکم دیں گے اسی

عمل کروں گا۔ چنانچہ آپؒ احمد پور شرقیہ سے سیدھے ملتان تشریف لے آئے۔

ایک عیسائی پادری کا قبول اسلام:

جناب حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری بیان فرماتے ہیں کہ ملک شام کا رہنے والا فواد نامی ایک عیسائی پادری تھا جو زیادہ تر بمبئی میں بطور مشنری کام کرتا تھا اور تقریباً ہر سال پاکستان آیا کرتا تھا۔ اس نے مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام سے مناظرے بھی کئے مگر کسی سے مطمئن نہ ہوا۔ ۱۹۶۰ء میں وہ اپنے دورہ پاکستان کے دوران دس بارہ روز تک ملتان میں علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ کے ہاں بطور مہمان رہا۔ اس مسئلہ پر کہ قرآن کہتا ہے۔ مصدقا لما بین یدیہ اور مصدقا لما معھم یعنی اگر پہلی کتابیں محرف ہو چکی ہیں تو پھر قرآن کی تصدیق کیسی؟ حضرت کاظمی صاحب سے اس کی پورے چھ دن تک بحث ہوتی رہی۔ آخر وہ مطمئن ہوا اور اس نے ملتان کے تمام عیسائیوں کو جمع کیا اور انہیں دعوت دی کہ تم بھی مسلمان ہو جاؤ کیونکہ میں علامہ کاظمی شاہ صاحب کے دلائل سے مطمئن ہو کر ان کے دست حق پرست پر اسلام قبول کر چکا ہوں۔ مجھے یہ واقعہ غزالی زماں رازی دوراں حضرت کاظمی شاہ صاحب نے ۱۷ مارچ ۱۹۸۶ء کو بروز سوموار خود سنایا اور یہی حضرت سے میری آخری ملاقات تھی جسے میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ (۴)

حوالہ جات باب نمبر ۳

۱ مقالات کاظمی جلد اول

۲ روزنامہ خبریں یکم اگست ۲۰۰۳ انٹرویو پروفیسر صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی

۳ غزالی زماں پر قاتلانہ حملہ کی تفصیلات از مولانا عبدالغفور بلسہ جھلن۔
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۷

۴ چند یادگار ملاقاتیں از مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری لاہور
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۱ء

باب نمبر ۴

غزالی زماں ملی خدمات کے آئینہ میں

تحریک پاکستان:

سب سے پہلے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں تاجدار بریلیؒ نے دوقومی نظریے کی حمایت کی۔ فاضل بریلوی کا نقطہ نظر تھا کہ انگریز اور ہندو چونکہ دونوں اسلام کے دشمن ہیں اس لیے ان میں سے کسی ایک سے ترک موالات کرنا اور دوسرے کو گلے لگانا درست نہیں، ترک موالات دونوں سے ہونا چاہیے اور اس نظریے کو آگے بڑھانا چاہیے۔ ۱۹۰۶ء میں مسلم لیگ کی بنیاد ڈالی گئی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاںؒ کے خلیفہ مجاز مفتی نعیم الدین مرادآبادیؒ نے مرادآباد میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے نام سے ۱۳۴۳ھ بمطابق ۱۹۲۵ء میں ایک عظیم الشان تحریک کی بنیاد رکھی اور اس کی تنظیم نو پورے برصغیر میں فرمائی زیادہ تر قائدین اہلسنت اور سنی علماء ومشائخ اس تنظیم سے وابستہ تھے اور انہوں نے قیام پاکستان تک اس پلیٹ فارم سے مسلم لیگ کی حمایت میں شب وروز کام کیا۔

بعض سنی قائدین وعلماء اہلسنت اور مشائخ عظام براہ راست مسلم لیگ میں شامل تھے، مثلاً شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ صدر مسلم لیگ سرگودھا، فاضل بریلویؒ کے خلیفہ مجاز مفتی **برہان الحق**ؒ نائب صدر مسلم لیگ صوبہ سرحد اور صدر مسلم لیگ جبل پور، حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی رکن صوبائی کونسل وسیکرٹری پنجاب مسلم لیگ اور صدر مسلم لیگ میانوالی، مولانا **ظہور الحسن درسؒ** پروینشل ورکنگ کمیٹی اور رکن آل انڈیا مسلم لیگ کونسل، حضرت مخدوم سید چراغ علی شاہؒ سیکرٹری جنرل مسلم لیگ جلال آباد حضرت پیر محمد عبداللطیفؒ زکوڑی شریف ممبر سلیکشن بورڈ مسلم لیگ صوبہ

سرحد اور حضرت پیرزادہ محمد انور عزیز چشتیؒ صدر مسلم لیگ پاکپتن شریف، حضرت قبلہ غزالی زماں رازی دوراںؒ بھی مسلم لیگ سے وابستہ تھے۔

غزالی زماں رازی دوراںؒ کا شمار تحریک پاکستان کے نامور مجاہدین میں ہوتا ہے، صدرالافاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین مرادآبادیؒ، حضرت محدث اعظم کچھوچھویؒ، حضرت امیر ملت محدث علی پوریؒ، حضرت پیر صاحب آف مانکی شریف، حضرت علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھیؒ والد ماجد مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالحامد بدایونی، غازی کشمیر حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادریؒ، شیخ القرآن حضرت علامہ عبدالغفور ہزارویؒ اور دیگر علماء اہلسنت ومشائخ عظام کے ہمراہ آپؒ نے برصغیر کے طول وعرض میں دورے کیے اور بے شمار اجتماعات سے خطابات کرتے ہوئے قیام پاکستان کو اسلامیان برصغیر کے لیے ناگزیر قرار دیا، آپ جب حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے تو وہاں پر بھی علماء کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور نظریہ پاکستان کی اسلامی اہمیت کو روشناس کروانے کے لیے اخبارات میں متعدد مضامین رقم فرمائے، انگریزوں اور ہندوؤں کی مشترکہ قوت نے آپکا راستہ روکنا چاہا مگر آپ ثابت قدم رہے اور اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔

یہ بات طے ہے کہ غزالی زماں رازی دوراںؒ نوجوانی کے عالم میں ہی ان علاقوں میں تشریف لائے جو قیام پاکستان کی بنیاد بن رہے تھے، ۱۹۳۰ء اور ۱۹۴۰ء کی دہائی مسلمانان برصغیر پاک وہند کے لیے بہت اہم تھی کیونکہ اس عشرہ میں مسلم لیگ نے نہ صرف پاکستان کے حصول کو اپنا نصب العین قرار دیا بلکہ مسلمانوں کی عظیم اکثریت اس مطالبے کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لیے تیار ہوگئی۔ غزالی

زماں رازی دوراںؒ نے بھی اسی عشرہ میں لاہور ملتان اور دوسرے ملحقہ علاقوں میں تحریک پاکستان کیلئے کام کیا، عینی شاہدین بیان کرتے ہیں کہ حضرت غزالی زماں رازی دوراںؒ کی سحر انگیز شخصیت ان کے دلفریب طرز خطابت اور ولولہ انگیز تقاریر نے چھ سات برسوں میں وہ کچھ کر دکھایا کہ کانگریس کے رہنماؤں اور ان کے ہم نواؤں کی نصف صدی کی جدو جہد دھری کی دھری رہ گئی۔ (۱)

مسلم لیگ میں شمولیت:

آپؒ نے اسلامیہ ہال لاہور میں منعقدہ جلسوں میں نہ صرف مسلم لیگ کی وکالت کرتے ہوئے مخالفین پاکستان سے مقابلہ کیا بلکہ خود باقاعدہ مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی آپ نے دوقومی نظریے کا تحفظ کرتے ہوئے "پاکستان کی ضرورت کیوں؟" کے عنوان سے سندھ اور پنجاب کے مختلف شہروں میں تقاریر کیں، آپؒ نے اپنی خداداد صلاحیت وقابلیت اور ذہنی استعداد کو اہم مقصد کے لیے وقف کر دیا۔

غزالی زماں رازی دوراںؒ ۱۹۳۵ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے تھے لیکن قیام پاکستان کے بعد جب یہ جماعت اصل مقصد سے منحرف ہوگئی تو حضرت نے فوراً علیحدگی اختیار کرلی اس سلسلہ میں انھوں نے ایک انٹرویو میں فرمایا قیام پاکستان کے بعد بھی ہم نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا لیکن جب قائداعظم کی وفات کے بعد ہم نے دیکھا کہ جس بنیادی نظریے پر پاکستان حاصل کیا گیا تھا مسلم لیگ اسے تسلیم کرنے کے باوجود اسے عملی جامہ نہیں پہنانا چاہتی تھی تو ہم مجبور ہوگئے کہ ایک علیحدہ تنظیم قائم کریں۔

حضرت غزالی زماں رازی دوراںؒ کی مومنانہ سیاسی بصیرت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپؒ نے مسلم لیگ کا کام ان غریب، نادار اور بے سہارا لوگوں میں شروع کیا جو اپنی عددی اکثریت کے اعتبار سے تو بہت اہم تھے لیکن وسائل نہ ہونے کی وجہ سے کسمپرسی کا شکار تھے۔ آپؒ نے مسلم لیگی رہنماؤں سے کہا کہ وہ امت کی اس عظیم اکثریت سے براہ راست رابطہ کریں چنانچہ جب مسلم لیگ نے غریب عوام کو پکارا تو انہوں نے پاکستان کو زندگی اور موت کا سوال بنا کر جدوجہد شروع کی جسے اللہ تعالیٰ نے کامیابی سے ہمکنار کیا۔ (۲)

احراری مولویوں کا تعاقب:

یہاں یہ بات بھی روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اس دور میں ملتان اور گردونواح کے علاقے تحریک پاکستان کی مخالف جماعت مجلس احرار کے رہنماء سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے شاگرد خاص قاضی احسان احمد کا تعلق شجاع آباد سے تھا، اسی طرح خان گڑھ کا علاقہ بھی ان دنوں مجلس احرار (کانگریس) کا گڑھ تھا۔ بخاری صاحب کی خطابت نے ملتان ڈویژن کے نوجوانوں کو منظم کیا اور وہ مسلم لیگ کے خلاف صف آرا ہوئے اس سلسلے میں اتنا زور باندھا کہ لاہور سے شورش کشمیری کو بار بار ملتان میں جلسوں کے خصوصی مقرر کے طور پر بلایا جانے لگا۔ ادھر مسلم لیگ کارکنوں کا یہ حال تھا کہ ان کے منہ میں زبان تھی نہ انہیں اپنا کوئی ترجمان میسر تھا ایسے میں غزالی زماں رازی دوراںؒ کی ذات گرامی ان بے زبان مسلم لیگی کے کارکنوں کے لیے ترجمان کی حیثیت سے سامنے آئی ان کی ایمان افروز تقاریر و خطبات نے مسلم

لیگ کے مخالفین کی تمام تر کوششوں پر پانی پھیر دیا، آپ نے تھوڑے ہی دنوں میں کارکنوں کی ایسی کھیپ تیار کردی جس کا ہر رکن بر سر میدن پکارنے لگا۔

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش سے
جسے ہو ناز وہ آئے کرے شکار مجھے

یوں ملتان میں آپ کی سیاسی سرگرمیوں نے تحریک پاکستان کی مخالف جماعتوں کا زور توڑا۔ باالآخر غزالی زمان رازی دوراںؒ اور دوسرے علماء ومشائخ اہلسنت کی قرنانیوں کا ثمر قیام پاکستان کی صورت میں صبح آزادی کی تنویر بن گیا۔ (۳)

اہلسنت کی شیرازہ بندی:

تحریک پاکستان کے دوران ہمیشہ علماء اہلسنت ومشائخ عظام نے مسلم لیگ کی حمایت کی اس کا ساتھ دیا اور قیام پاکستان کے سلسلہ میں اپنی تمام تر کوششیں صرف کر دیں جانی ومالی قربانیوں سے کوئی دریغ نہ کیا بحمد اللہ تعالیٰ مخالفین کی شدید مخالفتوں کے باوجود پاکستان بن گیا، علماء ومشائخ اہلسنت مملکت پاکستان بنانے کے فرض سے عہدہ برآ ہو گئے اور واپس اپنی خانقاہوں میں جلوہ فگن ہو گئے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم لیگ کی قیادت نے علماء میں سے حامیان پاکستان کی بجائے مخالفین پاکستان کو دستور ساز اسمبلی اور دوسرے اداروں میں جگہ دی جبکہ علماء اہلسنت کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا مسلم لیگ پر جاگیرداروں اور سرمایا داروں کا قبضہ ہو گیا جنہیں راہ راست پر لانا یا ان سے نفاذ اسلام کی توقع رکھنا فہم وفراست سے دور تھا۔

اک موج مچل جائے تو طوفان بن جائے

اک پھول اگر چاہے گلستان بن جائے

کہ اک قوم کی تاریخ کا عنوان بن جائے

غزالی زماں رازی دوراںؒ نے اہلسنت کی تسبیح کے بکھرے ہوئے دانوں کو اکٹھا کرنے کے لیے ۲۶، ۲۷، ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء کو مدرسہ انوار العلوم ملتان میں اکابر علماء مشائخ اہلسنت کا ایک اجلاس بلایا جس کے دعوت نامے میں مجلس استقبالیہ کے چیئرمین سید شبر شاہ گیلانی کی طرف سے جاری ہوئے اس اجلاس میں جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد رکھی گئی مرکزی قیادت کا انتخاب ہوا۔ مولانا ابوالحسنات علامہ سید محمد احمد قادری امیر اور علامہ سید احمد سعید کاظمی ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ جبکہ دیوان آل رسول اجمیریؒ مولانا عبدالغفور ہزاروی، مولانا عبدالحامد بدیوانی، مفتی صاحبداد خان، خواجہ قمر الدین سیالوی نائب امیر قرار پائے۔ نائب ناظم اعلیٰ کی ذمہ داریاں حضرت مولانا غلام معین الدین نعیمی اور مرتضیٰ خان میکش کو سونپی گئیں مولانا قلندر علی خاں مرکزی ناظم اطلاعات چنے گئے اس انتخاب کے بعد جمعیت علماء پاکستان نے تبلیغی سرگرمیوں کو تیز کر دیا۔ (۴)

جہاد کشمیر اور غزالی زماںؒ:

۱۹۴۸ء کے اوائل میں جب اہل کشمیر نے حق خودارادیت کے حصول کی خاطر بھارت کے خلاف جہاد کا آغاز کیا تو پاکستانی رضا کار بھی کشمیری بھائیوں کے شانہ بشانہ لڑنے کے لیے محاذ پر پہنچ گئے پورے ملک میں بھارت کے خلاف جذبات بھڑک اٹھے تمام علماء مشائخ اہلسنت اس امر پر متفق تھے کہ مقبوضہ کشمیر پر بھارت نے غاصبانہ قبضہ کیا ہے اور اس کے خلاف کشمیری اور پاکستانی مجاہدین نے جس جنگ کا

آغاز کیا ہے وہ بلاشبہ جہاد ہے لیکن مودودی کا موقف یہ تھا کہ پاکستان کے باشندوں کے لیے اس میں حصہ لینا جائز نہیں ہے۔غزالی زماں رازی دوراںؒ کی نظر میں وہ قوم پرست غدار مسلمان ہندوؤں سے زیادہ قصوروار تھے جنہوں نے مسئلہ کشمیر پر مشرک ہندو کی حمایت کی تھی، آپ نے ایک تقریر میں فرمایا" باقی تمام تفصیلات سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف مسئلہ کشمیر کو سامنے رکھ لینے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اگر شیخ عبداللہ غلام محمد بخشی اوران جیسے اللہ اکبر کے نعروں سے گھبرا کر بندے ماترم کے گیت گانے والے ہندوؤں کے نمک خوار بھارتی ایجنٹ ملت اسلامیہ کے ساتھ غداری نہ کرتے تو کیا یہ ممکن نہ تھا کہ آج وادی کشمیر کے کسی گوشہ میں کوئی مسلمان ہندوؤں کا غلام ہوتا"

جہاد کشمیر کا تذکرہ کرتے ہوئے غزالی زماں رازی دوراں نے فرمایا بھارت کی نوخیز لادین حکومت کے برسراقتدار آتے ہی لادینی کے پردے میں مسلمانوں پر اس کے ہاتھوں بے پناہ مظالم کا وہ طوفان آیا کہ اس نے اس کی منافقت کے پردے چاک کر کے رکھ دیئے اور ہندوستان کے اندر ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے باہر پاکستان کی سرحدوں پر اور خطہ کشمیر کی خاص مسلم آبادی میں قیامت برپا ہوگئی، وہ منظر دیکھنے کے قابل تو نہیں تھا لیکن مغموم دلوں اور اشکبار آنکھوں کی بدقسمتی سے یہ سب کچھ دیکھنا پڑا، کشمیر سے آنے والے بے کس مہاجرین کی زباں ان حالات کو بیان کرنے سے قاصر تھی ایسے نازک وقت میں جمعیت علماء پاکستان سے وابستہ علماء اہلسنت خاموش کیسے رہ سکتے تھے۔اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اٹھے اوران بے کس نادار مجبور و مقہور بندگان خدا کے زخمی دلوں پر جہاں مرہم رکھا وہاں بھارت سے اٹھنے والے درندہ صفت کفار د

مشرکین کی مظلوم مسلمانوں کے مقابلہ میں ہزیمت وہیبت کا دندان شکن جواب دیا کہ کشمیر کی تاریخ میں غزالی زماں رازی دوراںؒ کی خدمات جلیلہ سنہری حروف میں لکھ کرتا ابد یادگار رہیں گی اس جدوجہد کی مکمل سرگزشت اور روداد تو علیحدہ موجود ہے۔ جمعیت علماء پاکستان کی جانب سے اسلحہ جیپ گاڑیاں اور مجاہدین کشمیر کی ضرورت کی ہر قسم کی اشیاء مہیا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی، حکومت کے سول اور فوجی حکام کے مشوروں اور ہدایات کے مطابق ہر قسم کی جانی و مالی امداد کی گئی ایک عظیم الشان وفد مرتب فرما کر خود جمعیت علماء پاکستان کے صدر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادریؒ محاذ کشمیر پر تشریف لے گئے، جا بجا مجاہدین کشمیر کے جلسوں میں تقریریں کیں اور ان کو جہاد فی سبیل اللہ کے صالح محاسن بتلا کر ایمان وایقان کی تازگی کا سامان فراہم کیا اور اپنے ہاتھوں ہی سے وہ سامان بھی تقسیم فرمایا جو ان میں تقسیم کرنے کے لیے جمع کیا گیا تھا۔ غزالی زماں رازی دوراںؒ نے ۷ نومبر ۱۹۴۸ء کو مجاہدین کشمیر کے موضوع پر لاہور میں ایک بڑی عظیم الشان کانفرنس سے خطاب فرمایا جس کا انعقاد موچی گیٹ لاہور میں کیا گیا اور جمعیت علماء پاکستان نے کشمیر کے پہلے جہاد میں مجاہدین کو چھ جیپ کاریں اور لاکھوں روپے تقسیم کئے۔ غزالی زماں رازی دوراںؒ نے ۲۸ نومبر ۱۹۴۸ء کو گجرات کے عظیم الشان جلسہ میں اس وقت کے صدر آزاد کشمیر کیپٹن عبدالرشید کی صدارت میں یہ سب کچھ پیش کیا جمعیت علماء پاکستان کے اس جلسہ میں کیپٹن عبدالرشید نے غزالی زماں رازی دوراںؒ کو خراج تحسین پیش کیا اور مودودی صاحب کے نظریات پر تنقید کی کیونکہ وہ جنگ کشمیر کو حرام قرار دے چکے تھے، جمعیت علماء پاکستان نے یہ تمام رقوم عوام سے جمع کی تھیں۔ (۵)

تحریک ختم نبوت میں غزالی زماں کا کردار:

قیام پاکستان کے فوراً بعد مرزائیوں نے حکومت کے مختلف شعبوں پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کی کوشش کی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنے مشن میں کسی حد تک کامیاب بھی ہوگئے تھے۔ غزالی زماں رازی دوراںؒ اس صورتحال کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس لئے انہوں نے ایک جانب سنی علماء مشائخ کو اہلسنت کی قوت کو یکجا کرنے کے لیے ۱۹۴۸ء میں جمعیت علماء پاکستان کے نام سے ایک علیحدہ تنظیم قائم کی تو دوسری طرف مسلم لیگ میں اپنے بے پناہ اثر ورسوخ کو استعمال کرتے ہوئے قادیانیوں کی قوت پر کاری ضرب لگانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا علاوہ ازیں انھوں نے اپنی موثر تحریروں کے ذریعے مرزائیوں کا راستہ روکنے کی ہر ممکن کوشش کی جس طرح انہوں نے اس خطرناک فرقہ کو کیفر کردار تک پہنچانے کے سلسلہ میں جو بے مثال نا قابل فراموش اور قابل تقلید کردار کا مظاہرہ کیا وہ ہم سب کے لیے مشعل راہ ہے۔

غزالی زماں رازی دوراںؒ نے عمر بھر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِ قادیانیت کے سلسلے میں نہایت اہم خدمات سرانجام دیں۔ غزالی زماں رازی دوراںؒ نے ۱۱ جون ۱۹۵۲ء کو صوبائی مسلم لیگ کے اجلاس میں پیش کرنے کے لیے ایک قرارداد بھیجی جس پر خواجہ عبدالحکیم صدیقی صدر سٹی مسلم لیگ ملتان اور صوفی عبدالغفور لدھیانوی آفس سیکرٹری مسلم لیگ ضلع ملتان نے تائیدی دستخط کیے تھے۔

قرارداد کے الفاظ یہ تھے:

☆ کہ قادیانی بالاتفاق خارج از اسلام سمجھے جاتے ہیں اس لیے ان کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور حکومت کو اس اعلان میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

☆ چونکہ چوہدری ظفر اللہ (اس وقت کے وزیر خارجہ) قادیانی ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے نمائندہ نہیں ہیں

☆ صوبہ پنجاب کی مسلم لیگ کونسل کو حکومت سے مطالبہ کرنا چاہئے کہ انھیں اپنے عہدے سے برطرف کر دیا جائے۔

پاکستان کی سیاسی و تہذیبی زندگی کے مبصرین کا کہنا ہے کہ اگر یہ قرارداد اس وقت منظور کر لی جاتی تو قادیانیت کا مسئلہ اس وقت حل ہو جاتا اور قادیانی عناصر بعد کے ادوار میں جس طرح قوت پکڑ کر اس مملکت خداداد کو نقصان سے دوچار کیا وہ پیش نہ آتے، مگر افسوس کہ آپؒ کی پیش کردہ اس قرارداد کو مسلم لیگی زعماء نے خاطر خواہ پذیرائی نہ بخشی اس سے آپؒ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ یہ مسلم لیگ وہ نہیں رہی جو حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں اسلامی نظام کے نفاذ کا پروگرام لے کر چلی تھی۔ (۶)

قادیانیوں سے مناظرہ:

حضرت علامہ مفتی ابراھیم القادری رقمطراز ہیں کہ غالباً ۱۹۸۱ء کی بات ہے کہ غزالی زماں رازی دوراں سکھر میں جامعی مسجد آدم شاہ کے افتتاح کے لیے تشریف لائے۔ آپؒ نے رات کے جلسہ میں قادیانیوں کے خلاف اپنی خدمات کے

ضمن میں ایک واقعہ ارشاد فرمایا کہ میں کمسن تھا ابھی میرے داڑھی نہیں تھی کہ میں قادیان گیا اور قادیانی علماء سے مناظرہ کیا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ بخاری شریف کی حدیث ہے 'رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور گذشتہ انبیاء کرامؑ کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے مکان بنایا فاکملھا اس نے اسے مکمل اور حسین بنایا مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس گھر میں داخل ہوتے ہیں اس کے حسن تعمیر پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کاش یہ اینٹ کی جگہ خالی نہ ہوتی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں۔

میں نے قادیانی علماء سے پوچھا کہ نبوت کی عمارت میں فقط ایک اینٹ کی گنجائش تھی جسے حضور ﷺ نے پورا کر دیا۔ اب تم بتاؤ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کہاں ڈالو گے وہ سب خاموش ہو گئے اور سوچ میں پڑ گئے پھر ان میں سے ایک بولا عزیز بات یہ ہے کہ جب عمارت بنائی جاتی ہے تو اس کا پلستر بھی کیا جاتا ہے تو ہم مرزا کا پلستر کر دیں گے۔ میں نے کہا تم مرزا صاحب کا پلستر بھی نہیں کر سکتے، سرکار ﷺ نے فرمایا 'فاکملھا' بنانے والے نے عمارت کو مکمل کر دیا اور پلستر کے بغیر عمارت مکمل نہیں ہو سکتی ۔ پھر ایک اور نے ہمت کی اور وہ کہنے لگا کہ دیکھیں عزیز ٹھیک ہے کہ پلستر کے بغیر عمارت مکمل نہیں ہوئی۔ مگر عمارت کا رنگ و روغن بھی تو کیا جاتا ہے ہم مرزا صاحب کا رنگ و روغن کر دیں گے، میں نے کہا کہ تم مرزا صاحب کا روغن بھی نہیں کر سکتے۔ میرے آقا ﷺ نے فرمایا 'فاحسنھا' بنانے والے نے عمارت کو حسین و جمیل بنایا اور عمارت کا حسن رنگ و روغن سے ہی ہوتا ہے۔ (۷)

غزالی زماں رازی دوراںؒ فرماتے ہیں میرے اس استدلال نے ان کی زبانوں کو بند

کر دیا اور وہ لاجواب ہو گئے اور کوئی بات نہ کر سکے۔

قادیانیوں سے اظہار نفرت:

غزالی زماں رازی دوراںؒ کو قادیانیوں سے کس قدر نفرت تھی اس بات کا ندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ چنی گوٹھ سے غزالی زماں رازی دوراںؒ غالباً چناب ایکسپریس پر ملتان آنے کے لیے سوار ہوئے تو اس وقت مفتی غلام مصطفیٰ رضوی آف ملتان کے علاوہ ایک اور ساتھی بھی ساتھ تھے (وہ غالباً مولانا حسین الدین ہاشمی تھے) مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ گاڑی پر سوار ہوتے وقت میں نے گاڑی کے اے سی ڈبے کے سامنے بڑی بڑی مونچھوں والے ایک لمبے تلنگے شخص کو بندوق ہاتھ میں لئے پلیٹ فارم پر کھڑے دیکھا مجھے تجسس ہوا کہ آخر یہ کیا معاملہ ہے جہاں گاڑی رکتی وہ شخص فوراً اس ڈبے کے سامنے آ جاتا اور یہ سلسلہ کئی اسٹیشن تک جاری رہا۔ آخر گاڑی سمہ سٹہ پہنچی اور یہاں پر گاڑی کو کافی دیر تک رکنا تھا اس لئے جوں ہی گاڑی رکی میں فوراً نیچے گیا تا کہ معلوم کرسکوں کہ یہ چکر کیا ہے۔ جب میں نے اس ڈبے کو دیکھا تو وہاں ایک سفید ریش بوڑھا سفید لباس میں ملبوس بیٹھا باہر کا منظر دیکھ رہا تھا میں نے اس کے گن مین سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں انہوں نے بتایا کہ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کا جانشیں ہے میں نے جب یہ سنا تو لاحول پڑھتا ہوا واپس اپنے ڈبے میں آیا اور غزالی زماں رازی دوراںؒ کو یہ بات سنائی حضرت صاحب قبلہ مسکرائے اور فرمایا مولانا آپ فوراً وضو کریں اور کم از کم ہزار مرتبہ استغفار پڑیں تا کہ متوقع نحوست سے محفوظ رہیں پھر فرمایا مولانا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ایسا شخص بھی

اس گاڑی میں سفر کررہا ہے تو میں کبھی اس گاڑی میں نا بیٹھتا۔ (۸)

تحریک نظام مصطفیٰ:

۱۹۷۷ء میں وطن عزیز پاکستان میں تحریک نظام مصطفیٰ چلی واضع رہے کہ پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کو نفاذ نظام مصطفیٰ اور تحفظ مقام مصطفیٰ ﷺ کا نعرہ صرف اور صرف جمعیت علماء پاکستان نے دیا اور اس نعرہ کو بنیاد بنا کر جمعیت علماء پاکستان نے اس تحریک میں حصہ لیا یہ تحریک ایک مثالی تحریک تھی کہ بالاخر یہ نعرہ پوری قوم کی آواز بن گیا اور پاکستان کے ہر فرد کے رگ رگ میں سرایت کر گیا اور کسی سیاسی جمعیت و قیادت کے لئے اس سے گریز ممکن نہ رہا اور تائید ایزدی سے اسے کامیابی کے مرحلے پر پہنچانا جمعیت علماء پاکستان کا وہ عظیم کارنامہ ہے جسے تاریخ پاکستان میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

اسی تحریک کے نتیجہ میں پاکستان میں پہلی بار جمعہ کی سرکاری تعطیل منظور ہوئی۔

شراب نوشی ممنوع قرار دی گئی

جوئے کے اڈوں اور جوابازی پرمبنی ریس کورس کے اڈے بند کر دیئے گئے۔

قریب تھا کہ ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ کے حقیقی کامل و مکمل اور جامع نفاذ کا خواب شرمندہ تعبیر ہو جاتا کہ بھٹو مرحوم کی تاخیری حکمت عملی اور جنرل محمد ضیاء الحق کی سازش سے ایک بار پھر ملک پر مارشل لا کے تاریک سائے مسلط ہو گئے۔

بعض سیاسی قائدین نے تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے اہداف سے جفا کی اور فوجی آمر کی آغوش میں وزارتوں کی سوغات پر قانع ہو کر بیٹھ گئے اور یوں نظام مصطفیٰ کی اس

مثبت تحریک کو عداوت وانتقام میں تبدیل کر دیا گیا یہ بہت بڑی سیاسی غلطی تھی۔

بقول شاعر

یک لحظہ غافل شدم وصد سالہ منزل دور شد

بلکہ پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی سے قائدین جمعیت علماء پاکستان کی زیر قیادت نظام مصطفیٰ کی یہ تحریک جس زور وشور سے اٹھی اور سارے ملک میں پھیل گئی۔

روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اس ہمہ گیر تحریک میں غزالی زماں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ نے اپنے ساتھیوں سے ملکر مجاہدانہ کردار ادا کیا قربانیاں دیں۔ بہت سے لوگ شہید ہوئے ان جانثاروں کے لیے شرعی طور پر شہید کا فتویٰ آپ کی زیر صدارت لاہور میں ایک اجلاس کے دوران جاری کیا گیا اور علماء اہلسنت اپنے مشن پر ڈٹے رہے اور ان کے پائے ثبات میں ادنیٰ سی لغزش بھی نہ آئی کیونکہ ان کے لیے اصل تاج تو نعلین پاک کی منزل تھی

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور ﷺ
تو کہیں گے ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

جمعیت علماء پاکستان کے ان تمام مجاہدین کا یہ مثالی کردار پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ (۹)

سنی کانفرنس ملتان:

۱۹۷۸ء میں جنرل محمد ضیاء الحق کے مارشل لا لگانے کے بعد جب سیاسی

مثبت تحریک کو عداوت وانتقام میں تبدیل کر دیا گیا یہ بہت بڑی سیاسی غلطی تھی۔

بقول شاعر

یک لحظہ غافل شدم وصد سالہ منزل دور شد

بلکہ پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی سے قائدین جمعیت علماء پاکستان کی زیر قیادت نظام مصطفیٰ کی یہ تحریک جس زور وشور سے اٹھی اور سارے ملک میں پھیل گئی۔

روز روشن کی طرح واضع ہے کہ اس ہمہ گیر تحریک میں غزالی زماں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ نے اپنے ساتھیوں سے ملکر مجاہدانہ کردار ادا کیا قربانیاں دیں۔ بہت سے لوگ شہید ہوئے ان جانثاروں کے لیے شرعی طور پر شہید کا فتویٰ آپ کی زیر صدارت لاہور میں ایک اجلاس کے دوران جاری کیا گیا اور علماء اہلسنت اپنے مشن پر ڈٹے رہے اور ان کے پائے ثبات میں ادنیٰ سی لغزش بھی نہ آئی کیونکہ ان کے لیے اصل تاج تو نعلین پاک کی منزل تھی

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور ﷺ

تو کہیں گے ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

جمعیت علماء پاکستان کے ان تمام مجاہدین کا یہ مثالی کردار پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ (۹)

سنی کانفرنس ملتان:

۱۹۷۸ء میں جنرل محمد ضیاء الحق کے مارشل لا لگانے کے بعد جب سیاسی

جماعتوں پر پابندیاں عائد کی گئیں تو غزالی زماں نے ملتان کے قلعہ کہنہ قاسم باغ میں کل پاکستان سنی کانفرنس کا انعقاد کر کے اہلسنت کے مایوس حلقوں کو زندگی کا پیغام دیا۔ اگرچہ حکومت نے ہر ممکن طریقہ سے سنی کانفرنس کو روکنا چاہا مگر قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی نے براہ راست جنرل ضیاء الحق سے ٹیلی فون پر بات کی اور فرمایا کہ ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے تھے، ہاں آپ اگر یہی چاہتے ہیں تو پھر آج سے ہماری اور آپ کی کھلی جنگ شروع ہو جائے گی۔ اس وقت ملتان کے کمشنر نے سنی کانفرنس کا اجازت نامہ منسوخ کر دیا تھا مگر مولانا نورانی کے ٹیلی فون کے بعد ٹھیک آدھ گھنٹہ میں کمشنر صاحب اجازت نامہ لے کر غزالی زماںؒ کے آستانے پر موجود تھے۔ اس کانفرنس میں اہلسنت کی قوت کا بھرپور مظاہرہ ہوا پورے ملک سے اہلسنت کھنچے چلے آئے، اس عظیم الشان سنی کانفرنس کی کامیابی اور لاکھوں کے اجتماع کا اصل سہرا غزالی زماں رازی دوراںؒ ہی کے سر تھا یہ کانفرنس جماعت اہلسنت پاکستان کے زیر اہتمام منعقد ہوئی تھی، جس میں جمعیت علماء پاکستان نے بھرپور تعاون کیا تھا۔

بحر حال یہ کانفرنس سنی قوم کی نمائندہ کانفرنس ثابت ہوئی یہیں پر غزالی زماں رازی دوراںؒ جماعت اہلسنت پاکستان کے صدر منتخب ہوئے اور پھر اہلسنت کا یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہا۔ (۱۰)

حجاز کانفرنس لاہور:

آپ نے ایک موقع پر سعودی حکومت کے مظالم کے خلاف ملک گیر تحریک چلائی جب ۱۹۸۴ء میں پاکستان کے سیاسی تقاضوں کے تحت اہلسنت کے حقوق

غصب ہورہے تھے سعودی عرب اور دوسری عرب ریاستوں کے امریکی پٹھو حکمرانوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلی کے ترجمہ پر پابندی لگا کر وہاں اہلسنت پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا تو آپ نے جماعت اہلسنت پاکستان کے پلیٹ فارم سے داتا دربار لاہور میں تاریخ ساز حجاز کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کیا کہ ہم کسی صورت بھی حقوق اہلسنت پر ڈاکہ نہیں ڈالنے دیں گے۔

اسی جرم کی پاداش میں دوسرے قائدین جماعت اہلسنت سمیت آپ پر حج وزیارت حرمین شریف پر پابندی عائد کر دی گئی، جو آپ کے انتقال کے بعد بھی برقرار رہی۔ (۱۱)

حوالہ جات

(۱) غزالی زماں اور تحریک پاکستان از صوبدار (ر) جلال دین
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۹ء

(۲) غزالی زماں اور تحریک پاکستان از صوبدار (ر) جلال دین
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۹ء

(۳) غزالی زماں اور تحریک پاکستان از صوبدار (ر) جلال دین
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۹ء

(۴) غزالی زماں اور تحریک پاکستان از صوبدار (ر) جلال دین
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۹ء

(۵) حیات غزالی زماں ملی خدمات کے آئینہ میں از سردار محمد اکرم بٹر لاہور
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۱ء

(۶) حیات غزالی زماں ملی خدمات کے آئینہ میں از سردار محمد اکرم بٹر لاہور
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۱ء

(۷) حیات غزالی عصر کا سیاسی ورق از سردار محمد اکرم بٹر لاہور
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۱ء

(۸) علم کا کوہ گراں از مفتی ابراھیم القادری سکھر
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۰ء

(۹) یادوں کے بھول از مفتی غلام مصطفیٰ رضوی ملتان
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۷ء

(۱۰) حیات غزالی زماں کا بیاسی ورق از سردار محمد اکرم بٹر
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۱ء

(۱۱) حیات غزالی زماں کا سیاسی ورق از سردار محمد اکرم بٹر
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۱ء

جس پر کرم ہوا ہو سرکار کاظمی کا
بن جائے وہ نہ کیونکر شہکارسرکار کاظمی کا
سب پھول کلیاں غنچے رکھے خدا سلامت
ہردم رہے مہکتا گلزار کاظمی سرکارکاظمی کا

باب نمبر ۵

سُنی تنظیموں کی سرپرستی

۱ جمعیت علماء پاکستان کا کردار

۲ جماعت اہلسنت

۳ جماعت اہلسنت کی خدمات

۴ تنظیم المدارس

۵ دعوت اسلامی

۶ انجمن طلباء اسلام

جمعیت علماء پاکستان کا کردار:

جمعیت علماء پاکستان کے قیام کے بعد جمعیت علماء پاکستان نے عوام سے رابطہ کے لیے پروگرام تشکیل دیئے اور ۷ مئی ۱۹۴۸ء کو جمعیت نے پورے ملک میں یوم شریعت منایا۔ پیر محمد افضل شاہ سجادہ نشین جلالپور شریف کی جمعیت مشائخ نے بھی یوم شریعت منانے میں بھرپور تعاون کیا، قرارداد اور مطالبات کی کاپیاں گورنر جنرل پاکستان قائداعظم محمد علی جناح اور وزیراعظم لیاقت علی خان کو ارسال کی گئیں۔

قائداعظم کے وصال سے کچھ عرصہ قبل مبلغ اسلام شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی بیرونی دوروں سے واپس تشریف لائے تو کراچی میں آپ کی صدارت میں ایک اہم میٹنگ ہوئی جس میں علامہ عبدالحامد بدایونی، علامہ ابوالحسنات، غزالی زماں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی، مفتی صاحبداد خان، خواجہ قمرالدین سیالوی، علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، سید محمد محدث کچھوچھوی، مولانا محمد عمر نعیمی اور مولانا غلام معین الدین نعیمی شامل تھے، اجلاس میں پاکستان کے لیے اسلامی دستور کا مسودہ تیار کیا گیا اور پھر مبلغ اسلام کی قیادت میں ایک اعلیٰ سطحی وفد نے کراچی میں گورنر جنرل آف پاکستان قائداعظم محمد علی جناح سے تین گھنٹے طویل ملاقات کر کے دستور کا مسودہ انھیں پیش کیا گیا۔ قائداعظم محمد علی جناح نے وفد کو یقین دلایا کہ میں یہ مسودہ اسمبلی میں پیش کروں گا مگر افسوس کہ آپ کی زندگی نے وفا نہ کی اور آپ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو انتقال فرما گئے۔(۱) اس طرح یہ مسودہ اسمبلی میں پیش نہ ہو سکا۔ اسی طرح ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو جب اسمبلی میں قرارداد مقاصد پیش ہوئی تو جمعیت کے رہنما اور اس کے بعد پھر سید محمد نعیم الدین مرادآبادی نے علماء سے ملاقاتیں کر کے مزید مشورے کیے اور یہ ذمہ

داری قبول کر لی کہ میں بہت جلد اس مسودہ کو آئینی زبان میں تحریر کر کے پیش کروں گا مگر ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو وہ بھی مراد آباد مین انتقال کر گئے۔ اس طرح یہ کام مزید موخر ہو گیا لیکن اکابرین نے اپنی کوششیں ختم نہیں کیں بلکہ دستور سازی کے سلسلہ میں مصروف عمل رہے اور جب ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو دستور ساز اسمبلی نے قرارداد مقاصد منظور کی تو اس وقت جمعیت علماء پاکستان کے رہنما قاری احمد پیلی بھٹی نے اسمبلی کے اجلاس میں مبصر کی حیثیت سے شرکت کی اور قرارداد مقاصد کی حمایت میں رائے دی۔ اس وقت جمعیت علماء پاکستان کے قائد مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری نے ایک وفد کے ساتھ کراچی جا کر وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان سے ملاقات کی اور اسلامی دستور کے متعلق قرار داد کے اعلان پر آمادہ کیا اور پھر علماء اہلسنت کی کوششوں سے ۱۹۵۰ء میں قرارداد مقاصد کا اعلان کر دیا گیا اور پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان تجویز ہوا ۶ جون ۱۹۵۵ء میں جب نئی اسمبلی قائم ہوئی تو اس کا افتتاحی اجلاس جولائی میں ہوا اس وقت جے یو پی کی قیادت نے اسمبلی پر دباؤ ڈالا کہ ملک میں اسلامی قانون نافذ کیا جائے۔

۱۰، ۱۱، ۱۲ دسمبر ۱۹۵۵ء کو موچی دروازہ لاہور میں مرکزی جمعیت علماء پاکستان نے عظیم الشان کانفرنس منعقد کی جس میں مرکزی صدر علامہ سید ابوالحسنات محمد احمد قادری نے خطبہ صدارت میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ فوری طور پر ملک میں اسلامی قانون نافذ کیا جائے پاکستان کو آئینی طور پر اسلامی جمہوریہ قرار دیا جائے اور یہ بھی اعلان کیا جائے کہ صدر مملکت مسلمان ہوگا۔ علامہ سید احمد سعید کاظمی نے کانفرنس میں قرارداد کے ذریعے کہا کہ مرکزی جمعیت کا یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ فوری طور پر

قرآن و سنت کے مطابق قانون بنایا جائے اور اس کے لیے قرارداد مقاصد کو پیش نظر رکھا جائے ملک کا سربراہ مسلمان ہوگا اور قانون سازی میں فقہ حنفی کے مطابق اقدام کیئے جائیں گے کیونکہ پاکستان کی اکثریت حنفی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔

اس کانفرنس کے موقع پر ۱۲ دسمبر ۱۹۵۵ء کو صاحبزادہ سید فیض الحسن نے مرکزی عہداداروں کا اعلان کردیا جس کے مطابق علامہ ابوالحسنات صدر غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی شیخ القران مولانا عبدالغفور ہزاروی، مولانا محمد عمر نعیمی اور مولانا غلام محمد ترنم نائب صدور جبکہ مولانا عبدالحامد بدایونی کو ناظم اعلیٰ نامزد کیا گیا،

اس سے قبل ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کی قیادت بھی جمعیت کے حصہ میں آئی اور مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری نے مجلس عمل کے سربراہ کی حیثیت سے فتنہ قادیانیت کے خلاف زبردست تحریک چلائی علماء مشائخ اہلسنت نے اس انگریزی فتنہ کے خلاف تاریخ ساز قربانیاں دیں، یہ بات بھی واضع رہے کہ پاکستان میں باقاعدہ طور پر سب سے پہلی آواز جو مرزائیوں کے خلاف بلند ہوئی وہ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ کی تھی آپ اس وقت جمعیت کے ناظم اعلیٰ ہونے کے ساتھ ساتھ مسلم لیگ کی صوبائی کونسل کے بھی ممبر تھے۔ اس کا سبب غالبًا یہ تھا کہ مرکزی جمعیت علماء پاکستان سیاست سے زیادہ مسلکی مذہبی دینی میدان میں متحرک و فعال تھی۔

۸ جنوری ۱۹۵۶ء کو حکومت پاکستان نے آئینی بل پیش کیا تو جے یو پی نے اس کا زبردست خیر مقدم کیا اور اس کا جائزہ لینے کے لیے سب کمیٹی قائم کی اور دستوری سفارشات کا خاکہ پیش کیا،

۸ جنوری ۱۹۵۶ء کو ڈھاکہ میں ہونے والے آل پارٹیز اسلامی آئینی کمیٹی کے کنونشن میں ان سفارشات پر بھی غور کیا گیا اور پھر ان کی روشنی میں ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء کو نیا دستور بنا دیا گیا، پھر مارشل لاء نافذ ہو گیا اور سبھی تنظیمیں منتشر ہو گئیں، مارشل لاء اٹھنے کے بعد ۱۰ دسمبر ۱۹۶۲ء کو لاہور میں صاحبزادہ سید فیض الحسن کی زیر صدارت اجلاس میں نئے انتخابات ہوئے جن میں علامہ مولانا عبدالحامد بدایونی صدر اور علامہ غزالی زماں ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے جبکہ مولانا غلام جہانیاں نائب صدر بنے اور صاحبزادہ سید فیض الحسن نے مغربی پاکستان جے یو پی کی قیادت سنبھال لی، اس اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا کہ حکومت کشمیر کا کوئی بھی ایسا حل قبول نہ کرے جو عام رائے شماری کے اصول پر مبنی نہ ہو کیونکہ یہ اصول اقوام متحدہ کی قراردادوں میں طے ہو چکا ہے۔ یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ حکومت مغربی ممالک کی طرف سے بھارت کی بے پناہ جنگی امداد کے پیش نظر سیٹو اور سینٹو جیسے معاہدوں سے علیحدہ ہو جائے اور ایسی خارجہ پالیسی اختیار کرے جو اسلامی ممالک کے اتفاق واتحاد پر مبنی ہو اس کے ساتھ ساتھ اکابرین انتقال کرتے گئے اور جے یو پی کا کام سست پڑ گیا۔ (۱)

جامعہ اسلامیہ بہاولپور یونیورسٹی میں غزالی زماں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے ،آپ کے جانے کے بعد جے یو پی میں زبردست خلا پیدا ہو گیا اور یہ تنظیمی طور پر کئی گروپوں میں تقسیم ہو گئی لیکن پھر قدرت کی طرف سے ہمت اور ولولہ پیدا ہوا اور ایک مرتبہ پھر جمعیت کو زندہ کرنے کے لیے علماء اہلسنت میدان میں نکلے اور ۱۴ جون ۱۹۷۰ء کو دارسلام (ٹوبہ) میں سنی کانفرنس ہوئی جے یو پی نے خواجہ قمرالدین

سیالوی اور علامہ محمود احمد رضوی کی قیادت میں نئے دور کا آغاز کیا، ملکی سیاست میں بھر پور حصہ لینے کا اعلان کیا گیا اور صرف ٦ ماہ کی کوشش کے بعد قومی وصوبائی اسمبلیوں میں ۱۹ سیٹیں حاصل کر کے اہلسنت کو حیران کر دیا۔

بھٹو امریت کے بعد مارشل لاء آگیا جو ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۸ء تک ۱۱ سال جاری رہا اس دور میں ضیاء الحق نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے ترغیبات کے جال بچھائے جس کے تحت سرکاری خزانے کے منہ کھول دیئے گئے ہر مکتبہ فکر کے مولوی بکنے لگے اسلامی نظریاتی کونسل، رویئت حلال کمیٹی، وفاقی مجلس شوریٰ، صوبائی کونسلیں، زکواۃ وعشر کمیٹیاں، ایوان صدر میں علماء ومشائخ کنونشن کا انعقاد پلاٹ و پرمٹ، ملازمتیں، قاضی کورٹ، غرض کہ جس طرح کا مال اس طرح کی قیمت، ایک ایک مولوی چار لاکھ سے چھ لاکھ تک خریدا گیا دینی مدارس کے سالانہ جلسوں میں صدارت اور مہمان خصوصی کی نشت ضیاء الحق یا اس کے حواریوں کے لیے مخصوص ہو گئی، بہتی گنگا میں سب نے ہاتھ دھوئے لیکن اس پرفتن اور لوٹ مار کے دور میں بھی جب چھوٹے چھوٹے مولوی لاکھوں میں بک رہے تھے، غزالی زماں ؒ جیسی شخصیت کو ایک اشارہ ابرو پر سب کچھ مل سکتا تھا پیشکشیں ہوئیں مگر اس مرد قلندر نے اپنی عزت کا سودا نہ کیا اور جے یو پی کے ساتھ ہی ڈٹے رہے۔

۱۹۸٦ء میں جب سیاسی سرگرمیوں پر سے پابندی ہٹائی گئی تو جمعیت نے بھی سیاسی جلسے کیئے اس وقت غزالی زماں نے پیرانہ سالی اور شدید علالت کے باوجود ۱۸ اپریل ۱۹۸٦ء کو قلعہ کہنہ قاسم باغ میں جے یو پی کے جلسہ عام کی صدارت فرمائی اور خطاب بھی فرمایا۔

الغرض آپ نے دم واپسیں تک جمعیت علماء پاکستان کی ترقی اور اتحاد کے لیے جدو جہد فرمائی۔(۱)

جماعت اہلسنت:

غزالی زماں رازی دوراں جماعت اہلسنت کی سربراہی کے امتحان سے بھی گزرے جماعتِ اہلسنت کا وجود ۱۹۷۰ء کے انتخابات سے پہلے عمل میں آیا مگر کراچی تک محدود رہی، حضرت مولانا علامہ محمد شفیع اوکاڑوی اس کے پہلے امیر تھے علامہ عبدالمصطفی الازہری قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی، مفتی سید سعادت علی قادری، حضرت علامہ مفتی ظفر علی نعمانی، جماعت اہلسنت کے اکابرین میں سے تھے۔ ۱۹۷۰ء کا انتخاب کراچی کی حد تک جمعیت علماء پاکستان نے جماعت اہلسنت کی وجہ سے جیتا تھا۔ ۱۹۷۰ء کے بعد جمعیت علماء پاکستان کا ڈنکا بجنے لگا تو جماعت اہلسنت کا نام پس پردہ چلا گیا، اکتوبر ۱۹۷۸ء میں جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے سیاسی جماعتوں پر پابندی کے بارے میں سوچا اور مذہبی جماعتوں بشمول جمعیت علماء پاکستان کو فرقہ وارانہ قرار دے کر اس پر پابندی لگانے اور جمعیت کے نام پر انتخاب لڑنے کو ممنوع قرار دینے کی تجویز رکھی۔

اس وقت غزالی زماں رازی دوراں، حضرت پیر طریقت علامہ مولانا حامد علی خان صاحب، حضرت مولانا مفتی تقدس علی خان، حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری، شیخ القرآن علامہ مولانا غلام علی اوکاڑوی، حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، حضرت علامہ مولانا عبدالستار نیازی اور دوسرے لوگوں نے جمعیت کے ساتھ متبادل

لائن کا اہتمام جماعت اہلسنت کے احیاء سے کیا۔

جماعت اہلسنت کی خدمات:

۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۳ء تک جماعت اہلسنت ایک متحد جماعت رہی مگر سنی کانفرنس کے بعد عملی اعتبار سے جماعت کا کام نہ ہوسکا، ۱۹۸۳ء میں صاحبزادہ حاجی فضل کریم جو کہ ناظم اعلیٰ تھے نے مختلف رخ اختیار کیا جس سے جماعت دو ٹکڑے ہوگئی، ۲۷ نومبر ۱۹۸۴ء کو جماعت اہلسنت کا انتخاب لاہور میں عمل میں آیا جس میں غزالی زماں رازی دوراںؒ کو اتفاق رائے سے دوبارہ امیر منتخب کرلیا گیا، ۱۹۸۶ء میں دونوں گروپ پھر متحد ہو گئے، ہوا یوں کہ غزالی زماں رازی دوراںؒ کی قیادت کے علاوہ دوسرے جماعت اہلسنت کے گروپ کی بے تدبیری کے باعث جماعت اسلامی کے دہشت گردوں اور ظالموں نے جامعہ نعمانیہ لاہور کے ایک بے گناہ طالب علم حافظ محمد صدیق کو شہید کر دیا اور ۱۶ مارچ ۱۹۸۶ء کو شہید کا جنازہ تھا، یہاں پر خوش قسمتی کا ایک پہلو نکلتا ہے کہ اس موقع پر علامہ سید محمود احمد رضوی کی دعوت پر دونوں گروپ متحد ہو گئے۔ اس موقع پر حضرت مولانا مفتی مختار احمد نعیمیؒ کو جماعت اہلسنت کا نائب صدر بنا دیا گیا، جماعت اہلسنت ایک دفعہ پھر متحد ہو چکی تھی مگر یہ اتحاد صرف جولائی ۱۹۸۷ء تک قائم رہا۔

غزالی زماں رازی دوراںؒ ۱۹۸۶ء میں جماعت کی تمام سرگرمیوں سے علیحدہ ہو چکے تھے اس طرح انہوں نے ساری زندگی جمعیت علما پاکستان اور جماعت اہلسنت کی خدمت کی مگر چند لوگوں نے آپؒ کی بے مثال خدمات آپؒ کی عظیم الشان شخصیت

اورآپ کی علمی صلاحیتوں کے باوجود گالیوں اور الزامات کے سوا کچھ نہیں دیا، آپ کی تمام علمی فکری خدمات جماعت اہلسنت اور دیگر سنی تنظیمات کے لیے وقف تھیں مگر جماعت اہلسنت نے ان کی صحیح قدر نہیں کی ہر چند کہ جماعت کی بڑی بھاری اکثریت آپ پر اعتماد رکھتی تھی اور ۳ دسمبر ۱۹۸۵ء کو اس کا برملا اظہار بھی ہو گیا تھا، کہ ملک بھر کے علماء مشائخ نے اس دن انہیں اپنا دوبارہ قائد تسلیم کیا اور آپ کا دوبارہ صدارتی انتخاب بھی اس بات کی دلیل ہے مگر غزالی زماںؒ کی خواہش کے باوجود جماعت کی صحیح معنوں میں تنظیم سازی نہ ہو سکی۔(۲)۔

تنظیم المدارس:

غزالی زماں رازی دوراںؒ نے جہاں بے شمار انقلابی اقدامات کئے مثلاً جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد، جماعت اہلسنت کا قیام، اس کے ساتھ ہی ملک بھر میں مدارس اہلسنت میں باہمی رابطے اور نصاب تعلیم میں یکسانیت پیدا کرنے کے لیے تنظیم المدارس اہلسنت کی تشکیل فرمائی اور آخری وقت تک اس کے سربراہ رہے۔آپ کی زیرامارت تنظیم المدارس اہلسنت کے مدارس عربیہ کی ترقی اور تنظیم کے لیے بے پناہ کام کیا، آپؒ کے وصال کے بعد جانشین غزالی زماں صاحبزادہ حضرت علامہ سید مظہر سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ تنظیم المدارس کے امیر بنے اور بعد میں مولانا شاہ احمد نورانی کی کوششوں سے تنظیم المدارس کی سند کو ایم۔اے کے برابر منظور کروایا گیا جس سے ہزاروں علماء کو سرکاری سکولوں اور کالجوں میں ملازمت کے مواقع ملے اور مختلف سکول و کالجز میں بطور استاد خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ (۳)

دعوت اسلامی:

امام اہلسنت غزالی زماں رازی دوراں کا تصور جب بھی ذہن پر ابھرتا ہے تو علوم معارف کا ایک درخشاں عہد جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ اپنے عہد کا تاجدار خطابت، مبلغ اسلام، تحریک ختم نبوت و تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کا سرخیل مجاہد، ناموس رسالت ﷺ کا سچا پاسبان، اتحاد ملی کا نگہبان، اہلسنت کی علمی و روحانی ڈھال جس نے اپنے دار العلوم کے سادہ کمروں کی چٹائیوں پر بیٹھ کر علمی و روحانی و سیاسی و مذہبی قیادت کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا ہے۔ جے یو پی اور جماعت اہلسنت کی تشکیل اس مرد درویش کی دوراندیشی کا مظہر ہے۔ جس سے اہلسنت کو سیاسی و مذہبی مقام ملا۔

تبلیغ و اصلاح کی طرف کمی دیکھی تو دعوت اسلامی کی بنیاد رکھی اور دعوت اسلامی جیسا ملک گیر پلیٹ فارم اہلسنت کو فراہم کیا۔

کراچی میں قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی، علامہ ارشد القادری، شاہ فرید الحق، علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری اور دیگر علماء اہلسنت کے ساتھ مل کر دعوت اسلامی کی بنیاد رکھی اور حضرت مولانا محمد الیاس قادری کو دعوت اسلامی کا امیر مقرر کیا ان کے سر پر دستار باندھی جس کا ثمر آج پوری قوم دیکھ رہی ہے، آج یہ تحریک اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان کے ہر شہر ہر گاؤں، ہر قصبہ اور ہر گلی محلہ میں پھیل گئی ہے، ہزاروں کی تعداد میں مدارس مدرستہ المدینہ و مرکز فیضان مدینہ کے نام سے کام کر رہے ہیں پاکستان ہی نہیں بلکہ دیگر اسلامی ممالک میں بھی یہ تحریک پہنچ چکی ہے بلکہ ۲۲ سال کے قلیل عرصہ میں ۴۲ ممالک میں دعوت اسلامی کا پیغام پہنچ چکا ہے اور مراکز کام کر رہے ہیں

اور اللہ رب العزت اسے مزید ترقی عطا فرمائے آمین۔ (۴)

انجمن طلباء اسلام:

انجمن طلباء اسلام طلباء کی غیر سیاسی اور خالص مذہبی تنظیم ہے جو طلباء میں عشق رسول ﷺ اور جذبہ حب الوطنی کا درس دیتی ہے یہ تنظیم پاکستان کے تقریباً ہر سکول و کالج میں اپنی موجودگی کا احساس دلاتی ہے۔

اس تنظیم کے تربیت یافتہ آج بڑے بڑے پروفیسر اور سکالر حضرات موجود ہیں جو مختلف محکموں میں ملک و ملت کی خدمات کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں جن میں چند نام درج ذیل ہیں،

مولانا جمیل احمد نعیمی، پروفیسر راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی، ڈاکٹر ظفر اقبال نوری، پروفیسر محمد احمد اعوان، علامہ محمد اقبال اظہری، حاجی محمد حنیف طیب، علامہ امجد علی چشتی، محمد عثمان خاں نوری، پروفیسر محمد طفیل سالک، شہید کشمیر حمایت علی چوھدری اور معروف صحافی سردار محمد اکرم بٹر جیسے نوجوان شامل ہیں اور ان کے علاوہ بیشمار حضرات موجود ہیں جن کے نام بخوف طوالت پیش نہیں کیئے جا رہے۔ انجمن طلباء اسلام کے ساتھ علماء اہلسنت نے بھی بھرپور تعاون فرمایا جن میں نمایا نام غزالی زماں رازی دوراں سید علامہ احمد سعید کاظمیؒ کا بھی ہے دوسرے علماء کی طرح آپ بھی انجمن کے اجتماعات میں شرکت فرماتے رہے اور اپنے خطابات سے نوجوانوں کو نور ایمان سے منور فرماتے رہے، آپ کے بہت سے خطابات کو تحریری انداز میں ڈھال کر شائع کر کے طلباء میں تقسیم کیا گیا۔ انجمن طلباء اسلام سے شفقت و محبت کے بارے میں حاجی محمد حنیف

طیب سابق وفاقی وزیر تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے طالب علمی کے دور میں انجمن طلباء اسلام کو منظم کرنے کی جدوجہد کے دوران جو شفقت ومحبت وسرپرستی اور تقویت جناب غزالی زماں رازی دوراں کی ذات سے ملی ہے وہ ضبط تحریر میں نہیں لائی جاسکتی۔ جب بھی ملاقات ہوئی انجمن کا حال دریافت کیا ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا حوصلے کو جلا بخشی اور اپنے سینے سے لگا کر ایسا پیار دیا کہ جو کبھی اس کے والدین بھی عطا نہیں کر سکتے، بغیر کسی درخواست کے ہمیشہ انجمن کے لیے اور اس کے سپاہیوں کے لیے دعا فرماتے اور ملک وملت کے حل وعقد کو انجمن کی اہمیت سے واقف فرماتے۔

حاجی صاحب مزید فرماتے ہیں میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ انجمن کا ذکر جب بھی غزالی زماں کے سامنے ہوا آپ نے اپنے پیکر جمال ہونے کا ثبوت دیا۔ (۵)

حوالہ جات باب نمبر ۱

(۱) حیات غزالی کا قومی وسیاسی ورق از سردار محمد اکرم بٹر
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۱

(۲) غزالی زماں کا زبردست کارنامہ از علامہ سید بشیر احمد ہاشمی
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۶

(۳) محدث عصر حضرت غزالی دوراںؒ از ڈاکٹر محمد صدیق خان قادری
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۱

(۴) غزالی زماں درس حدیث سے چند اقتباسات از مولانا غلام دستگیر حامدی
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۶

(۵) مرد حق آگاہ کی زندگی از حاجی محمد حنیف طیب
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۸

علمی مشاغل

غزالی زماں کے علمی مشاغل میں مطالعے اور تدریس کے بعد تیسرا مشغلہ تصنیف وتالیف تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تصنیف وتالیف کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازہ تھا اگر حالات ساتھ دیتے اور یکسوئی میسر ہوتی تو نہ جانے آپ کئی کتابوں کے مصنف ہوتے اور آج ہمارے پاس ان کا کتنا ذخیرہ ہوتا۔ (ماہنامہ السعید اہلسنت نمبر 2001)

باب نمبر ٦

علم و عمل کا کوہ گراں

١ علامہ کاظمی کا لقب غزالی زماں

٢ ایک علمی نقطہ

٣ غزالی زماں کی حاضر جوابی

٤ دعا کے انداز میں تقریر

٥ ترجمہ قرآن البیان امام اہلسنت
کی عظیم کاوش

٦ شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزارویؒ
اور غزالی زماں

٧ غزالی زماں اغیار کی نظر میں

٨ مخالف بے بس

٩ مفتی احمد یار خان نعیمی کے استفسار

١٠ بشریت انبیاء کا تذکرہ

علامہ کاظمی اور غزالی زماں کا لقب:

غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی ؒ علمی اعتبار سے ایک بلند درجہ پر فائز تھے اس کا ایک حد تک اندازہ تو صرف اسی ایک امر سے عیاں ہو جاتا ہے کہ آپ ؒ کو وقت کے ایک بہت بڑے محدث ممتاز مفسر قرآن صاحب سلسلہ شیخ طریقت حضرت محدث کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ نے " غزالی زماں " کا خطاب دیا اور انہوں نے یہ خطاب ایک ایسے جلسہ عام میں دیا جسمیں کم از کم ڈیڑھ دو سو جید علماء اور دانشوران عصر موجود تھے۔ عوام کا ایک جم غفیر تھا جس نے حضرت محدث کچھوچھوی ؒ کے قول کی تائید فلک شگاف نعروں کے ذریعہ سے کی قارئین محترم! وہ کتنا روح پرور اور ایمان افروز منظر ہوگا، میری زبان اس کے بیان سے عاجز ہے قلم اور الفاظ جذبات کا ساتھ نہیں دے سکتے ہر چنداں کہ الفاظ ہی جذبات کی عکاسی کا ذریعہ بنتے ہیں، یقین جانیے کہ بعض خاص حالات ایسے بھی آتے ہیں کہ انسان کی زندگی میں بڑے بڑے قادر الکلام ادیبوں کے قلم بھی اعتراف عجز سے سر جھکا لیتے ہیں میں اپنی عافیت اسی میں سمجھتا ہوں کیونکہ اس طرح کی روحانی کیفیات محسوسات کی دنیا سے تعلق رکھتی ہیں اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ محسوسات کی تجسیم ممکن نہیں اور نہ ہی انہیں کیمرے کی آنکھ دیکھ کر محفوظ کر سکتی ہے سو میں بھی اس حقیقت کو قلم و قرطاس کے ذریعہ سے آپ تک پہنچا رہا ہوں مجھے صرف کہنا یہ ہے کہ غزالی زماں رازی دوراں کے لیے جب حضرت محدث کچھوچھوی ؒ نے " غزالی زماں رازی دوراں " کا لقب یا خطاب تجویز کیا تو اسے اسی وقت علماء اور عوام کی ایک بہت بڑی جماعت سے تائید کی سند حاصل ہو گئی۔ یہی وجہ ہے کہ غزالی زماں کا لقب یا خطاب بعد میں حضرت علامہ

کاظمی صاحبؒ کا عرف قرار پایا اور اب تو ان کے اصل نام سے بھی یہ خطاب یا لقب زیادہ شہرت پا چکا ہے اور پھر یہ عجیب بات ہے کہ حضرت غزالی زماں رازی دوراںؒ کے بعد کسی دوسرے عالم کیلئے نہ تو یہ لقب استعمال ہوا اور نہ ہی عوام یا علماء نے ایسا کبھی سوچا بلکہ ایک آدھ بار کسی دوست نے ایسا کرنے کی کوشش کی بھی تو اسکے پر اڑنے سے پہلے ہی کتر دیئے گئے۔ اگر چہ پنگھ بنا ہی اڑ جاتی ہے اس دنیا میں بات والا مضمون پہلے سے شعراء نے باندھ رکھا تھا لیکن ایسی بے پر کی اڑانے میں کوئی بھی کامیاب نہ ہوا، حتیٰ کہ آج انکی رحلت کو بھی سولہ سترہ برس گزر گئے اس عرصہ کے بعد بھی اگر دینی اور علمی حلقوں میں کوئی شخص غزالی زماں رازی دوراں کے الفاظ ادا کرتا ہے تو ہر سننے والا فوراً سمجھ جاتا ہے کہ اس سے کون مراد ہیں۔ (۱)

ایک علمی نکتہ:

یہ ۱۳۵۶ھ بطابق ۱۹۳۷ء کا واقعہ ہے کہ ملتان کے ڈپٹی کمشنر نے تمام مکاتب فکر کے علماء کو اکٹھا کرنا چاہا اور اس سلسلہ میں حسین آگاہی (ملتان میں ایک جگہ کا نام) میں جلسہ عام منعقد کرایا۔ دیوبندی حضرات کی طرف سے نمائندگی کرنے کے لیے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کے استاد مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی آئے تھے اس وقت غزالی زماں رازی دوراںؒ کی عمر مبارک ۲۳ یا ۲۴ سال تھی اور ملتان میں مدت قیام ابھی ایک دو سال سے زیادہ نہ ہوئی تھی، اس کمسنی کے باوجود اہلسنت کی نمائندگی کے لیے غزالی زماں رازی دوراں کا انتخاب کیا گیا۔

جلسہ گاہ میں عوام اہلسنت غالب اکثریت میں موجود تھے اس لیے سب سے آخر

میں دعوت خطاب بھی غزالی زماں رازی دوراں کو دی گئی۔

غزالی زماں رازی دوراںؒ نے تقریباً تین گھنٹے خطاب فرمایا تقریر کا موضوع تھا " حضور ﷺ کی حقیقت کو اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا " علم کا ایک بحر ناپید کنار تھا، علم کا سمندر ٹھاٹھیں مار مار کر دعوت حق دے رہا تھا سارا مجمع اور علماء آپؒ کے دلائل کے انبار اور کلام و بیان کی روانی سے مسحور بیٹھے تھے، ایسے میں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے مداخلت کی اور مائیک پر آ کر کہا کہ 'اے لوگو یہ نوجوان بڑا عالم و فاضل ہے اور خداوند کریم نے اسے علم کی دولت سے بہت نوازا ہے، لیکن افسوس کہ اس قدر علم بھی اسے گمراہی سے نہ بچا سکا اور یہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ کی حقیقت کو رب کے سوا کوئی نہیں جانتا، اے لوگو اس نے تمہارے ایمان کا انکار کر دیا! اور کسی کو بھی مومن نہیں چھوڑا اور سب کو کافر کہہ دیا۔ کیونکہ مومن تو وہ ہے جو حضور ﷺ کو جانتا ہے جو نہیں جانتا وہ مومن کیسے ہوا۔ اس لیے اس کی کہ بات قابل قبول نہیں۔

غزالی زماں رازی دوراںؒ نے فرمایا، لوگو لدھیانوی صاحب کو بہت بڑا مغالطہ ہوا ہے تم بتاؤ تم اللہ کو جانتے ہو؟ اس کی حقیقت، اس کی ماہیت، اس کی جسامت، اس کی کیفیت اس کی رنگت، کسی چیز کو جانتے ہو؟ یقیناً نہیں جانتے، اس کے باوجود تم مومن ہو یا نہیں، اے لوگو ذرا لدھیانوی صاحب سے پوچھو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جاننے کا نام ایمان ہے، یا ماننے کا نام ایمان ہے؟ دیکھو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعرفون کما یعرفون ابناءھم ترجمہ: (اے یہود و نصاریٰ کے علماء) تم میرے محبوب ﷺ کو اچھی طرح جانتے ہو، بلکہ جس طرح اپنے بیٹوں کو جانتے

ہو۔ وہ اس لیے کہ تورات اور انجیل میں ان کی نشانیاں موجود ہیں اور ان کی آمد کی خوشخبری موجود ہے، لہٰذا وہ تمام علامتیں اور نشانیاں میرے محبوب ﷺ میں موجود ہیں اس لیے تم میرے محبوب ﷺ کو بخوبی جانتے ہو لیکن مانتے نہیں ہو اس لیے تم مومن نہیں ہو معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کو جاننے کا نہیں ماننے کا نام ایمان ہے۔ (۲)

غزالی زماں کی حاضر جوابی:

مفتی غلام مصطفیٰ رضوی دامت برکاتہم العالیہ بنان کرتے ہیں کہ گرمیوں کے دنوں میں کراچی سے آپؒ کے ایک دوست ملتان تشریف لائے اور آپ کے ہاں قیام فرمایا۔ آموں کا موسم تھا غزالی زماں رازی دوراںؒ نے اپنے معزز مہمان کے لیے عمدہ قسم کے آم منگوائے جب وہ آم کھانے لگے تو اچانک انہوں نے پوچھا " کاظمی صاحب علماء کرام بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہر چیز کا ذکر موجود ہے کیا آموں کا ذکر بھی ہے؟" غزالی زماں رازی دوراںؒ نے فوراً فرمایا ہاں ذکر ہے! اس وقت وہاں پر اور بھی صاحب علم بیٹھے ہوئے تھے وہ حیران ہو کر پوچھنے لگے، حضرت ہماری نظر سے تو کوئی ایسی آیت نہیں گزری جس میں آموں کا ذکر موجود ہو۔

آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''یخلق مالاتعلمون '' ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہ کچھ پیدا فرمائے گا جو تم نہیں جانتے، غزالی زماں رازی دوراںؒ کو اللہ تعالیٰ نے جس فہم و فراست سے نوازہ تھا وہ بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ (۳)

دعا کے انداز میں تقریر:

اور پھر جب بھی تبلیغ دین کی راہ میں شر پسند عناصر نے رکاوٹ بننے کی کوشش کی تو آپؒ نے خداداد صلاحیتوں سے انھیں ایسا منہ توڑ جواب دیا کہ ان کی ساری کی ساری منصوبہ بندی دھری کی دھری رہ گئی، چنانچہ ایک مرتبہ چاچڑاں شریف کے نزدیک انوار العلوم کے ایک فاضل مولانا حبیب احمد حیدری کے والد گرامی نے جلسہ عید میلاد النبی ﷺ کا اہتمام کیا اور خطاب کے لیے غزالی زماں رازی دوراںؒ کو مدعو کیا آپؒ ابھی اس بستی میں پہنچے ہی تھے کہ تھانہ چاچڑاں شریف کے ایک پولیس آفیسر آگئے اور انہوں نے کہا کہ ڈی۔سی رحیم یار خان کی طرف سے ابھی ابھی آپ کی زبان بندی کے احکام موصول ہوئے ہیں لہٰذا آپ اس جلسہ میں تقریر نہیں کر سکتے، ادھر سینکڑوں کی تعداد میں شمع رسالت کے پروانے جمع ہو چکے تھے اور ادھر منتظم جلسہ زر کثیر خرچ کر چکے تھے ایسے میں علاقے کے مخالفین کی سازشوں کے باعث زبان بندی کا حکم مایوسی اور پھر اشتعال کا باعث بن رہا تھا، اور یہ بھی ممکن تھا کہ کوئی ہنگامہ ہو جائے لیکن غزالی زماں رازی دوراں پورے اطمینان اور سکون کے ساتھ وہاں تشریف فرما رہے اور جلسہ کے منتظمین سے فرمایا تم لوگ مت گھبراؤ میں تقریر ضرور کروں گا۔ وہ لوگ کہنے لگے حضرت آپ بھی اور ہم بھی لکھ کر دے چکے ہیں کہ آپ کی تقریر نہیں ہوگی اگر آپ نے تقریر فرمائی تو ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں آپکو پولیس گرفتار نہ کر لے لیکن آپ نے بڑے سکون سے فرمایا آپ لوگ اپنا پروگرام جاری رکھیں کچھ بھی نہیں ہوگا چنانچہ جب جلسہ گاہ کھچا کھچ بھر گئی تو آپ اسٹیج پر تشریف لائے پولیس بھی وہاں موجود تھی،

آپ نے پولیس آفسر سے فرمایا کہ میری تقریر پر تو پابندی ہے لیکن یہ لوگ دور دراز، قرب وجوار کے علاقوں سے آئے ہیں کم ازکم ہم دعا تو کر سکتے ہیں۔

پولیس آفیسر جو حضرت کے تحمل و بردباری سے اور حضرت کی بھرپور شخصیت سے متاثر نظر آرہا تھا اس نے کہا جناب دعا پر تو کوئی پابندی نہیں آپ ضرور دعا کروائیں۔

غزالی زماں رازی دوراںؒ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور دعا کا آغاز حمد و ثنا سے کیا اور پھر دعائیہ انداز میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک نبی کریم ﷺ کے فضائل بیان فرماتے رہے اور دعا کے خاتمے پر پولیس آفیسر کو ہوش آیا کہ کاظمی صاحب اپنے مقصد میں کامیاب اور اس نداز میں کامیاب ہوئے ہیں کہ قانون شکنی بھی نہیں ہوئی۔ (۴)

ترجمہ قرآن البیان امام اہلسنت کی عظیم کاوش:

حضرت غزالی زماں رازی دوراںؒ آسمان علم کے وہ نیر تاباں ہیں جن سے ایک زمانہ مستفیض ہوتا رہا ہے اور قیامت تک اکتساب فیض کرتا رہے گا۔ یوں تو آپ کی ہر قلمی کاوش ہر تصنیف ہر مقالہ تحقیق کا مرقع ہے مگر آپ کا ترجمہ قرآن البیان ایک عظیم الشان شاہکار اور مثالی یادگار ہے جس کا ایک ایک لفظ روح قرآن سے ہم آہنگ عشق رسول کا بے مثال خزانہ قرآن فہمی کا بہترین ذریعہ اہل علم کے لیے تحقیقات کا بیش بہا خزانہ اور روزانہ تلاوت قرآن کرنے والوں کے لیے لاجواب تحفہ ہے۔

اس حقیقت سے کوئی ذی شعور اور صاحب فکر ونظر انکار نہیں کرسکتا کہ کسی بھی زبان میں لکھی جانے والی کتاب کا دوسری زبان میں ترجمہ کرنا سہل اور آسان نہیں خاصہ مشکل اور عرق ریزی کا کام ہے۔ خاص طور پر عربی زبان کی ترجمانی بہت مشکل مرحلہ ہے

کسی بھی مطلوبہ اور اجنبی زبان کی ترجمانی کے لیے ضروری ہے کہ نہ صرف مترجم اس سے واقف ہو بلکہ اس کے اصول اس کے محاورات سے اس کی روزمرہ کی بول چال اور اس کے ادبی محاسن سے پوری طرح واقف ہو جہاں تک عربی لغت کا تعلق ہے تو وہ دنیا کی دیگر زبانوں کے مقابلے میں ایک وسیع و دقیع، فصیح و بلیغ اور عمیق و دقیق زبان ہے، اس کے اصول وضوابط اس کے مطالب و مفاہم کا دائرہ کار بہت وسیع ہے اور ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں کہ اس پر عبور حاصل کر سکے، بلاشبہ حضرت غزالی زماں رازی دوراں ان افراد میں نمایاں مقام رکھتے ہیں غیر عربی ہونے کے باوجود عربی زبان کے فہم و ادراک پر مکمل دسترس اور ید طولاٰ رکھتے ہیں۔ آپ نے اس مشکل ترین کام کو جس خوبی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیا ہے اس کو دیکھ کر ایک انسان تحسین و آفرین کے کلمات ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا، آپ نے ترجمہ قرآن نہیں لکھا بلکہ اس کا حق ادا کیا ہے، اگر یوں کہا جائے کہ علامہ کاظمیؒ نے قرآن مجید کے قلب وجگر اور اس کی روح کی گہرائی میں اتر کر ترجمہ کی سعادت حاصل کی ہے تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ ترجمہ قرآن میں مقام الوہیت عظمت رسالت، عظمت نبوت اور شان ولایت کی خوب پاسداری کی ہے کسی بھی اعتقادی اور فکری لغزش کی ٹھوکر نہیں کھائی مختلف تراجم کا ذوق رکھنے والا جب ترجمہ البیان کا مطالعہ کرتا ہے تو یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کے بعد اگر کوئی معرکۃ الآرا قرآن فہمی کا صحیح ذوق بخشنے والا ترجمہ منظر عام پر ہے تو وہ بے شک غزالی زماں رازی دوراںؒ کا ترجمہ قرآن البیان ہے۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کنز الایمان کے بعد اس ترجمہ کی کیا

ضرورت تھی اس کا جواب ہمیں کنزالایمان اور البیان کا بغور مطالعہ کرنے سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے، اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ کنزالایمان ۱۹۱۱ء میں لکھا گیا اور البیان ۱۹۸۱ء میں اس دوران ستر سال کے عرصہ میں کئی الفاظ متروک اور نامانوس ہو گئے کئی نئے فتنے سامنے آئے جیسے سوشلزم اور متحدہ قومیت وغیرہ مخالفین اسلام پرانے اعتراضات کو نئے رنگوں کے ساتھ سامنے لائے کچھ نام نہاد مسلمان بھی دانستہ ان کے آلہ کار بنے، ان حالات میں البیان کا ترجمہ قرآن کنزالایمان کی خوبیوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے بے شمار خوبیوں کے ساتھ جلوہ نما ہو۔ (۵)

شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی اور غزالی زماںؒ:

غزالی زماں رازی دوراں تبلیغ دین کا فریضہ بھی ایسا سرانجام دے گئے کہ آپ کے علمی مقام کے بارے میں اندازہ اس واقعہ سے لگا سکتے ہیں کہ جامعہ انوارالعلوم ملتان کا سالانہ جلسہ لانگے خان کے باغ میں ہو رہا تھا، غزالی زماں رازی دوراں خطاب فرما رہے تھے اور حضرت مولانا شیخ القرآن عبدالغفور ہزاروی سٹیج پر جلوہ فرما تھے۔ جب غزالی زماں رازی دوراں نے اپنی عادت کے مطابق اپنی بات کے خلاف اعتراضات کرنا شروع کیے اور وہ اعتراض جو مخالفین کے حاشیہ وخیال میں نا آ سکتے ہیں وہ بھی بیان کیے اور ان کا جواب دینا شروع کیا تو حضرت مولانا شیخ القرآن عبدالغفور ہزاروی کھڑے ہو گئے اور حضرت غزالی زماں رازی دوراں سے منت کے انداز میں کہا کہ حضور ہماری یادداشت عجیب ہوتی ہے اگر آپ کے بیان کردہ اعتراضات لوگوں کو یاد رہ گئے اور جواب ذہن سے محو ہو گئے تو ہم ہر جگہ اور ہر زمانے

میں غزالی زماں کہاں سے لائیں گے جو ان اعتراضات کے جواب دے سکے اس لیے آپ مہربانی فرمائیں اور ایسے اعتراضات لوگوں کے سامنے بیان نہ کریں جن کے جوابات دوسروں سے بھی نہ بن پڑیں۔

یہی بات حضرت مولانا محمد ظریف صاحب نے ہیڈ پنجند پر ایک جلسہ میں غزالی زماں رازی دوراںؒ سے خطاب کے بعد کہی تھی اور اس کا ذکر حضرت مولانا محمد ظریف صاحب نے خود مفتی محمد اقبال سعیدی صاحب کے سامنے کیا تھا اور انہوں نے کہا حضرت آپ وہ اعتراض ڈھونڈ کر لاتے ہیں جو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا اگر ہمیں اعتراضات یاد رہ گئے اور جوابات ذہن سے فراموش ہو گئے تو ایمان کی حفاظت مشکل ہو جائے گی۔ (۶)

غزالی زماں اغیار کی نظر میں:

اس واقعہ سے آپ کے علمی مقام کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ غزالی زماں رازی دوراںؒ کو اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کی علمی صلاحیتوں کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ سلام کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے سایہ کے بارے میں ہندوستان کے مشہور قلم کار عامر عثمانی دیوبندی کے ساتھ مباحثہ شروع ہوا تو ہندوستان کے علمی حلقوں میں اسے بہت دلچسپی سے دیکھا گیا عامر عثمانی (مدیر ماہنامہ تجلی) دیوبندی نے اپنے قلم کی شوخی اور ندرت سے ایک عرصہ تک خود دیوبند کو زچ کر رکھا تھا عامر صاحب جس کے پیچھے پڑ جاتے پنجے جھاڑ کر پڑتے یہ بحث شروع کرتے وقت انہیں قطعاً احساس نہ تھا کہ

سامنے کس پائے کا آدمی ہے۔ ماہنامہ السعید اور تجلی میں جواب الجواب کا سلسلہ شروع ہوا تو مخالفین تو اپنی جگہ خود عامر عثمانی نے اعتراف کیا کہ ہمارے مخالفین نے دلائل کے انبار لگادئے۔ (۷)

مخالف بے بس:

غزالی زماں رازی دوراںؒ کی علمی عظمت کو اپنے پرائے سب تسلیم کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ غزالی زماں رازی دوراںؒ خانپور سے ملتان آرہے تھے ریل گاڑی کے انٹر کلاس میں آپ سوار تھے مفتی غلام مصطفیٰ رضوی اور ان کے علاوہ تین افراد اور بھی تھے۔ گاڑی چلنے ہی والی تھی کہ دیوبندی مکتبہ فکر کے معروف مقرر مولانا محمد علی جالندری بھی اسی ڈبے میں سوار ہوگئے، ڈبہ مسافروں سے کھچا کھچ بھرا پڑا تھا اور بیٹھنے کے لیے بالکل جگہ نہ تھی، غزالی زماں رازی دوراںؒ نے مولانا جالندھری کے لیے اپنے قریب ہی جگہ بنالی اور انہیں اپنے ساتھ بٹھالیا اور ساتھ ہی مشروبات سے ان کی تواضع بھی فرماتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ دوران سفر مختلف موضوعات پر ان سے گفتگو بھی جاری رہی، ان دنوں دیوبندی مکتبہ فکر کے مولانا دوست محمد قریشی نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں اور باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا تھا کہ دور و نزدیک سے سننا صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے، جو کسی اور کے لیے یہ وصف ثابت کرے وہ مشرک ہے۔

غزالی زماں رازی دوراںؒ نے فرمایا جالندھری صاحب آپ کا اس سلسلے میں کیا خیال ہے تو جالندھری صاحب فوراً بولے قریشی صاحب نے صحیح لکھا ہے۔ غزالی زماں

رازی دوراںؒ نے فرمایا جالندھری صاحب کیا اللہ تعالیٰ سے بھی کوئی چیز دور ہے مولانا جالندھری صاحب گہری سوچ میں پڑ گئے اور کوئی جواب نہ دیا، تو آپؒ نے فرمایا جالندھری صاحب اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز دور نہیں لہٰذا یہ کہنا کہ دور اور نزدیک سے سننا صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ سراسر غلط ہے مولانا جالندھری نے یہ سن کر کہا کہ واقعی اس لفظ کی طرف تو میری توجہ ہی نہیں گئی پھر کہنے لگے کاظمی صاحب آپ کی فلسفیانہ گرفت سے بچنا آسان کام نہیں، چونکہ وہ پسنجر ٹرین تھی اس لیے اس نے خانپور سے ملتان آتے ہوئے کئی گھنٹے لگا دیئے، راستے میں بیشتر مسافر اتر گئے، گاڑی جب شیر شاہ پہنچی تو جالندھری صاحب لیٹ گئے اور انہیں گہری نیند آ گئی، گاڑی جب ملتان پہنچی تو مولانا جالندھری صاحب گہری نیند کے مزے لے رہے تھے۔ جب سب مسافر اتر گئے تو غزالی زماں رازی دوراںؒ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ مولانا جالندھری صاحب کو اٹھا دیں وہ صاحب کہنے لگے حضرت یہ سوتے رہیں تا کہ خانپور جا کر انہیں احساس ہو کہ غفلت کی نیند کتنی نقصان دہ ہے۔ لیکن غزالی زماں رازی دوراںؒ نے فرمایا یہ طرز عمل حسن اخلاق کے خلاف ہے چنانچہ آپ خود جلدی سے آگے بڑھے اور مولانا جالندھری صاحب کو بیدار کیا ور فرمایا مولانا صاحب ملتان آ گیا ہے۔ مولانا جالندھری صاحب بڑ بڑا کر اٹھ بیٹھے شکریہ ادا کیا اور کہنے لگے، کاظمی صاحب اگر آپ بیدار نہ کرتے تو میری آنکھ نہ کھلتی، غزالی زماں رازی دوراںؒ نے مسکرا کر فرمایا خدا کرے آپ کی آنکھیں کھل جائیں اور دونوں صاحبان اس ذو معنی گفتگو پر ہنس پڑے اور بڑے ادب و احترام سے ایک دوسرے سے جدا ہوئے اس طرح یہ سفر یادگار بن گیا۔ (۸)

مفتی احمد یار خاں نعیمی کے استفسارات:

یہ ایک مشاہداتی حقیقت ہے کہ کوئی بھی شخص علوم وفنون میں جس قدر بھی مہارت رکھتا ہو اس کی اس عظمت کو اسکے ہم عصر قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے لیکن یہ امتیازی حیثیت بھی غزالی زماں رازی دوراں کو حاصل ہے کہ آپ کے ہم عصر بھی آپ کی عظمت کے آگے اپنی گردنیں جھکا دیتے تھے۔

ایک مرتبہ لاہور کے موچی گیٹ میں ایک کانفرنس کا اہتمام کیا گیا جس میں ملک بھر کے نامور اور جید علماء کرام اور مشائخ عظام شریک ہوئے ان علماء کرام اور مشائخ عظام کے قیام کا انتظام بھاٹی گیٹ کے قریب ایک ہوٹل میں تھا۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمیؒ صبح کی نماز کے بعد اچانک غزالی زماں رازی دوراںؒ کے کمرے میں تشریف لائے اور انتہائی اہم علمی مسائل پر گفتگو چھیڑ دی جونہی اہلسنت و جماعت کے دو نامور بزرگوں کی گفتگو کی خبر دوسرے علماء کرام و مشائخ عظام تک پہنچی وہ بھی وہاں تشریف لے آئے حضرت حکیم الامت نے اگرچہ بہت ہی پیچیدہ اور علمی نوعیت کے سوالات کیے لیکن غزالی زماں نے اس قدر جامعیت کے ساتھ جوابات عطا فرمائے کہ پورا کمرہ علماء اور مشائخ کی صدائے تحسین سے گونج اٹھا، گفتگو کے اختتام پر سب نے دیکھا کہ حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی بدایونیؒ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا "قبلہ کاظمی صاحب اس دور میں ہمارے اساتذہ کرام تو ہیں نہیں اسلئے جب بھی کوئی مشکل ترین مسئلہ ہمارے ذہن کو پریشان کرتا ہے تو اس کے حل کے لیے آپ کی ذات کے سوا کوئی ہمیں نظر نہیں آتا" اسی طرح غزالی زماں رازی دوراںؒ بھی ان

علماء کی جس طرح عزت و تکریم فرماتے تھے وہ منظر بھی دیدنی ہوتا تھا، مدرسہ انوار العلوم کے سالانہ جلسہ کے موقع پر جب حضرت حکیم الامت مفتی احمد خاں نعیمی کے خطاب کا اعلان کیا گیا اور مفتی صاحب قبلہ کرسی پر بیٹھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو غزالی زماں بھی کھڑے ہوئے اور ہزااروں حاضرین کے سامنے حضرت مفتی صاحب کی دست بوسی فرمائی یہ یقیناً اپنے ہم عصر اور ہم مرتبہ علماء کے ساتھ نیاز مندی کے اظہار کا نہایت منفرد واقعہ ہے۔ (۹)

بشریت انبیاء کا تذکرہ:

اس طرح ایک مرتبہ رحیم یار خان کے ایک دینی مدرسہ کا سہ روزہ سالانہ جلسہ تھا آپؒ بذریعہ ٹرین رات رحیم یار خان ایسے وقت پر پہنچے کہ رات کا اجلاس شروع ہو چکا تھا، جس میں ملک بھر سے نامور علماء کرام خطاب کے لیے موجود تھے، جلسہ گاہ سے قدرے فاصلے پر واقع قیام گاہ میں ٹھہرایا گیا، چونکہ آپ کا خطاب اگلے دن ہونا تھا اس لیے آپ عشاء کی نماز پڑھ کر آرام کے لیے لیٹ گئے اور طویل سفر کی تھکن کی وجہ سے آپ گہری نیند سو گئے، ادھر جلسہ گاہ میں اہلسنت کے نامور عالم دین مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ سید ابوالبرکاتؒ کا خطاب جاری تھا اور آپ انتہائی مدلل انداز میں حضور ﷺ کی نورانیت مظہرہ کا ذکر فرما رہے تھے اور اپنے خطاب کے دوران حضرت قبلہ مفتی صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اارشاد گرامی ہے کہ کفار نے کہا کہ البشر یھدی نا فکفرو۔ ترجمہ: کیا یہ بشر ہمیں ہدایت کریں گے پس وہ کافر ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرامؑ کو بشر کہنا کفر قرار پایا، کسی مخالف نے ایک

پرچی بھیجی جس میں لکھا تھا کہ وہ لوگ انبیاء کرام کو بشر کہنے کی وجہ سے کافر قرار نہیں پائے بلکہ انکار ہدایت کی وجہ سے ان پر کفر لازم آیا تھا، حضرت قبلہ مفتی صاحب نے اگرچہ مخالفین کے رد میں بہت کچھ بیان فرمایا لیکن منتظمین جلسہ نے محسوس کیا کہ معترضین کی تسلی اور مجمع کے اطمینان کے لیے موضوع مزید بھرپور بیان کا تقاضا کرتا ہے۔ اگرچہ اس وقت سٹیج پر بہت سے جید علماء کرام تشریف فرما تھے لیکن سب نے فیصلہ کیا کہ ان نازک لمحات میں امام اہلسنت غزالی زماں رازی دوراںؒ ہی مخالفین کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں اور اپنوں کا حوصلہ بلند کر سکتے ہیں۔

چنانچہ فوراً ہی کچھ نیاز مند حاضر ہوئے، آپ کو گہری نیند سے بیدار کیا اور جلسہ گاہ کی نازک صورتحال سے آگاہ کیا اور حضرت غزالی زماں کو سٹیج پر لے آئے۔ آپ کے وہاں پہنچتے ہی سٹیج پر بیٹھے ہوئے علماء ومشائخ کے علاوہ عوام اہلسنت نے بھی سکون کا سانس لیا اور بلا تاخیر آپ کے خطاب کا اعلان کر دیا گیا۔ آپ نے مختصر خطبہ پڑھنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی نورانیت مقدسہ اور بشریت مطہرہ کے بارے میں اہلسنت کے پاکیزہ موقف کو قرآن وحدیث کی روشنی میں اس انداز سے بیان فرمایا کہ ہر شخص عش عش کر اٹھا ایسے لگتا تھا کہ علم کا ایک دریا ہے جو ٹھاٹھیں مار رہا ہے، مخالفین پر سکوت مرگ طاری ہو گیا قوم کے اذہان کو مطمئن کرنے کے لیے آپ نے ایک اور سادہ اور آسان انداز اختیار کرتے ہوئے فرمایا:

کہ میں مخالفین اہلسنت سے پوچھتا ہوں کہ کفار انبیاء کرام کو بشر توہین کے ارادے سے کہتے تھے یا تعظیم کے ارادے سے؟ ظاہر ہے کہ کفار سے انبیاء کرام کی تعظیم کی توقع نہیں کی جا سکتی، آپ بھی یقیناً کہیں گے کہ وہ ایسا توہین کے ارادے سے کہتے

تھے! تو پھر اس طرح آپ خود بھی مان گئے کہ انبیاء کرام کو توہین کی نیت سے بشر کہنا چنانچہ توہین انبیا کفر ہے۔

اس طرح اجلاس بخیر و عافیت سے اختتام پذیر ہو گیا۔ (۱۰)

حوالہ جات

۱ ایک عظیم مدبر از ولی محمد واجد ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۶ء

۲ فرحتوں کی اداس برکھا از صاجبزادہ سید حامد سعید کاظمی
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۵ء

۳ باتیں ان کی یاد رہیں گی از مفتی غلام مصطفیٰ رضوی ملتان
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۶ء

۴ باتیں ان کی یاد رہیں گی از مفتی غلام مصطفیٰ رضوی ملتان
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۶ء

۵ البیان امام اہلسنت کی عظیم کاوش از سید فیض عباس قمر صادق آباد
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۷ء

۶ باتیں ان کی یاد رہیں گی از مفتی غلام مصطفیٰ رضوی ملتان

۷ باتیں ان کی یاد رہیں گی از مفتی غلام مصطفیٰ رضوی ملتان

۸ باتیں ان کی یاد رہیں گی از مفتی غلام مصطفیٰ رضوی ملتان

۹ باتیں ان کی یاد رہیں گی از مفتی غلام مصطفیٰ رضوی ملتان

۱۰ باتیں ان کی یاد رہیں گی از مفتی غلام مصطفیٰ رضوی ملتان
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۶ء

بلغ العلى بكماله
كشف الدجى بجماله
حسنت جميع خصاله
صلو عليه وآله

باب نمبر ۷

اندازِ تعلیم و تربیت

طلباء سے حسن سلوک:

غزالی زماں رازی دوراںؒ بے حد شفیق اور مہربان استاد تھے، تدریس کا طریقہ بالکل عام فہم اور آسان تھا اسباق پڑھاتے ہوئے بے حد فصاحت و بلاغت اور شفقت سے سمجھاتے تھے آپ کے معمول میں ایک نہایت حیرت انگیز چیز تھی جسے آپ کی علم دانی پر محمول کیا جا سکتا ہے وگرنہ کم از کم آپ کے غیر معمولی حافظے اور تبحر علمی کو تو تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے۔

دوران تدریس کسی طالب علم کے اچانک سوال یا دوران تقریر کسی سامع کے اچانک اعتراض کے جواب میں آپ بغیر مطالعے کے جو کچھ فی البدیہہ ارشاد فرماتے بعد میں بے شمار کتابیں کھنگالنے پر بھی آدمی اسی نتیجے پر پہنچتا تھا، اور کتب عقلیہ ونقلیہ سے اس جواب کی بھرپور تائید ہوتی تھی۔

طرز استدال میں امام رازی کا مظہر تھے جس میں امام غزالی کا تصوف بھی تھا طلباء کیساتھ بے حد شفقت فرماتے اپنے شاگرد کو مولانا کے لفظ سے یاد فرماتے اور امتحان کے وقت اگر طالب علم جھجکتا یا امتحان کی دہشت اس پر طاری ہوتی تو آپ طالب علم کی جواب تک از خود رہنمائی فرماتے۔

اگر کسی شاگرد سے کوئی کوتاہی ہو جاتی تو درگزر فرماتے اور عفو سے کام لیتے اور پردہ پوشی کر کے اس کے حق میں دعائے خیر فرماتے شاگردوں کو بعض اوقات کھانا اور چائے تک خود پیش فرماتے (۱)

تربیت اولاد:

غزالی زماں ایک مثالی باپ تھے اور تمام اولاد سے بے پناہ محبت کرتے تھے، وہ اپنی ہر ذمہ داری کو پورا کرتے تھے وہ سراپا محبت وشفقت تھے لیکن اس کے باوجود اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت سے بھی غافل نہ تھے بلکہ صاحبزادہ سید سجاد سعید کاظمی بیان فرماتے ہیں کہ جن دنوں میں سکول کی ساتویں یا آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا اکثر مجھ سے نماز میں غفلت ہو جاتی ایک دن گھر آیا تو والدہ رو رہی تھی میں نے سبب دریافت کیا تو فرمانے لگیں کہ تیرے والد کو اس بات کا بہت دکھ ہے کہ تو نماز میں کوتاہی کرتا ہے۔

بچپن کا عالم تھا میں نے غصے میں کہا پہلے جو پڑھتا تھا اب وہ بھی نہیں پڑھوں گا ابا جی قبلہ سے کہدیں پڑھوانی ہیں تو خود پڑھوا دیں والدہ نے میرے الفاظ ابا حضور کے من وعن دہرا دیئے اور اس وقت ابا جی پر ایک عجیب وغریب کیفیت طاری ہوئی مجھ سے دریافت کیا کہ تم نماز نہیں پڑھو گے میں نے چپ سادھ لی اور ان کے سامنے لب کشائی کی جرات نہ ہوئی والدہ سے کہا کہ آئندہ اسے نماز کے لیے کوئی نہ کہے میں خود دیکھوں گا یہ کیسے نماز نہیں پڑھتا۔

وہ لمحات جانے کیسے تھے کہ میری طبیعت میں بے چینی اور اضطراب بڑھ گیا اور اس وقت سے لے کر آج تک کوئی نماز میرے ذمہ نہیں اور خدا کی قسم میں آج تک ان لمحوں میں ابا حضور کی آنکھوں میں موجود رمزیت ورجائیت کو نہیں پہچان سکا کہ جس نے میرے دل ودماغ پر دائمی قبضہ کر لیا ہے۔ (۲)

انداز تربیت:

مولانا غلام دستگیر حامدی ملتانی بیان فرماتے ہیں حضرت شیخ طریقت و الشریعت مولانا حامدی علی خان صاحبؒ کے بعد امام اہلسنت حضرت غزالی زماںؒ کی صحبت و رابطہ نے دل کو جلا و تسکین بخشی ایک روز اپنی برادری کے محترم المقام اور حضرت غزالی زماں کے منظور نظر حافظ عبالواحد صاحب کے ہمراہ مغرب کے وقت امام اہلسنتؒ کی بارگاہ عالی میں حاضری و خدمت کا پروگرام بنایا اور مغرب کے وقت آپ کے در دولت پر بوسہ زن ہوئے مغرب کی امامت کے لیے آپ زیب سجادہ ہوئے بندہ ناچیز نے وضو کیا اور صف میں آکر کھڑا ہو گیا تکبیر ہونے لگی میں کھڑا رہا جبکہ تمام لوگ صف بندی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے حضرت غزالی زماںؒ کی نگا مجھ پر پڑی میرے غیر شرعی کھڑے رہنے پر جلال موسوی کے ساتھ سخت گرفت فرمائی جو ایک شفیق و روحانی استاد و پدر کا حق ہے فرمایا مولانا آپ نے مجھ سے پڑھا آپ کی تربیت مجھ پر لازم ہے آپ نے پڑھنے پر عمل نہیں کیا میں نے تو تربیت میں کسر نہ رکھی ،کیا آپ اسی طرح علم و عمل کو آگے بڑھاؤ گے آئیندہ احتیاط رکھنا تا کہ مجھے خوشی ہو۔ (۳)

مہربان استاد:

غزالی زماںؒ کا ہر مرید اور شاگرد یہی کہتا ہے کہ آپ کو سب سے زیادہ میرے ساتھ محبت تھی امیر تعلق دار بھی یہی کہتا ہے اور غریب نادار بھی یہی کہتا ہے اس سے غزالی زماں کی بے پایاں شفقت اور بے حد محبت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے،

مولانا اللہ وسایا سعیدی بہاولپور والے بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکان تبدیل کیا تو نئے مکان میں جانے کی تیاریاں شروع ہوئیں بعض اہل خانہ پرانے گھر کا ساماں اکٹھا کرتے رہے اور بعض نئے گھر میں اسے ترتیب دیتے رہے اور میں بیل گاڑی پر اسے پہچانے میں مصروف رہا غزالی زماں قبلہ کو گھٹنوں میں شدید درد کی شکایت تھی آپ صاحب فراش رہے عشاء کے قریب آخری پھیرا لے کر جانے لگا تو غزالی زماںؒ نے فرمایا تانگے کا انتظام کر کے بچوں کو واپس بھیج دینا اور تم وہیں سو جانا ہم انشاءاللہ صبح کو آجائیں گے۔

اس مصروفیت میں گھر والوں کو میرا کھانا یاد نہ رہا اور میں نے بھی جان بوجھ کر نہ مانگا واپسی پر مجھے راستے مین احساس ہوا کہ اب تو ساری رات بھوکے رہنا پڑیگا مانگ لیتا تو اچھا تھا خیر انھیں سوچوں میں سر مست سامان لے کر نئے مکان میں پہنچا اور اسے اتارنا شروع کیا دن بھر کی تھکاوٹ اور ساری رات فاقہ کشی کے تصور نے پریشانی میں خاطر خواہ اضافہ کر دیا تھا میں اسی ادھیڑ پن مین مصروف تھا کہ اچانک حضرت غزالی زماں کی رس گھولتی ہوئی آواز سنائی دی اللہ وسایا میں حیران و پریشان سڑک کی طرف دوڑا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت غزالی زماںؒ قبلہ بڑی تکلیف کے ساتھ سائیکل رکشے سے اتر رہے ہیں اور آپ کے ہاتھ میں کھانے کا ٹفن ہے آپ نے فرمایا میں تمھارا کھانا لے کر آیا ہوں یہ لے لو بندہ نے سرائیکی ظاہرداری سے کام لیتے ہوئے عرض کیا حضور مجھے بھوک نہیں تھی۔ (۴)

احساس ندامت:

حاجی سیف اللہ سابق وفاقی وزیر مذہبی امور بیان فرماتے ہیں کہ پہلی بار حضرت غزالی زماں سے میری ملاقات ملتان کی تاریخی عید گاہ میں ہوئی جہاں آپ نے تمام عمر جمعہ وعیدین کی امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیئے، بعد نماز عصر میں حضرت غزالی زماںؒ کی مجلس میں حاضر تھا کہ ایک مولوی صاحب نے ایک نوجوان کو ننگے سر نماز پڑھنے پر سخت سست کہا لوگوں کے سامنے اچانک سرزنش پر نوجوان بچارہ احساس ندامت سے مراجارہا تھا اور مولوی صاحب تھے کہ غصے سے مسلسل بولے جارہے تھے۔

حضرت غزالی زماں نے یہ تمام منظر دیکھا تو نوجوان کو فوراً اپنے قریب بلایا دست شفقت سر پر رکھا اور اپنے سینے سے لگایا پھر مولوی صاحب کو بلا کر نہایت قرینے سے اس کی خبر لی دیکھتے ہی دیکھتے پسینے کے قطرے جو کچھ دیر پہلے اشک ندامت بن کر نوجوان کی پیشانی پر اُمڈ آئے تھے اب خوشی ومسرت کے انسو بن کر نوجوان کی آنکھوں میں چمکنے لگے غلط انداز تبلیغ سے مرجھا جانے والا چہرہ غزالی زماں کی محبت وشفقت اور کریمانہ گفتگو سے کھل اٹھا۔

اس واقعہ سے میں حضرت غزالی زماں کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوا اور میرا یقین ہے کہ وہ نوجوان جس کے بارے میں مجھے اندیشہ تھا کہ مولوی صاحب کے بھونڈے وعظ ونصیحت سے دلبرداشتہ ہو کر مسجد میں آنا چھوڑ دے گا اب غزالی زماںؒ کی مجلس میں اپنے اکرام واحترام سے خوش ہوا اس نے عمر بھر نماز قضاء نہ کی ہوگی اور نہ ہی کبھی ننگے

سر نماز پڑھی ہوگی۔

یہ تھا تبلیغ دین کا نبوی انداز جس نے نوجوانوں کو آپ کا گرویدہ کر رکھا تھا اسی روز مجھ پر یہ انکشاف ہوا کہ نوجون کیوں اتنی کثرت سے آپ کے اجتماعات میں نظر آتے ہیں آپ کو نوجوانوں سے بے پناہ محبت تھی اور نوجوان بھی آپ پر جان چھڑکتے تھے۔

(۵)

انگریزی تعلیم کیوں:

حاجی سیف اللہ صاحب مزید بیان فرماتے ہیں کہ میں بہاولپور میں غزالی زماں کے بڑے صاحبزادے پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی کی اقامت گاہ پر موجود تھا کہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ آپ نے اپنے صاحبزادے مظہر سعید کو عربی کی بجائے انگریزی زبان و ادب کی تعلیم کیوں دلوائی، غزالی زماںؒ نے سائل کی بات کا ذرا برا نہ منایا اور نہایت ہی خندہ پیشانی سے فرمایا بھائی قباحت زبان میں نہیں طرز فکر اور سوچ کے انداز میں ہے شرع میں ایسی کوئی ممانعت نہیں ہے کہ فلاں زبان مت سیکھو، تلاش علم کے لیے تو چین تک جانے کا حکم ہے اب بتایئے چین جا کر علم سیکھنے کے لیے چینی زبان سیکھنی پڑے گی یا نہیں، زبان کوئی بھی ہو لیکن ہمارا مقصد صرف اور صرف علم دین کا حصول ہونا چاہیے۔

غزالی زماں اور احساس طلباء :

اکثر ایسا ہوتا کہ غزالی زماںؒ درس حدیث سے فارغ ہوتے تو کچھ طلباء فارغ نظر آتے آپ یہ برداشت نہیں کرتے تھے کہ طلباء وقت ضائع کریں، طلباء عرض

کرتے حضور فلاں مدرس صاحب آج تشریف نہیں لائے اس لیے فارغ ہیں۔
حضور غزالی زماں فرماتے کون سی کتاب ہے، طلباء عرض کرتے بیضاوی شریف ہے غزالی زماں ان سب کو بلاتے اور فرماتے کہاں سے پڑھنا ہے شروع کرو طلباء عبارت پڑھتے اس کے بعد غزالی زماں تقریر فرماتے قران پاک کے رموز ونکات صاحب بیضاوی کا اپنا اسلوب اوران کے انداز پر سیر حاصل بحث فرماتے عقل حیران ہوتی کہ ابھی یہ شخصیت حدیث پر اس انداز میں درس حدیث دے رہی تھی اندازہ ہورہا تھا کہ اس پائے کا محدث شاذ ونادر ہو آب تفسیر کے درس کی یہ کیفیت ہے کہ ایک بحر بیکراں ہے کہ جوروں دواں ہے یہ کیفیت ان دو علوم کے ساتھ ہی نہ تھی بلکہ فلسفہ منطق علم معانی ادب عربی ، جو کتاب پڑھاتے اس کی بلندیوں اور اس کی گہرائیوں سے اتنے واقف ہوتے شاید ہی کوئی اس مقام پر نظر آسکے (۷)

بھائی یا مولانا:

علماء کرام اور پیران عظام کی اولاد شاگردوں اور مریدوں کے نزدیک واجب الاحترام ہوتی ہے، ادب اور عقیدت کی وجہ سے وہ ان کی عزت بجالاتے ہیں جس کی بنا پر یہ حضرات غرور کا شکار ہوجاتے ہیں ہاتھ ,پاؤں پر بوسے دلانے اور صرف اپنی عزت کرانے کے خوگر ہوتے ہیں کسی دوسرے کی عزت کرنا ان کے شایان شان نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ معاشرے کی اکثریت آج ہمیں صاحبزادگان اور پیر زادگان سے متنفر دیکھائی دیتی ہے۔
غزالی زماں رازی دوراں کے گوناگوں کمالات میں سے ایک کمال یہ بھی تھا کہ انھوں

نے اپنی اولاد کی ایسی تربیت فرمائی جس سے ان میں صاحبزادگی کا گمان تک پیدا نہیں ہوا حالانکہ آپ نہ صرف مرشد تھے بلکہ جید اور ممتاز عالم دین بھی تھے آپ کے شاگردوں اور مریدوں کی اندرون و بیرون ملک کثیر تعداد موجود ہے اور وہ سب ہی آپ کی اولاد سے بے حد عقیدت و محبت رکھتے ہیں لیکن غزالی زماںؒ نے ان کو صاحبزادگی کے زعم میں مبتلا نہ ہونے دیا اور ایسی تربیت فرمائی کہ وہ اپنے والد کے مریدوں اور شاگردوں کو ان کے علم اور عمر کے مطابق عزت عطا فرماتے ہیں اس بات کا اندازہ آپ کو درج ذیل واقعہ سے ہو جائے گا۔

ایک مرتبہ غزالی زماںؒ علالت کی وجہ سے نشتر ہسپتال میں داخل تھے مولانا اللہ وسایا سعیدی بیان فرماتے ہیں کہ بندہ بھی عیادت کے لیے حاضر ہوا کچھ دن خدمت کے لیے وہاں رہا ایک شام صاحبزادہ سید سجاد سعید کاظمی مدظلہ العالی نے بندہ سے فرمایا کہ مولانا آج تمھاری وجہ سے مجھے ڈانٹ پڑ گئی میں نے پریشان ہو کر عرض کیا میری وجہ سے فرمایا ہاں تمھاری وجہ سے میں نے تمھیں صرف اللہ وسایا کہہ کر آواز دی تھی آباجی قبلہ سن رہے تھے مجھے بلا کر فرمایا کہ تم نے اللہ وسایا کہہ کر کیوں پکارا یا تو بھائی اللہ وسایا کہو یا مولانا اللہ وسایا کہو یہ بات سن کر میں گرویدہ ہو گیا کہ غزالی زماں کو اپنے غلاموں کا کتنا خیال ہے اور ساتھ ہی اپنے بچوں کی ایسی اعلیٰ تربیت فرمائی جس کی مثال اس دور میں مفقود ہی نہیں نایاب بھی ہے اور حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے کہ حضرت غزالی زماںؒ کی وفات کو اتنا عرصہ گزر گیا مگر آفرین ہے آپ کی اولاد پر کہ آج بھی تمام بھائی اور بہنیں بندہ کو بھائی اللہ وسایا کہہ کر پکارتے ہیں بلکہ ہر کسی کو اس کے علم اور عمر کے مطابق عزت دیتے ہیں۔ (۸)

قاسم العلوم کے طلباء انوار العلوم میں:

غزالی زماں رازی دوراںؒ کا انداز تعلیم و تربیت اتنا پیارا اور جامع تھا کہ سائل کے مشکل سے مشکل سوال کا جواب بڑے پیار سے دیتے تھے یہی وجہ ہے کہ اپنے تو اپنے مخالفین کے مدارس کے طلباء بھی آپؒ سے درس لینے آتے، ملتان میں دیوبندیوں کا ایک بہت بڑا اور مشہور مدرسہ قاسم العلوم جو انوار العلوم کے مقابلے میں بنایا گیا تھا اور مولانا مفتی محمود اس مدرسہ کے کرتا دھرتا تھے اس مدرسہ کے طالب علموں کو کوئی الجھن پیش آتی یا کسی مشکل کا سامنا ہوتا تو مفتی محمود امتحان لینے کی نیت سے ان طالب علموں کو مدرسہ انوار العلوم میں آپؒ کے درس حدیث میں بھیج دیتے اور وہ طلباء آپ کے جوابات سے نہ صرف مطمئن ہو کر لوٹتے بلکہ انوار العلوم میں داخل ہو جاتے۔

حوالہ جات

(۱) فیضان کاظمی — از علامہ منظور احمد فیضی احمد پور شرقیہ
ماہنامہ امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۶ء

(۲) یادان کی ہے میری زندگی — از صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی
ماہنامہ امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۸ء

(۳) امام اہلسنت کا انداز تعلیم و تربیت — از مولانا غلام دستگیر حامدی
ماہنامہ امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۸ء

(۴) میری زندگی کے انمول دن — از مولانا اللہ وسایا سعیدی
ماہنامہ امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۰ء

(۵) وہ ان کے پیار کی باتیں از حاجی سیف اللہ سابق وفاقی وزیر مذہبی امور
ماہنامہ امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۲ء

(۶) وہ ان کے پیار کی باتیں از حاجی سیف اللہ سابق وفاقی وزیر مذہبی امور
ماہنامہ امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۲ء

باب نمبر ۸

اخلاق حسنہ

۱ عاجزی اور انکساری

۲ صبر و رضا

۳ غریبوں سے محبت

۴ رواداری

۵ اہل خطا پر کرم فرمائی

۶ حق گوئی اور صداقت پسندی

عاجزی اورانکساری

علم کا بحر ذخار ہونے کے باوجود آپ میں ذرہ برابر تکبر نہیں پایا جاتا تھا۔ آپ نے انتہائی سادگی کی زندگی گزاری۔آپ انتہائی منکسر المزاج طبیعت کے مالک تھے۔ایک دفعہ مدرسہ انوار العلوم کے سالانہ جلسہ کے انتظامات کے موقع پر ایک محلے سے شاگردوں کے ہمراہ قالین مانگنے گئے۔ایک گھر سے قالین لے کر شاگردوں کو دیئے وہ جب قالین مدرسہ پہنچا کر لوٹے تو دیکھا کہ حضرت صاحب خود بھی قالین سر پر اٹھا کر لا رہے ہیں۔شاگردوں نے یہ عالم دیکھا تو رونے لگے اور عرض کی 'یہ تکلیف کیوں فرمائی' فرمایا یہ دین کا کام ہے اس سے کسی کی شان میں کمی نہیں آتی ۔ ایک دفعہ مظفر گڑھ کے ایک گاؤں میں صاحب دعوت سے پانی لانے کو فرمایا۔وہ نافہمی سے لوٹے میں پانی لے کر لوٹا۔آپ لوٹے سے ہی پانی پینے لگے۔حاضرین نے اس شخص سے سخت الفاظ کہے تو آپ نے روکا اور فرمایا کہ "مجھے سخت پیاس لگی تھی" آپ اکثر طالب علموں اور عام علمائے کرام کو بھی مولانا کے لفظ سے مخاطب فرمایا کرتے تھے۔عید گاہ ملتان میں دعا کے اخیر پر اکثر یوں کہا کرتے تھے۔ کہ اے اللہ! اپنے اس ذلیل وحقیر بندے کی ان دعاؤں کو اپنے ان نیک بندوں کے صدقے میں قبول فرما۔ اس سے بڑھ کر اور کیا عاجزی وانکساری ہوسکتی ہے۔

صبر ورضا:

جب رسول ﷺ کا یہ فرزند ملتان میں وارد ہوا تو شروع شروع میں مخالفین نے آپ کے ساتھ بہت ناگفتہ بہ رویہ اختیار کیا۔ آپ گلی سے گزرتے اوپر

سے گندگی پھینکی جاتی۔ آپ گھر میں تشریف لاتے تو وہ باہر سے کنڈی لگا دیتے۔ بعض اوقات رات کو آپ کے دروازہ کے آگے گندگی ڈال جاتے مگر نائب رسول ﷺ ان لوگوں کے حق میں دعائے خیر کرتے۔ آپ گرمیوں کی شدت میں بھی دور دراز پیدل سفر کر کے جاتے اور لوگوں کو دین سکھاتے۔ آپ وہاں وہاں بھی پیدل پہنچے جہاں آج ہم کار پر بیٹھ کر بھی جانا گوارہ نہیں کرتے۔ بارہا ایسا ہوا کہ اتنے طویل سفر کے باوجود بھی صاحب دعوت نے امتحاناً یا غربت کی وجہ سے زادِ راہ تک بھی کچھ نہ دیا۔ مگر آئندہ سال وہ پھر تاریخ لینے آتا اور پھر چل پڑتے۔ کیونکہ آپ کی نظر تو قل لا اسئلکم علیہ اجراً کی آیت پاک پر ہوتی تھی۔ کہاں ہیں آپ کے نام پر کمائی کرنے والے مقررین حضرات سوچیں اور غور کریں کہ وہ جس کی محنت کا ثمر کھا رہے ہیں اس کی سیرت پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ راہِ حق میں آپکو بارہا مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔

غریبوں سے محبت:

آپ غریبوں سے بہت ہی زیادہ محبت فرماتے تھے ایک دفعہ دارالحدیث میں ایک غریب دیہاتی حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے مسکرا کر خوش آمدید کیا۔ پاس بٹھا کر وجہ پوچھی۔ اس نے عرض کیا کہ فلاں تاریخ کو فلاں جگہ میں نے آپ کی تقریر کا پروگرام بنایا ہے۔ آپ وقت عنایت فرمائیں۔ دریں اثنا باہر دروازے پر ایک کار رکی۔ ایک بہت بڑا آدمی اندر آیا۔ وہ بھی اتفاقاً اسی تاریخ کے لیے وقت لینے آیا تھا۔ غریب دیہاتی کے چہرے پر پریشانی آ گئی۔ آپنے مسکراتے ہوئے اسے فرمایا۔ آپ فکر نہ کریں میں آپ کے ہاں چلوں گا۔ پھر آپ نے اس امیر شخص سے فرمایا کہ:

آپ سے ایک دفعہ غریبوں پر زیادہ شفقت کرنے کی وجہ پوچھی گئی۔تو ارشاد فرمایا کہ: غریب بڑے مخلص اور سادہ لوح ہوتے ہیں اسلام کے ابتدائی دور میں بھی یہی لوگ معاون و جان نثار بنے۔جبکہ سرمایہ دار سخت مخالف تھے۔پھر ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ غریب ہی اسلام سے ٹوٹ کر محبت کریں گے اور اسلام کے لیے قربانیاں دیں گے۔

رواداری:

اختلاف رکھنے والوں سے آپ رواداری تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کرتے تھے۔لیکن آپ کی رواداری مداہنت فی الدین سے بالکل پاک ہوتی تھی۔صراط مستقیم سے انحراف کرنے والے افراد کے لیے آپ کا کلام بڑا نرم اور مدلل ہوتا تھا۔ایک دفعہ آپ اپنے پیر کے عرس میں تقریر فرما رہے تھے۔پرچی پہنچی کہ نماز میں ہاتھ چھوڑ کر قیام کرنا ضروری ہے یا ہاتھ باندھ کر؟ چونکہ مسئلہ فروعی تھا آپ نے جواباً فرمایا ارے بھائی! پہلے اپنے اندر نماز کی عادت تو ڈالو پھر آ کر یہ تحقیق بھی کر لینا۔آپ نے اگر عام تقریر میں کسی کی تردید کرنا ہوتی تو حتی الوسع نام لیے بغیر تردید کرتے تھے۔

اہل خطا پر کرم فرمائی:

آپ گناہگاروں کو ہمیشہ توبہ کی تلقین کرتے تھے۔اس ضمن میں آپ کئی بار سوز و گداز سے ایک حدیث شریف سنایا کرتے تھے۔جس کے آخر میں آپ خود بھی رو پڑا کرتے تھے۔اس حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک آدمی سو قتل کرنے کے بعد توبہ کی نیت سے اولیاء اللہ کی بستی کا رخ کرتا ہے۔ راستے میں موت آ

جاتی ہے۔ وہ مرجاتا ہے مرتے وقت وہ کوشش کرتا ہے کہ اس کا سینہ اولیاء اللہ کی بستی کی طرف ہو۔ اور آخر کار گناہوں سے توبہ اور اولیاء اللہ سے محبت کی وجہ سے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ آپ گناہگاروں کی تحقیر نہیں فرماتے تھے بلکہ ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے اوچ شریف میں ایک شخص کے ہاں رات گزاری۔ صاحب خانہ نے اپنے بیٹے کو آپ کی خدمت پر مامور کیا۔ صاحب خانہ کے اس بیٹے کا بیان ہے کہ آپ آدھی رات سخت بے چین رہے۔ آخر آدھی رات کو باہر نکلے میں بھی پانی کا لوٹا اٹھائے پیچھے روانہ ہوا۔ آپ شیر شاہ سید جلالؒ کے مزار پر پہنچے دروازہ کھلا تھا آپ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر یہ الفاظ کئی بار دہرائے کہ: آپ کے لیے یہ ٹھیک نہیں۔ آپ کے لیے یہ زیبا نہیں۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے کہا! شکریہ مہربانی۔ آخر میں ختم شریف پڑھا اور دعا فرما کر واپس آ گئے۔ صبح بیٹے نے باپ کو رات کا ماجرا سنایا۔ صاحب خانہ نے آپ سے اصرار کر کے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ شیر شاہ سید جلالؒ کے مزار کے قریب قبرستان میں ایک شخص کو شدید عذاب ہو رہا تھا۔ جسے میں برداشت نہ کر سکا اور صاحب مزار کے پاس پہنچا۔ اور وہ تقریباً دس منٹ بعد مزار میں تشریف لائے اور فرمایا کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا چنانچہ حضور ﷺ نے مجھے آپ کے آنے کی خبر دی اور واپس جانے کا حکم دیا۔ تب میں نے صاحب مزار سے اس شخص کے حق میں دعا کی اپیل کی۔ صاحب مزار نے دعا فرمائی اور اس شخص کا عذاب ختم ہوا۔

حق گوئی اور صداقت پسندی:

آپ حق بات علی الاعلان کہا کرتے تھے۔ اور اس پر نہ تو کسی کی ملامت سے ڈرتے تھے اور نہ ہی کسی سے تعریف کی طمع رکھتے تھے۔ مصلحت اندیشی حق گوئی کی راہ میں رکاوٹ نہ بنتی تھی۔ ۱۹۶۴ء میں فاطمہ جناح اور ایوب خان میں اقتدار کی کشمکش تھی باوجود یہ کہ مصلحت اندیش مولوی صاحبان عورت کی حکمرانی کو جائز قرار دے رہے تھے۔ بطور مصلحت ہی سہی۔ مگر آپ نے اس وقت بھی علی الاعلان فرمایا کہ: مصلحتوں سے مسئلہ نہ بدلو۔ عورت کی حکمرانی شرعاً جائز نہیں ہے اور شرع کے اندر مصلحت اسی میں ہے کہ عورت حکمران نہ بنے۔ حق گوئی کے معاملے میں آپ نے اپنے پرائے کسی کو معاف نہ فرمایا۔ لاہور کا ایک نیا مفکر پہلے آپ کا اپنا تھا مگر جب اس نے امت کے طے شدہ مسائل کا انکار شروع کیا تو آپ نے عید گاہ میں فرمایا تھا کہ میں نے اس شخص کو تیر اندازی سکھائی اور اس نے میرے ہی سینے میں تیر مار دیا۔ اگر کوئی اور ہوتا تو اس مسئلے پر لیپا پوچی سے کام لیتا مگر آپ نے اسی مسئلے پر پوری کتاب لکھ کر عوام الناس کو نئے فتنے سے آگاہ کیا۔ اسی طرح ایک دفعہ آپ ایک تنظیمی اجلاس میں شامل ہوئے دوسرے دن اس کی خبر چھپی اس میں اکبر ساقی کا نام بھی شامل تھا آپ نے پڑھ کر لاحول پڑھا کہ خبر میں جھوٹ شامل کر دیا گیا ہے۔ مولانا اکبر ساقی کہاں شامل تھے۔ عرض کی گئی کہ وہ واقعی موجود تھے۔ لیکن پیچھے بیٹھے تھے۔ تب آپ نے اطمینان کا اظہار کیا اور الحمد پڑھی۔ آج کل مذہبی جماعتیں مقدمات تک میں لوگوں کو جھوٹ بول بول کر ملوث کرتی ہیں۔ مگر آپ نے محض ایک خبر میں بھی ایسی

بات کا چھپ جانا گوارا نہ فرمایا جو آپ کی نظر میں سچ نہ تھی۔

حوالہ جات باب نمبر ۸

۱ تعلیمات غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ
۲ تعلیمات غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ
۳ تعلیمات غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ
۴ تعلیمات غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ
۵ تعلیمات غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ

باب نمبر ۹

مسند شیخ الحدیث

مسند شیخ الحدیث:

جب جامعہ اسلامیہ بہاولپور کو علوم دین کا عظیم ادارہ بنانے کی منصوبہ بندی کی گئی اور اس درسگاہ کو جامعہ اسلامیہ کا نام دیا گیا تو شیخ الحدیث کے منصب کے لیے تلاش شروع ہوئی تو حکومت کی نظریں، حضرت غزالی زماں رازی دوراںؒ پر آ کر ٹھر گئیں ۱۳۸۲ھ بمطابق ۱۹۶۲ء میں آپ کو جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں شیخ الحدیث کے منصب کے لیے حکومتی طور پر منتخب کیا گیا تو آپ نے انکار کر دیا کیونکہ آپ محض رضائے الہٰی کے لیے دین کی خدمت کرنا چاہتے تھے حکومت یا سرکار کے پابند ہو کر دین کی خدمت اور تبلیغ کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

جنرل ایوب خان کے اصرار کے باوجود آپ نے حامی نہ بھری تو اس نے مخدوم الملک حضرت مخدوم غلام میراں شاہ صاحب جمال دین والی کو شفارش کے لیے آپ کے پاس بھیجا اور حضرت مخدوم الملک نے آپ سے کہا کہ اوقاف کا محکمہ خالصتاً اہلسنت کے لیے قائم ہوا ہے کیونکہ یہ اہلسنت کی مساجد اور اولیاء اللہ کے مزارات کی نگرانی و دیکھ بھال کے لیے بنایا گیا ہے لیکن عجیب بات ہے کہ آج اس میں خاصی تعداد میں دوسرے مسلک کے لوگوں کی ملازمتیں ہیں مہربانی فرمائیں اور شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بہاولپور کا منصب قبول فرمائیں ہمارے مسلک کے لیے یہ بات بہت اہم ہے اور فائدہ مند بھی، چنانچہ آپ مخدوم صاحب کی سفارش قبول کر کے جنرل ایوب خان کی بات مان گئے اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہو گئے۔ (۱)

مخالفین کی ریشہ دوانیاں:

غزالی زماں رازی دوراں جب جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں بطور شیخ الحدیث تشریف لے گئے تو آپ کے جانے سے پہلے وہاں پر ایک دو اساتذہ کے علاوہ تمام تدریسی عملہ بلکہ طلباء تک دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے ایک مدرسے سے اٹھ کر ایسے ماحول میں پڑھانا ایک بہت بڑا چیلنج تھا، غزالی زماں رازی دوراںؒ نے اس چیلنج کو قبول فرمایا جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں اس وقت دیوبندی مکتبہ فکر کے ایک بہت بڑے اور مشہور عالم مولانا شمس الحق افغانی شیخ التفسیر تھے اگرچہ عہدے کے حوالے سے شیخ التفسیر اور شیخ الحدیث برابر تھے، مولانا افغانی صاحب کیوں کہ پہلے سے وہاں تعینات تھے اور وہاں کا ماحول بھی ان کی سوچ اور نظریے کے اعتبار سے ان کے لیے مواقف اور موزوں تھا اس لیے اساتذہ اور طلباء کی ہر ممکن کوشش ہوتی تھی کہ غزالی زماں رازی دوراں کو کسی طرح نیچا دیکھایا جائے اور یہ ثابت کیا جائے کہ علم و فضل کے اعتبار سے وہ اس مسند کے اہل نہیں ہیں۔ اس لیے حدیث کے جو اسباق غزالی زماں نے آئندہ روز پڑھانے ہوتے تھے ایک روز پہلے مخالف اساتذہ اور طلباء سر جوڑ کر بیٹھ جاتے اور اعتراضات کی بوچھاڑ کر دیتے جن کا جواب ان کے خیال میں ممکن نہ ہوتا، غزالی زماں رازی دوراںؒ نے گیارہ سال کے طویل عرصے میں کسی ایک بار بھی اعتراض کا جواب دینے سے گریز نہ فرمایا اور نہ کبھی اعتراض کو دوسرے دن کے لیے اٹھا رکھا، بلکہ آپ انتہائی صبر و تحمل اور برداشت سے اور مسکرا کر حوصلہ بڑھاتے ہوئے ان اعتراضات کے جوابات دیتے اور جب تمام طالب علم اعتراض کر چکتے اور

آپ ان کے کافی وشافی جواب دے دیتے تو پھر مسکراتے اور فرماتے کہ بھئی ابھی تو بہت سے اعتراض ہو سکتے ہیں وہ تو آپ نے کئے ہی نہیں اس کے بعد جب آپ وہ اعتراض بتاتے اور اپنے سبق پر خود اپنی طرف سے اعتراض کرتے تو طالب علم محسوس کرتے کہ گویا اب تک تمام اعتراضات انتہائی معمولی اور کمزور تھے اور اب جو آپ نے اعتراض کئے ہیں ان کا جواب تو کوئی ماں کا لال دے ہی نہیں سکتا۔ پھر جب غزالی زماں رازیٔ دوراںؒ ان اعتراضات کے جوابات دیتے تو طلباء اور سامعین کے لیے علم کے اس سمندر کے سامنے اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی کے اعتراف کے سوا کوئی چارہ نہ رہتا۔

یہی سبب تھا جب غزالی زماں رازی دوراںؒ نے جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں سال بھر کے اسباق مکمل کر دیئے تو آئندہ سال سوال وجواب کی وہ بھرمار نہ رہی، کیونکہ اساتذہ طلبہ اپنے حوصلے آزما چکے تھے اور غزالی زماں رازی دوراں کی علمی عظمت کا دل سے اعتراف کر چکے تھے لیکن اس امر کا اظہار ان کو گوارا نہ تھا۔ اس مقام پر شائد یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہو کہ اگر کوئی سنی طالب علم مولانا شمس الحق افغانی صاحب کے درس تفسیر کے دوران کوئی اعتراض کر دیتا تو وہ اس کا جواب دینے کی بجائے ڈانٹ و پھٹکار پر اتر آتے اور پھر شیخ الجامعہ ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی سے باقاعدہ تحریری شکایت کرتے کہ یہ طلباء سبق کے دوران شرارت کرتے ہیں جب اس سلسلے میں ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی طلباء سے جواب طلبی کرتے تو یہ طلباء وضاحت کرتے کہ آج کے سبق میں ان آیات کی تفسیر بیان کی تھی اور ہم نے یہ سوال کیا تھا، اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ یہ سوال سبق سے متعلق ہے کہ نہیں۔ یا پھر آپ فرمادیں کہ افغانی صاحب

جو کچھ کہہ دیا کریں ہم خاموشی سے سن لیا کریں اور ان سے کسی قسم کا کوئی سوال نہ کیا کریں۔اس بات پر شیخ الجامعہ خاموش ہو جایا کرتے۔ (۲)

ارباب اقتدار سے شکایت:

جب غزالی زمان رازی دوراں کے علم کے سامنے یہ حضرات عاجز آگئے تو وہ خاموشی سے بیٹھنے کی بجائے سیاسی ریشہ دوانیوں پر اتر آئے۔اور مغربی پاکستان کی اسمبلی میں ان لوگوں نے اپنے ہم خیال اراکین اسمبلی سے بیانات دلوائے اور انہوں نے غزالی زماں رازی دوراں کے خلاف محاذ آرائی کی کیفیت پیدا کر دی، چنانچہ مفتی غلام سرور قادری (سابق صوبائی وزیر مذہبی امور پنجاب) مولانا محافظ اللہ بخش صاحب اویسی، مولانا منظور احمد بٹالوی اور مولانا حافظ اللہ یار فریدی وغیرہ (یہ تمام حضرات اس وقت جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں پڑھتے تھے) غزالی زماں رازی دوراںؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔انہوں نے غزالی زماں رازی دوراںؒ سے نہایت ہی زور دے کر کہا کہ مغربی پاکستان کی اسمبلی میں سنی اراکین کی تعداد یقیناً بہت زیادہ ہے آپ کسی رکن اسمبلی کو کہہ کر اسمبلی میں اپنے حق میں بیان دلوائیں اور انہیں صحیح صورت حال سے آگاہ کریں۔اس پر غزالی زماں رازی دوراں نے نہایت شدید خفگی کا اظہار فرمایا 'مولانا ہم یہاں اپنی مرضی سے آئے ہیں اور کوئی شخص ہماری مرضی کے بغیر ہمیں یہاں سے نہیں بھیج سکتا۔ (۳)

گورنر سے فریاد:

غزالی زماں نے جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں مسند حدیث ۱۹۶۳ء میں

سنبھالی تھی۔ اسمبلی میں شور شرابے کے کچھ عرصے بعد ۱۹۶۵ء میں گورنر مغربی پاکستان نواب آف کالا باغ بہاولپور آئے ان کے پاس حضرت غزالی زماں رازی دوراں کے خلاف مخالفین کی درخواستوں کا پلندرہ تھا جس میں انہوں نے الزامات عائد کئے تھے کہ آپ جامعہ اسلامیہ میں فرقہ واریت پھیلا رہے ہیں اور طلباء کو ایک دوسرے کے خلاف اکساتے ہیں بلکہ اساتذہ کے خلاف سازشوں کے جال بنتے ہیں، گورنر امیر محمد خان نے بہاولپور پہنچ کر پہلے تو درخواست گزار حضرات سے ملاقات کی اور پھر غزالی زماں رازی دوراں کو ملاقات کے لیے بلایا اور بتایا کہ ایک وفد آپ کے خلاف شکات کے سلسلے میں مجھ سے ملا تھا اور اس سے پہلے کہ آپ کے خلاف درخواستوں کا ایک پلندہ باندھا ہوا تھا۔ میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ میں مسلک کے اعتبار سے خود سنی ہوں تم میرا ظرف دیکھو کہ سنی ہونے کے باوجود میں نے تم لوگوں کو برداشت کیا ہوا ہے اور تم سے اہلسنت کا ایک بزرگ عالم دین برداشت نہیں ہوتا اور پھر عالم دین کہ جس کے علم و فضل زہد و تقویٰ اور پارسائی کے علاوہ حسن اخلاق کا زمانہ معترف ہے۔ اس کے بعد بھی مخالفین اگرچہ اپنی ریشہ دوانیوں سے باز نہ آئے لیکن کبھی بھی ان کا داؤ نہ چلا اور ۱۹۷۴ء تک غزالی زماں رازی دوراںؒ کے علم و فضل کا طوطی جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں بولتا رہا۔ (۴)

طلباء میں مقبولیت:

شاگردوں کو بعض اوقات کھانا اور چائے خود پیش کرتے مولانا اللہ وسایا سعیدی آف بہاولپور بیان کرتے ہیں کہ دیوبندی مولوی صاحب نے مجھے بتایا کہ ہم

غزالی زماں رازی دوراںؒ کے پاس جامعہ اسلامیہ بہاولپور یونیورسٹی میں درجہ تخصص میں بخاری شریف پڑھتے تھے اور کبھی کبھی زیارت کے لیے ساتھیوں سمیت آپ کے دردولت پر حاضر ہوتے۔ حضرت صاحب بے حد شفقت اور انتہائی محبت سے پیش آتے اور خوردونوش کے لیے کافی چیزیں فراہم کرتے اور بڑی خوشی سے ہمیں کھلاتے پلاتے جس کے تذکرے ہم کئی دنوں تک آپس میں کرتے رہتے تھے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ہم ساتھی ملکر مولانا شمس الحق افغانی صاحب کے گھر بھی جایا کرتے تھے (مولانا افغانی دیوبند عالم تھے اور جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں تخصص کے طالبعلموں کو پڑھایا کرتے تھے، قبلہ کاظمی صاحب شیخ الحدیث تھے جبکہ مولانا افغانی شیخ التفسیر تھے) مولانا افغانی صاحب تو چائے کی پیالی تک نہیں پوچھتے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ عید کے موقع پر ہم نے پروگرام بنایا کہ آج عید ملنے کے لیے افغانی صاحب کے پاس چلتے ہیں کچھ نہ کچھ تو ضرور ان سے کھائیں گے۔ جب ہم مل کر افغانی صاحب کے گھر پہنچے ان سے عید ملے تو انہوں نے ہمیں بیٹھک میں بیٹھا دیا ہم دل میں بڑے خوش ہوئے کہ آج افغانی صاحب اپنی قسم توڑ دیں گے۔ اتنے مین ایک بچی نے بیٹھک میں آکر ان سے پوچھا کہ چائے وغیرہ بنانی ہے؟ اس پر افغانی صاحب نے نفی میں سر ہلا دیا اور ہم ایک دوسرے کا منہ تکتے رہ گئے جب وہاں سے واپس لوٹے تو کاظمی صاحب کی سخاوت اور شفقت کو یاد کرتے رہے۔ (۵)

حوالہ جات

۱ فرحتوں کی اداس برکھا از صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی

ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۵

۲ حوالا مذکورہ ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۵

۳ حوالا مذکورہ ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۵

۴ حوالا مذکورہ ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۵

۵ میری زندگی کے انمول دن از مولانا اللہ وسایا سعیدی ا

ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۰

علم و عمل کی بزم میں آئینہ کمال
وہ پختہ عزم صاحب کردار کاظمی
جب بھی ہوا ہے ہم کو مسائل کا سامنا
کام آئے ہر مقام پر بار کاظمی

باب نمبر ۱۰

عشقِ مصطفٰے

غزالی زماںؒ کی تمام عمر عشق رسول ﷺ میں گزری آپ تمام عمر اسی محبت میں مست رہے اور زندگی بھر لوگوں کو اس محبت کے جام بھر بھر کر پلاتے رہے لوگوں نے دیکھا کہ رسول پاکؐ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی آنکھیں تر ہو جاتی تھیں۔

اگر حضور ﷺ کے مسکرانے کا ذکر آتا تو آپ خود بھی مسکرا رہے ہوتے آپکو گستاخان رسول سے طبعی نفرت تھی فرماتے کوئی مکتبہ فکر ہو ہمیں کسی سے عناد نہیں البتہ منکرین کمالات نبوت اور گستاخ رسول سے ہمیں طبعی نفرت ہے۔ آپ روضہ پاک کو کعبہ شریف اور عرش سے بھی افضل مانتے تھے علمائے مکہ مکرمہ نے دلیل مانگی تو فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے شکر گزار بندے اور رسول ہیں اور شکر سے نعمت زیادہ ملتی ہے تو چاہیے کہ حضرت عیسیٰؑ شکر گزاری کے سبب چوتھے آسمان سے اوپر کی طرف جاتے یا کعبہ میں دفن ہوتے لیکن وہ تو روضہ مصطفیٰ کریم ﷺ میں دفن ہوں گے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ روضہ پاک کعبہ شریف اور عرش سے بھی بڑی نعمت ہے یہ جواب سن کر وہ لاجواب ہو گئے۔

غزالی زماں نے اپنے بیٹے صاحبزادہ سید سجاد سعید کاظمی کے پوچھنے پر آپ نے انھیں بتایا تھا کہ خدا کی قسم! سرکار کا اتنا کرم ہے کہ جس وقت تصور کروں زیارت ہو جاتی ہے۔ زیارت مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ حضور پاک کی شبیہ مبارک ذہن میں رکھو اور کثرت سے درود شریف کا ورد کرتے سو جاؤ۔

ایک دفعہ ایک سائل نے پوچھا کہ کیا حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں کبھی کسی کو بددعا دی تھی! آپ کا رنگ بدل گیا کہا استغفراللہ، استغفراللہ۔ ارے میاں توبہ کیجئے توبہ کیجئے یہ آپ نے کیا کہا۔ سرکار کی کوئی دعا تو بد ہو ہی نہیں سکتی آپ کی تو ہر دعا

عبادت ہے نیکی ہے ہاں آپ نے بعض دشمنان دین کے حق میں دعا ضرور فرمائی مگر آپ کی دعا کے ساتھ بد کا لفظ لگانا بے ادبی ہے۔

اسی طرح ایام علالت میں آپ کے صاحبزادے نے جب آپ کے بائیں پاؤں میں جوتا پہنانا چاہا تو آپ نے بایاں پاؤں پیچھے ہٹالیا اور دایاں پاؤں آگے کر دیا مطلب یہ تھا کہ مجھے جوتا بھی سنت رسول ﷺ کے تحت پہناؤں واضح ہو کہ جس سے عشق ہوتا ہے اس کی ہر ادا پیاری ہوتی ہے۔

غزالی زماں رازی دوراںؒ چونکہ عاشق رسول تھے اس لیے انہیں محبوب کی اداؤں کے علاوہ کوئی طریقہ پسند نہ آیا۔

دیارحبیب کی حاضری:

غزالی زماں رازی دوراںؒ کو کئی مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی آپ نے پہلا حج ۱۳۵۷ھ بمطابق ۱۹۴۸ء میں کیا، جب حج کے لیے تشریف لے گئے تو دوران حج آپ کی ملاقات علامہ منظور احمد فیضی کے پیر و مرشد حضرت قبلہ مولانا فیض محمد جمالؒ سے ہوئی حضرت قبلہ فیض محمد جمالؒ بھی حرمین شریفین کی حاضری کے لیے حجاز مقدس تشریف لے گئے تھے۔ دونوں بزرگوں نے ایک دوسرے کے بارے میں سن رکھا تھا غائبانہ تعارف تو تھا لیکن اس وقت تک ملاقات نہ ہوئی تھی گویا چہرہ شناسائی نہ تھی، مدینہ منورہ میں اچانک دونوں حضرات کا راستے میں آمنا سامنا ہو گیا اور چونکہ دونوں بزرگ صاحب نظر تھے بغیر تعارف کے ایک دوسرے کو پہچان گئے۔

سلام دعا کے بعد قبلہ غزالی زماں رازی دوراںؒ سے قبلہ فیض محمد جمالؒ نے کہا کہ ایک مسئلہ بتائیے۔ (قبلہ شاہ جمالؒ عمر میں غزالی زماںؒ سے بہت بڑے تھے) حضرت غزالی زماں رازی دوراںؒ نے کہا کہ حضرت آپ بزرگ ہیں میں بھلا آپ کو کیا مسئلہ بتا سکتا ہوں، آپ خود صاحب علم ہیں، زہد و تقویٰ میں بھی اپنی مثال آپ ہیں لیکن جب حضرت شاہ جمالؒ نے اصرار فرمایا تو آپ نے کہا کہ اگر آپ میرا امتحان لینا چاہتے ہیں تو میں حاضر ہوں حضرت شاہ جمالؒ نے سوال کیا، فرمایا، بعض علماء کا قول ہے کہ بندہ جب حج بیت اللہ کے لیے جاتا ہے تو پہلے حج کرے اور پھر دربار رسالت میں حاضری دے جبکہ بعض علماء اس کے خلاف کہتے ہیں کہ حاجی پہلے حرم نبی میں حاضری دے اور پھر حج کرے اب آپ بتائیں کہ کس کا قول راجح ہے۔ ہمیں کس پر عمل کرنا چاہیے؟ حضرت غزالی زماں رازی دوراںؒ نے کہا حضرت دونوں قول درست ہیں اگر حج کے لیے آنے والا مجھ جیسا گنہگار و خطا کار ہو تو پہلے حج کرے بیت اللہ شریف میں حاضری دے اپنے گناہ بخشوائے اور جب حج کی برکت سے اس کے گناہ دھل جائیں اور پاک وصاف ہو جائے تو پھر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو اور اگر آنے والا آپ سا متقی و پارسا ہو آپ سا عاشق صادق اور مقبول بارگاہ رسالت ہو تو پہلے در رسول ﷺ پر حاضر ہو سرکار سے اپنے درجات میں اضافہ کروائے اور پھر حج کی سعادت حاصل کرے تا کہ حج کا لطف دوبالا ہو جائے۔

یہ جواب سن کر حضرت قبلہ شاہ جمالؒ پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ (۱)

مدینۃ الرسول کے کانٹے:

غزالی زماں رازی دوراںؒ جب زیارت کے لیے گئے مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے جب سیدنا حضرت سلمان فارسی کے باغ میں حاضر ہوئے تو حضور سید عالم ﷺ کے مقدس ہاتھوں سے لگائے گئے کھجور کے پودے اکھڑے ہوئے اور جلے دیکھے سعودی حکومت نے اسے جلا دیا تھا کہ عشاق رسول ﷺ یہاں آ کر آخر تبرک اور برکت کیوں حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ بعد میں تو وہ جلی ہوئی جڑیں اور اس باغ کے آثار تک بلڈوزر کے ذریعے ختم کر دیئے گئے۔ بہر کیف اس تاریخی باغ کو اس حال میں دیکھ کر غزالی زماں رازی دوراںؒ کی طبیعت غیر ہو گئی یہاں پر ان کی بے خودی کا منظر عجیب وغریب تھا وہ ایسا منظر تھا نہ وہاں سے چلے جانے کو جی چاہتا تھا اور نہ ہلنے کو جی چاہتا تھا۔ تو صرف یہ کہ آفتاب جلد غروب نہ ہو تاکہ یہ محفل دیر تک رہے کسی نے غزالی زماں رازی دوراںؒ سے عرض کیا حضور آپ حرمین شریفین کی پہلی حاضری کا کوئی واقعہ یاد ہے۔ آپ مسکرائے فرمایا سبھی کچھ یاد ہے محبوب خدا کی نوازشات بھلا کب بھول سکتی ہیں۔ پھر فرمایا پہلی حاضری کے وقت باقاعدہ سڑکوں پر بسوں کاروں کی سہولت نہیں تھی قافلے مکے اور مدینے کے درمیان چلا کرتے تھے، اسی سفر میں میرے پاؤں میں کانٹے چبھ گئے جو سخت تکلیف دے رہے تھے میں انہیں نکالنے لگا تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکات کی سرزمین کے کانٹوں سے محبت یاد آ گئی تو میں نے وہ کانٹے اسی طرح رہنے دیئے۔ اگرچہ کئی دن تک تکلیف رہی مگر طبیعت نے اس راہ مقدس کے مبارک کانٹے جسم سے باہر نکال پھینکنے کی

اجازت نہ دی غزالی زماں رازی دوراںؒ ہر لحاظ سے مظہر اعلیٰ حضرت ہیں آپ نے فرمایا: (۲)

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں

دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں

بیٹے کی محبت قربان:

غزالی زماں رازی دوراںؒ اولاد سے اور دوست احباب سے بے پناہ محبت کرتے تھے مگر خدا اور رسول ﷺ کی محبت سب سے مقدم رکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک بار فریضہ حج ادا کرنے کے لیے جا رہے تھے کہ غزالی زماں رازی دوراںؒ کے بڑے صاحبزادے حضرت علامہ سید مظہر سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ کو بہاولپور میں شدید حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے صاحبزادہ صاحب کی حالت بالکل نازک ہو گئی اور حضرت صاحبزادہ صاحب کو سی ایم ایچ میں لا کر داخل کرا دیا زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے حالت اور بھی تشویش ناک صورت اختیار کر گئی تھی،

آپ نے بیٹے کی طرف دیکھا فرمایا بیٹا صبح گیارہ بجے میری فلائٹ ہے جہاں جا رہا ہوں دعاؤں کے لیے اس سے بہتر کوئی جگہ نہیں اور آپ حج پر روانہ ہو گئے دوسری صبح کے اخبار میں آپ کے پروگرام کی منسوخی کی خبر چھپ گئی جس پر آپ نے بے حد افسوس کا اظہار فرمایا۔ (۳)

حوالہ جات باب نمبر

ا یادوں کی کہکشاں از علامہ منظور احمد فیضی

ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۵

۲ سید کاظمی اور عشق رسول از علامہ ابوالنصر سید منظور احمد شاہ صاحب ساہیوال

ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۶

۳ حضور غزالی زماں کی یادیں از علامہ فیض احمد اویسی بہاولپور

ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۸

۴ مردمومن کا تصور اور علامہ کاظمیؒ از کریم سیتہ پوری

ماہنامہ السعید مارچ ۱۹۹۷ء

باب نمبر ۱۱

غزالی زماں دربارِ اعلیٰ حضرت میں

۱ مزار اعلیٰ حضرت پر تقریر اور
مفتی اعظم کی شفقت

۲ سند حدیث

۳ یوم رضا کی تقریبات میں شرکت

مزار اعلیٰ حضرت پر تقریر اور مفتی اعظم کی شفقت:

غزالی زماں رازی دوراںؒ کو سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی نوراللہ مرقدہ سے بڑی گہری محبت تھی بلکہ غزالی زماں رازی دوراںؒ مسلک اعلیٰ حضرت کے عظیم مبلغ تھے۔ بچپن میں قیام پاکستان سے قبل جبکہ غزالی زماں رازی دوراںؒ امروہہ میں ہی رونق افروز تھے اپنے مرشد برحق واستاد محترم حضرت علامہ السید الشاہ محمد خلیل کاظمی محدث امروہیؒ کے ہمراہ ایک بار امام اہلسنت مجدد دین ملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ کے عرس مبارک میں حاضر ہوئے اور خانقاہ عالیہ رضویہ کی بالائی منزل پر جلسہ تھا ہزاروں علماء و مشائخ اہلسنت تشریف لائے ہوئے تھے اور وقفہ وقفہ سے تقریر کر رہے تھے۔

شہزادہ اعلیٰ حضرت امام العلماء سیدنا حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرۃ العزیز اپنے کاشانہ اقدس کے باہر رضوی دارافتاء میں رونق افروز تھے۔ علامہ کاظمی صاحب کے خطاب کی باری آئی اور حضرت علامہ کاظمی نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے تجدیدی کارناموں پر فصیح و بلیغ اور جامع تقریر شروع فرمائی، دارالافتا میں تقریر کی آواز پہنچ رہی تھی شہزادہ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم نے اظہار مسرت کے ساتھ تقریر کی جامعیت اور قوت استدلال کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا امروہہ کے چھوٹے شاہ صاحب تقریر کر رہے ہیں ماشاءاللہ خوب فصاحت و بلاغت ہے بہت اچھا مطالعہ ہے اللہ برکت دے غزالی زماں رازی دوراںؒ مسلک اعلیٰ حضرت کے عظیم مبلغ تھے۔ (۱)

سند حدیث:

شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں فاضل بریلوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ بریلی شریف نے نہ صرف غزالی زماں رازی دوراںؒ کو سلسلہ قادریہ رضویہ کی اجازت عطا فرمائی تھی بلکہ سند حدیث شریف بھی عطا فرمائی تھی اور غزالی زماں رازی دوراںؒ کے عہد حیات میں مدرسہ انوار علوم سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کو جو سند دی جاتی اسمیں حضور سیدنا مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب اور حضور سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے توسط سے یہ سند شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ تک جاتی ہے ایسے بہت کم خوش نصیب لوگ ہیں جن کو سیدنا مفتی اعظم ہندؒ بیک وقت سلسلہ عالیہ کی اجازت اور حدیث پاک کی سند عطا فرمائی ہو۔ (۲)

یوم رضا کی تقریبات میں شرکت:

اعلیٰ حضرت سے عقیدت و محبت کا نداز اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں غزالی زماں رازی دوراںؒ کو یوم رضا کی تقریبات سے خاص شغف تھا۔ جب فیصل آباد میں بریلی شریف سے آکر محدث اعظم نے عرس قادری رضوی شروع کیا تو آپ وہاں عرس اعلیٰ حضرت میں شمولیت فرماتے رہے پھر ایک عرصہ دراز تک دارالعلوم امجدیہ کراچی میں عرس اعلیٰ حضرت کی تقریبات میں شرکت فرماتے رہے۔ اسی طرح نوری مسجد لاہور میں مرکزی مجلس رضا لاہور کے زیر اہتمام یوم رضا کی تقریب میں کئی سال تک مسلسل شرکت فرمائی۔

اعلیٰ حضرت کی عظمت اور علمی جلالت شان پر آپ کے روح پرور بیان نا قابل فراموش

و یادگار ہوتے تھے۔ یہ اعلیٰ حضرت کی عقیدت و محبت ہی کا کرشمہ تھا کہ غزالی زماں رازی دوراںؒ نے اپنے مدرسہ انوار العلوم میں ہر سال یوم وصال اعلیٰ حضرت کی تعطیل منظور کی ہوئی تھی اور کچھ عرصہ کے بعد آپ نے انوار العلوم میں یوم رضا کی تقریب کا بزم سعید کی طرف سے باقاعدہ انتظام فرمایا اور اب بھی جامعہ انوار العلوم میں یوم رضا کی بابرکت اور روحانی تقریب ہر سال باقاعدہ منعقد کی جاتی ہے۔ (۳)

حوالاجات

۱ تذکرہ کرم کاظمی از مولان حسن علی رضوی میلسی
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۷ء
۲ حضرت علامہ کاظمی کی اعلیٰ حضرت سے عقیدت و محبت از انوار احمد رضا مصطفوی
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۱ء
۳ حضرت علامہ کاظمی کی اعلیٰ حضرت سے عقیدت و محبت از انوار احمد رضا مصطفوی
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۱ء

تصویر

ایک مقام پر غزالی زماں رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذی روح کی تصویر بنانا اور اس کو فروخت کرنا بالکل ناجائز اور حرام ہے۔جب تصویر کا مسئلہ چلا تو فرمایا کسی ضرورت کی بنا پر حرام کو حلال نہیں کیا جاسکتا۔ (ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر 2002)

باب نمبر ۱۲

اولیاء کاملین سے عقیدت

حضرت داتا گنج بخش سے عقیدت:

غزالی زماں رازی دوراںؒ اولیاء اللہ سے بہت عقیدت و محبت رکھتے تھے، مرکز تجلیات حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپکو ہمیشہ خصوصی لگاؤ اور روحانی تعلق تھا اور یہ رابطہ اس وقت اور زیادہ گہرا ہو گیا جب آپ لاہور میں جامعہ نعمانیہ میں پڑھایا کرتے تھے۔ صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں خود اباجی قبلہ کے ساتھ شاہ پور شریف میں حضرت سلطان الاولیاء سلطان بالا دین ؒ کے بڑے صاحبزادے اویس بخش صاحب کی قل خوانی کی محفل میں حاضر تھا وہاں آپ نے دوران تقریر فرمایا، خدا کی قسم میں نے حضرت داتا صاحبؒ کو لپ بھر بھر کے فیض دیتے ہوئے دیکھا ہے، حضرت داتا صاحب علی ہجویری کے عرس مبارک میں بڑے اہتمام کے ساتھ حاضری دیا کرتے تھے۔ البتہ جس سال وصال ہوا اس سال حاضری نہ ہوئی اور صاحبزادہ صاحب مزید بیان فرماتے ہیں کہ فقیر کو یہ شرف حاصل ہے کہ اباجی حضور نے سند حدیث کی اجازت داتا صاحبؒ کی تربت پر انوار کے قدمین شریفین میں بیٹھ کر عطا فرمائی اور ایک دفعہ داتا صاحب کے عرس مبارک میں دوران تقریر داتا صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے جو کچھ ملا ہے یہاں سے ملا ہے۔ (۱)

حضرت شاہ عبدالعزیز بھٹائی کے مزار پر حاضری:

حضرت شاہ عبدلعزیز بھٹائیؒ کے مزار مبارک پر حاضری کا واقعہ صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی بیان فرماتے ہیں کہ اباحضور اپنی تقاریر میں بارہا اس طرح ارشاد

فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت شاہ عبد العزیز بھٹائی کے مزار پر حاضر ہوا تو وہاں وضو کرنے کے لیے ایک تالاب ہے اس کے کنارے پر بیٹھ کر وضو کیا ہاتھ میں انگوٹھی تھی وضو کرنے کے لیے وہ انگوٹھی اتار کر حوض کے کنارے پر رکھی اور وضو کر کے انگوٹھی کے بغیر فاتحہ پڑھنے دربار میں پہنچا بعد فاتحہ کے جب دعا کرنے کے لیے ہاتھ بلند کیے تو نگاہ انگلی پر پڑی انگوٹھی ندارد تو معاً خیال آیا کہ آج انگوٹھی تو گئی اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے قبر انور میں ایک بزرگ سفید رنگ کی چادر اوڑھے لیٹے ہیں، وہ اٹھ کر بیٹھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کاظمی صاحب آپ کی انگوٹھی کہیں نہیں گئی بلکہ آپ سے پچھلے آدمی کی اگلی جیب میں ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے فوراً مڑ کر دیکھا وہ تو میرے بھتیجے ضیاء المتین تھے میں نے ان سے کہا کہ میری انگوٹھی تو انھوں نے اپنی اگلی جیب سے نکال کر پیش کر دی۔ (۲)

سید معصوم شاہ کے مزار پر حاضری:

حضرت صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر کے ساتھ والی گلی میں مسجد کے بالکل سامنے حضرت معصوم شاہ صاحب کا مزار اقدس ہے ابا حضور کا یہ معمول تھا کہ جب بھی مسجد میں تشریف لے جاتے تو واپسی پر حضرت معصوم شاہؒ کے مزار پر فاتحہ ضرور پڑھا کرتے ایک روز فاتحہ پڑھنا بھول گئے اور گھر کی طرف مڑ گئے چند قدم ہی چلے تھے تو اچانک رکے اور واپس گئے، فاتحہ پڑھی پھر ارشاد فرمایا آج میں فاتحہ پڑھنا بھول گیا تھا تو حضرت نے مجھے بازو سے پکڑا اور فرمایا کہ آج فاتحہ پڑھے بغیر چلے جائیں گے۔ (۳)

بارگاہ غوثیت میں مقبولیت:

یہ اولیا سے عقیدت و محبت کا ثمر ہے حضرت سرکار غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدلقادر جیلانی کا کرم محبت و مودت سے اور روحانی تعلق سے خود حضرت مفتی احمد یار نعیمی بدایونیؒ کے اس خط سے ملاحظ فرمائیں، جو انہوں نے اس وقت لکھا جب وہ کسی مسئلے پر الجھے ہوئے تھے خط میں فرماتے ہیں ' حضرت علامہ کاظمی صاحب میں کسی مسئلے میں الجھا ہوا تھا تو حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ نے فرمایا اگر کسی مسئلے پر الجھاؤ پیدا ہو جائے تو ملتان میں میرے بیٹھے کاظمی کی طرف رجوع کرلیا کرو کہ وہ ضغیم اسلام (اسلام کا شیر) ہیں۔ پھر فرمایا کہ وہ (کاظمی صاحب) جو کتاب لکھ رہے ہیں مجھے بہت پسند ہے حضرت وہ کونسی کتاب ہے جس کی تعریف حضور غوث پاک نے کی؟ غزالی زماں رازی دوراںؒ اس وقت تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر تحریر فرمارہے تھے اور اس کتاب کے دیباچے میں آپؒ نے تحریر فرمایا ہے اس ناچیز تالیف کو سیدنا غوث الاعظم حضور سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی کی بارگاہ عظمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔ جن کی روحانی امداد و اعانت سے مجھ جیسے ہیچمدان کو اس کی ترتیب و تدوین کی توفیق حاصل ہوئی۔ آخری رمضان المبارک میں یہ معمول ہو گیا تھا کہ ہر روز بعد نماز عصر اولیاء ملتان کے مزارات کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے خصوصاً حضرت حافظ جمال اللہ ملتانیؒ کے مزار پر ضرور حاضری ہوتی یہ معمول اتنا پختہ ہو گیا تھا کہ بعد نماز عصر حضرت حافظ جمال اللہ ملتانی کے دروازے پر لوگ انتظار میں رہتے تھے کہ

جب غزالی زماں رازی دوراںؒ تشریف لائیں تو ہم بھی ان کے ساتھ مزار پر حاضری دیں گے اور دعا کروائیں گے۔ (۴)

ان واقعات سے ہم بخوبی اندازلگا سکتے ہیں کہ غزالی زماں رازی دوراںؒ کو اولیاء کرام سے کتنی محبت تھی!

حوالہ جات باب نمبر

۱ امام اہلسنت اور اولیاء کاملین از صاجبزادہ سید ارشد سعید کاظمی
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۷

۲ امام اہلسنت اور اولیاء کاملین از صاجبزادہ سید ارشد سعید کاظمی
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۷

۳ امام اہلسنت اور اولیاء کاملین از صاجبزادہ سید ارشد سعید کاظمی
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۷

۴ امام اہلسنت اور اولیاء کاملین از صاجبزادہ سید ارشد سعید کاظمی
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۷

باب نمبر ۱۳

سفر آخرت

۱ لوگ سمجھ نا سکے

۲ انتقال

۳ عقیدت مندوں کی جنازے میں شرکت کے لیے تگ و دو

۴ گھر سے جنازہ گاہ تک ایک نظر میں

۵ خوش قسمت زمین کا فیصلہ

لوگ سمجھ نہ سکے:

امام اہلسنت غزالی زماں رازی دوراںؒ نے اپنے وصال سے پہلے اشارۃً انتقال کی خبر دی اپکی زندگی کے آخری رمضان المبارک کی بات ہے کہ رمضان المبارک کے دوسرے تیسرے جمعہ کی بات ہے کہ دوران تقریر آپؒ نے فرمایا اب میری حالت تو آپ دیکھ رہے ہیں اس لیے آئندہ سے حامد میاں جمعہ کی تقریر کیا کریں گے اور مظہر میاں خطبہ دیں گے اور نماز پڑھایا کریں گے اور میں تو یہاں آپ کے پاس ہوا ہی کروں گا۔

آپ کی اس بات سے سامعین نے یہی مراد لیا کہ آپ اپنے ضعف اور بیماری کے باعث تقریر نہ کر پائیں گے اور نماز نہ پڑھائیں گے، ویسے تو تشریف فرما ہونگے لیکن جب آئندہ جمعہ آیا تو حضرت قبلہ صاجزادہ علامہ سید حامد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ نے تقریر کی اور حضرت قبلہ صاجزادہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی مدظلہ العالی نے خطبہ دیا اور امامت کرائی اور حضرت قبلہ غزالی زماں رازی دوراںؒ اپنے مزار شریف میں آرام فرما تھے تب لوگوں کو پتہ چلا کہ آپؒ کے فرمان کا صحیح مفہوم کیا تھا۔ (۱)

انتقال:

۲۵ رمضان المبارک بروز بدھ افطاری کے بعد آپؒ نے فرمایا مظہر میاں میرا وضو تو ہے لیکن ذرا وضو تازہ کرلیں پھر نماز مغرب ادا کریں گے حضرت قبلہ صاجزادہ صاحب نے سامنے سے برتن وغیرہ اٹھائے غسل خانہ کے لیے راستہ بنایا اور آپ کو سہارا دیکر اٹھنے میں مدد دینا چاہی اسی اثناء میں آپ پیچھے کی طرف زمین پر

تشریف لے آئے اور قبلہ صاحبزادہ صاحب نے سنبھالنا چاہا تو پتہ چلا کہ دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ فرما گئے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ گھبرا کر اندر بھاگے صاحبزادہ راشد میاں کو بطور خاص کیونکہ وہ ڈاکٹر بھی ہیں اور سب بھائیوں کو زور زور سے پکار کر بلایا اور صرف اتنا کہا ابا جی قبلہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ! ہم سب بھاگتے ہوئے وہاں پہنچے تو پتہ چلا کہ آپ تو سفر آخرت پر روانہ ہو چکے ہیں۔ (کیونکہ ایک مرتبہ ۱۹۸۵ء میں پہلے بھی ایک بار ایسا ہوا تھا اور پانچ منٹ کے بعد حضرت غزالی زماں رازی دوراں ؒ کی سانس بحال ہو گئی تھی اس لیے امید و وہم کے عالم میں صاحبزادہ راشد میاں نے سینے کی مالش کرنا شروع کر دی) چند منٹ گزرے ہوں گے کہ نشتر ہسپتال سے غالباً ڈاکٹر چیمہ صاحب آ گئے جو انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں حضرت قبلہ غزالی زماں رازی دوراں ؒ کی دیکھ بھال کرتے تھے۔

انہوں نے نبض دیکھی پلکیں اٹھا کر ٹارچ کی روشنی ڈالی اور بتایا کہ آپ دنیا سے رخصت ہو چکے۔ ڈاکٹر کی تصدیق کے بعد قیامت صغریٰ کا منظر تھا دیکھتے ہی دیکھتے جنگل کی آگ کی طرح یہ خبر پھیل گئی۔ صرف ملتان ہی میں نہیں بلکہ پاکستان کے تمام شہروں میں فوراً یہ خبر پہنچ گئی مساجد میں اعلانات ہو گئے کہ کل 5:00 بجے سپورٹس گراؤنڈ ملتان میں نماز جنازہ ہو گی۔

ہزاروں لوگ اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے اعتکاف کی پابندیاں توڑ کر عازم ملتان ہوئے شاید ان کا موقف یہ ہو بقول شاعر:

نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں   نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

عقیدت مندوں کی جنازے میں شرکت کے لیے تگ و دو:

اس طرح ان فدایان غزالی زماں کی تحقیق کے مطابق ولی اللہ کے جنازے میں شمولیت اعتکاف سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے اس طرح جس کو جو سواری بھی ملی اس پر سوار ہو کر ملتان کے لیے روانہ ہو گئے۔ اس رات اور صبح کو لاہور اور فیصل آباد وغیرہ سے ملتان کے سوا کسی جگہ کے لیے بسیں نہیں چلیں، کراچی میں اطلاع پہنچی تو کیونکہ رات کے 9:00 بج چکے تھے۔

کیونکہ ٹیلی ویژن پر رات 9:00 بجے اعلان ہوا اور آخری ٹرین جس پر سوار ہو کر جنازے میں شرکت ممکن تھی وہ خیبر میل تھی اور وہ بھی دس بجے چلتی ہے اور ظاہر ہے کہ اتنی جلد وہ ٹرین پکڑنا لوگوں کے لیے ممکن نہ تھا اس لیے کراچی سے صرف وہ لوگ جنازے میں شریک ہو سکے جنہیں صبح کی پرواز سے سیٹیں ملیں، ان میں قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی بھی تھے یا پھر چند احباب نے راتوں رات سواری کا انتظام کرنا چاہا اور جب کراچی سے اور کوئی صورت روانگی کی نہ پائی اور سوچا کہ صبح کی پرواز سے اتنے لوگوں کو سیٹ نہ مل سکے گی تو انہوں نے ٹرک کرائے پر لیا اور اس میں رات ہی کو سوار ہو لیے اور جنازے کے وقت ملتان پہنچ گئے۔

رمضان المبارک کی حدت اور سورج کی شدت کے باوجود ملتان کا ہر راستہ لوگوں کے ہجوم سے پر تھا۔ جو شاداب کالونی کے اس گھر کی طرف جا رہا تھا جہاں مردِ خدا وصال کے بعد لیٹا ہوا تھا شاداب کالونی کے اردگرد لاتعداد کاروں، سوزوکیوں، ویگنوں اور بسوں کے قافلے جمع ہو رہے تھے لوگ چلچلاتی دھوپ ہوا کی بندش اور روزے کی

شدت کے باوجود ڈیرے ڈالے بیٹھے تھے۔

غزالی زماں رازی دوراںؒ نے وصال کیا فرمایا پورے جہاں کو ہی مغموم کر گئے اور تقویٰ اور طہارت کا نگر لٹ گیا پوری قوم کے سر سے شفیق باپ کا سایہ اٹھ گیا لاکھوں لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے اور آنسوں کے موتی ہجر کی مالا پرو رہے تھے رونے والوں میں ماؤشما تو کیا پوری سنی قوم کے قائد شاہ احمد نورانی، پروفیسر شاہ فرید الحق، مولانا حسن حقانی، مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ، مولانا مفتی مختار احمد نعیمی، صاحبزادہ نور سلطان علامہ شبیر احمد ہاشمی کے علاوہ اس وقت کے پنجاب کے گورنر مخدوم سید سجاد حسین قریشی حضرت موسیٰ پاک شہد کے سجادہ نشین سید وجاہت حسین گیلانی، سابق وفاقی وزیر پٹرولیم حاجی محمد حنیف طیب سمیت متعدد وفاقی وصوبائی وزراء سیاسی پارٹیوں کے رہنما ملک بھر میں پھیلے ہوئے غزالیؒ زماں رازی دوراںؒ کے شاگرد و مریدین موجود تھے۔ جب شاداب کالونی حضرت کے گھر پر آخری دیدار کرنے والوں کا ہجوم اور اس قطار میں کھڑے ہوئے لوگ ایسے بلک بلک کر رو رہے تھے کہ ان کا غم دیکھ کر ایسے گمان ہوتا تھا شاید انہیں سب سے زیادہ غزالی زماں رازی دوراںؒ سے محبت ہے۔ (۳)

گھر سے جنازہ گاہ تک ایک نظر میں:

جب غزالی زماں رازی دوراںؒ کا جنازہ گھر سے اٹھایا گیا تو جنازے کے ہمراہ اس قدر لوگوں کا ہجوم تھا جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے، سارا راستہ لوگوں سے اتنا بھرا ہوا تھا کہ سانس لینا بھی دشوار تھا اور ہم یہ سمجھتے تھے کہ جنازہ میں شامل ہونے

والے لوگ ہمارے ساتھ چل رہے ہیں یہ تو وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ گراؤنڈ تو سارا پہلے ہی اس طرح بھرا ہوا ہے کہ اس میں اب مزید لوگوں کی بلکہ جنازہ رکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ جنازہ کے لیے لمبے لمبے بانسوں کا انتظام کیا گیا تھا مگر کثرت ازدھام کے باعث ہزاروں لوگ بانس کو بھی ہاتھ لگانے کی سعادت سے مشرف نہ ہو سکے، لاؤڈ سپیکر پر لوگوں سے کہا گیا کہ خدارا پیچھے چلے جائیں اور جنازے کے لیے جگہ بنا دیں لیکن لوگوں نے آکر بتایا کہ جناب والا گراؤنڈ اور گراؤنڈ کے باہر سڑک اور سڑک کے پار مسلم سکول کا گراؤنڈ بلکہ اس سے متصل سول لائنز کالج گراؤنڈ سب اس طرح بھرے ہوئے ہیں کہ صفیں بنانے کی گنجائش نہیں ہے مگر صفیں بنتی اور بگڑ جاتی ہیں لوگ صفیں بنائے بغیر قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہیں اور اس وقت تو اسی طرح نماز جنازہ ادا کی جا سکتی ہے کہ صفیں بنانے کے لیے چار گناہ زیادہ جگہ کی ضرورت ہے جو اپنی سواریوں پر آئے تھے دور دور تک ان کے لیے سواری کھڑی کرنے کی جگہ نہ تھی۔

ملتان کے معمر اور بزرگ صحافیوں نے کہا کہ اتنا بڑا اور عظیم الشان جنازہ آج تک پاکستان کی تاریخ میں کسی سیاسی یا مذہبی شخصیت کا نہیں ہوا اور اس کا صحیح طور پر فوٹو تو ہیلی کاپٹر سے اتارا جا سکتا ہے وہ اس لیے کہ ہم کتنی بلند و بالا عمارت پر کھڑے ہو جائیں سارا سپورٹس گراؤنڈ ہی صحیح طور پر کور نہیں کر سکتے تو وہ لوگ جو سڑک پر اور مسلم اور سول لائنز کالج کے گراؤنڈ میں کھڑے ہیں ان کی عکاسی کیسے ممکن ہو گی۔ بہت سے لوگ جو غزالی زماں رازی دوراںؒ کے مقام اور شان سے واقف نہ تھے ان کا کہنا ہے کہ ہمیں تو غزالی زماں رازی دوراںؒ کا جنازہ دیکھ کر پتہ چلا کہ وہ کس پائے کی شخصیت تھے، کاش ہمیں غزالی زماں رازی دوراںؒ کی زندگی میں اس حقیقت کا علم ہو جاتا جنازے

میں تمام مکاتب فکر کے لوگ شامل تھے ان کا کہنا تھا کہ غزالی زماں رازی دوراںؒ اتنی برگزیدہ اور پسندیدہ شخصیت تھے کہ ان سے علمی یا عقیدے کا اختلاف رکھنے کے باوجود ان کی عظمت اور بزرگی کا انکار ممکن نہیں۔

تجزیہ نگاروں کے مطابق ملتان کے قرب و جوار سے لوگ زیادہ تعداد میں جنازے میں شریک نہ ہو سکے اس کا سبب یہ تھا کہ صبح سے سڑک کے کنارے سواری کے انتظار میں کھڑے رہے شام تک جو سواری بھی گزری اس میں پاؤں لٹکانے کو بھی جگہ نہ پائی اور یوں وہ لوگ جو ملتان کے قریبی علاقوں میں رہتے تھے سواری نہ ملنے کے باعث ان میں سے اکثر اس سعادت سے محروم رہے۔

ادھر ملتان میں تمام کاروباری ادارے تمام پرئیویٹ اور گورنمنٹ کے دفاتر بند ہو گئے، سارے شہر میں سوگ اور ویرانی کا سماں تھا البتہ وہ راستے جو سپورٹس گراؤنڈ کی طرف آتے تھے ان پر لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ گویا ساری آبادی اس طرف اُمڈ آئی ہے۔

سپورٹس گراؤنڈ اس قدر وسیع و عریض ہے کہ بڑے بڑے سیاسی جلوسوں اور بڑی بڑی روحانی مذہبی شخصیات کے جنازوں کے موقع پر کبھی پورا نہ بھرتا تھا لیکن غزالی زماں رازی دوراںؒ کے جنازے کے موقع پر یہی گرونڈ اتنا کھچا کھچ بھرا ہوا تھا کہ اس کی وسعتیں تنگ دامنی کا شکوہ کرنے لگیں۔ ملتان کے مقامی اخبارات نوائے وقت، نوائے ملتان امروز کے خوبصورت ایڈیشن شائع کیے گئے جو لاکھوں لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچ چکے تھے اور پھر بھی ہزاروں لوگ ان سے محروم رہے۔

بہر حال کسی نہ کسی طرح جنازہ رکھا گیا غزالی زماں رازی دوراںؒ کے لیے حاجی محبوب صاحب الفلاح فرنیچر والے نے تابوت بنایا تھا، صبح ہی نماز فجر کے وقت صاحبزادہ

ڈاکٹر راشد میاں اور صاحبزادہ سید حامد میاں ان کے گھر گئے اور تابوت بنانے کے لیے کہا تھا چند گھنٹوں میں انہوں نے انتہائی نفیس اور عمدہ تابوت بنایا تھا، اسی تابوت کے ساتھ بانس باندھ دیئے گئے تھے تاکہ کندھا دینے کے خواہش مند حضرات کو آسانی ہو۔ نماز جنازہ پڑھانے کے لیے گھر میں تمام بھائیوں کے درمیان مشورہ ہوا، حضرت قبلہ قائد اہلسنت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی اور قبلہ دیوان سید ال مجتبیٰ اجمیری سجادہ نشین اجمیر شریف کے نام سرفہرست تھے۔

پاکستان کی تقریباً تمام قابل ذکر خانقاہوں کے سجادہ نشین اور اکابر علماء بھی جنازے میں شرکت کے لیے تشریف فرما تھے ایسے میں کسی ایک سے جنازہ پڑھانے کی درخواست کرکے دیگر حضرات کی دل آزاری کا باعث ہوسکتی تھی اس لیے سب بھائیوں نے اتفاق رائے سے سب سے بڑے بھائی حضرت قبلہ سید مظہر سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ سے کہا! کہ آپ ہمارے بڑے بھائی ہیں اباجی قبلہ کے سجادہ نشین ہیں اور شرعی طور پر یہ حق آپ کا ہے کہ نماز جنازہ پڑھائیں تو صاحبزادہ علامہ سید مظہر کاظمی نے جنازے کی امامت فرمائی جبکہ دعا قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی نے فرمائی۔ (۴)

خوش قسمت زمین کا فیصلہ:

اس سے پہلے تدفین کے لیے جگہ کے تعین کا مرحلہ درپیش تھا حضرت صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی فرماتے ہیں کہ اباجی قبلہ کے انتقال کے بعد کچھ دوستوں کا بلکہ بعض اہلخانہ کا یہ کہنا تھا کہ اباجی قبلہ کی آخری آرام گاہ رہائش گاہ سے متصل حضرت

سید معصوم شاہ صاحبؒ کے مزار مبارک کے احاطے میں ہونی چاہئے کیونکہ گھر سے قریب ہونے کے باعث ان کی خدمت میں حاضری تمام اہلخانہ کے لیے ہر وقت ممکن اور آسان تھی۔ اس وقت سب سے پہلے عید گاہ کے احاطے کے بارے میں مشورہ دینے بلکہ اصرار کرنے والے آپ کے نہایت ہی چہیتے مرید محترم حافظ عبدالواحد صاحب تھے ان کا مشورہ اور اصرار رنگ لایا اور تمام اہلخانہ متفق ہوئے کہ ابا جی قبلہ کا مزار عید گاہ کے احاطے میں بنے جہاں ابا جی قبلہ نے نصف صدی سے زیادہ دین کی تبلیغ کی ہے جمعہ عیدین کی امامت اور خطابت کے فرائض بغیر کسی دنیاوی لالچ کے مسلسل ادا کئے ہیں، حتیٰ کہ بہاولپور میں گیارہ سال قیام کے دوران اپنے خرچ پر بہاولپور سے ہر جمعہ و عید ملتان آکر پڑھائی ہے اور اس طرح ہر جمعہ و عید اپنے بچوں اور اہل خانہ میں گزارتے رہے۔

تدفین کی جگہ کا تعین ہونے کے بعد محترم جناب غلام قاسم خاکوانی میئر ملتان سے اجازت لی گئی کیونکہ عید گاہ کا انتظام و انصرام ملتان کارپوریشن کے ذمہ تھا۔ محترم جناب غلام قاسم خاکوانی صاحب نے حضرت قبلہ ابا جی کے انتقال پر ہماری دلجوئی اور تعزیت کرتے ہوئے شاہی عید گاہ میں تدفین کی اجازت دی۔ اب عرس مبارک کے موقع پر حافظ عبدالواحد صاحب کے لیے دل سے دعائیں نکلتی ہیں کہ اس موقع پر جتنا رش ہوتا ہے اب تو اس کے لیے شاہی عید گاہ بھی ناکافی معلوم ہوتی ہے۔ گھر کے قریب حضرت معصوم شاہ صاحبؒ کے مزار شریف کے احاطے میں یہ اہتمام تو قطعاً ناممکن ہو جاتا۔ بہرحال جب صاحبزادہ جانشین امام اہلسنت حضرت علامہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ نے نماز جنازہ پڑھائی جنازے کے شرکاء کی تعداد

اس جم غفیر اور آخری دیدار کے مشتاق افراد کی کثرت کے پیش نظر فوری طور پر تابوت اٹھا کر گاڑی میں رکھا گیا کہ اگر یہاں آخری زیارت کے لیے تابوت کھولا تو صبح یہیں ہو جائے گی اور کندھا دینے والوں کی خواہش کا احترام کیا تو کئی گھنٹے عید گاہ تک پہنچنے میں صرف ہو جائیں گے۔

چنانچہ تابوت فوراً گاڑی میں رکھ کر وہاں سے روانہ ہوئے اس میں بھی دشواری اور دقت پیش آئی مخدوم سجاد حسین قریشی گورنر پنجاب جو تابوت کے قریب ہی کھڑے تھے ہجوم میں بری طرح کچلے جانے لگے کہ پولیس کے سپاہیوں نے انہیں کندھے پر اٹھا کر دیوار کے اوپر سے دوسری طرف اتار دیا، گویا جنازے کے شرکاء اس وقت کسی عہدے اور منصب کی رعایت کے لیے تیار نہ تھے اور نہ ہی انہیں کسی اور طرف دیکھنے کا ہوش تھا جنازہ عید گاہ کی طرف گاڑی پر لے جانے کے باوجود گھنٹے بھر میں عید گاہ میں پہنچے تدفین کے دوران روزہ افطار کرنے کا وقت ہو گیا عید گاہ میں تدفین کے وقت بھی زائرین کا اس قدر ہجوم تھا کہ بطور خاص اہتمام کرنا پڑا کہ لوگوں کے زور سے لحد کی دیواریں نہ بیٹھ جائیں لہٰذا لوگوں کو دور رکھنے کے لیے باقاعدہ رضا کاروں کی ڈیوٹی لگائی گئی۔

شاہی عید گاہ میں غزالی زماں رازی دوراں ؒ کی آخری آرام گاہ کے لیے جگہ کے تعین میں اس بات کا بطور خاص خیال رکھا گیا کہ عیدین وغیرہ کے موقع پر نمازیوں کو جگہ کی کمی کا مسئلہ درپیش نہ ہو چنانچہ آپ کی لحد امام کی محراب سے مغرب کی طرف ہے کہ عیدین کے موقع پر مقتدیوں کی صفیں بہر حال امام سے پیچھے ہوتی ہیں ورنہ نماز نہیں ہوتی۔ اس طرح غزالی زماں رازی دوراں ؒ کے مزار کے باعث نمازیوں کی جگہ کی کمی

کی شکایت نہیں ہو سکتی رات کو تقریباً ساڑے نو بجے تک تدفین سے فراغت ہوئی یہ رمضان المبارک کی ۲۷ شب تھی اور صبح جمعتہ الوداع تھا۔ گویا قبر میں آنے والی پہلی شب شب قدر تھی اور پہلا دن جمعتہ الوداع۔ ایک صاحب دل نے کہا کہ آج بچے روتے ہیں کہ شفیق باپ کے سائے سے محروم ہو گئے مرید روتے ہیں کہ کامل مرشد دنیا سے رخصت ہوئے، شاگرد روتے ہیں کہ مہربان استاد دار فانی سے کوچ کر گئے، لیکن میں اس لیے روتا ہوں کہ آج علم یتیم ہو گیا۔

حوالہ جات

۱ فرحتوں کی اداس برکھا از صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۵ء

۲ امام اہلسنت کا سفر آخرت ۔ از ارشاد احمد فریدی
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۷ء

۳ امام اہلسنت کا سفر آخرت از ارشاد احمد فریدی
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۷ء

۴ امام اہلسنت کا سفر آخرت از ارشاد احمد فریدی
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۷ء

۵ امام اہلسنت کا سفر آخرت از ارشاد احمد فریدی
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۷ء

باب نمبر ۱۴

کراماتِ غزالی زماں

کرامات غزالی زماںؒ:

ہر ولی اور بزرگ کو کشف و کرامات کی نعمت عطا ہوتی ہے مگر اللہ کا ولی ہر وقت اس کا اظہار نہیں کرتا بلکہ حکمت خداوندی کے تحت بعض مواقع پر وہ اس کا اظہار کرتا ہے ایک مرتبہ غزالی زماں رازی دوراںؒ نے خود اس کے متعلق ارشاد فرمایا اللہ کا ولی اسے تنکے کے برابر بھی نہیں سمجھتا، اگر اللہ کا ولی روتا ہے تو اپنے خاتمہ بالخیر کے لیے روتا ہے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ غزالی زماں رازی دوراںؒ کشف کرامت کو اپنے لیے باعث فخر نہیں سمجھتے تھے آپ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ لوگوں کے کام سنوار کر بھی اپنی طرف منسوب نہیں فرماتے تھے۔ اس وقت غزالی زماں رازی دوراںؒ کی ولایت اور کشف و کرامات کا تذکرہ کرنا ضروری ہے۔

اس میں کوئی شک بھی نہیں کہ اولیاء کرام کی ولایت کا اصل اور بنیادی ثبوت شریعت اسلامیہ کی پابندی اور سنت رسول ﷺ کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگ لینا ہے اور نبی کے لیے معجزہ دلیل نبوت یقیناً ہوتا ہے لیکن ولی کے لیے کرامت دلیل ولایت نہیں ہوتی مگر جب کوئی شخص اپنی زندگی کو سنت کے مطابق بنالیتا ہے اور احکام شریعت کو ہرز جان بنالیتا ہے تو اس کے بعد کشف و کرامات اس کی ولایت کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔

غزالی زماں رازی دوراںؒ کی زندگی ایک صاف ستھری اور تقویٰ سے عبارت تھی آپؒ نے عمر بھر اسوہ رسول ﷺ کو مشعل راہ بنایا بلکہ اپنے تمام متعلقین کو اسی بات کی تلقین فرماتے رہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ صاحب کرامت ولی تھے بارگاہ ایزدی سے آپ کو کشف کی دولت مرحمت ہوئی تھی اور آپ کی دعائیں شرف قبولیت

حاصل کرتی تھیں اس سلسلے میں چند واقعات قارعین کی معلومات کے لیے پیش کیے جاتے ہیں:

عبداللہ بن ابی منافق کو کرتے نے فائدہ نہ دیا:

حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ بیان فرماتے ہیں کہ ۱۹۷۵ء میں جب میں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں دورہ حدیث کا طالب علم تھا، جامعہ نظامیہ کے سربراہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ نے درجہ حدیث کی کلاس کو ایک مطالعاتی دورہ پر مختلف مدارس اہلسنت میں بھیجا اس سلسلے میں ہماری جماعت بہاولپور سے ملتان پہنچی تو مرکزی دینی درسگاہ انوار العلوم میں غزالی زماں رازی دوراں" کی خدمت میں حاضری دی آپ کئی دنوں کی علالت کے بعد اسی دن جامعہ میں تشریف لائے تھے، نہایت شفقت بھرے انداز میں ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور علالت کے باوجود درس حدیث دیا اور فرمایا اگرچہ میری طبیعت ناساز ہے لیکن لاہور سے آتے والے ان بچوں کے لیے حدیث شریف پڑھاؤں گا، علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی فرماتے ہیں ہمارے ذہن میں ایک سوال تھا وہ یہ کہ سرکار دو عالم ﷺ سے جب عبداللہ بن ابیّ (منافق) کو اپنا کرتہ پہنایا اور لعاب مبارک لگایا تو اسے عذاب نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اساتذہ کرام سے اس سلسلے میں تسلی بخش جواب ملتے رہے لیکن خواہش تھی کہ غزالی زماں رازی دوراں" سے اس مسئلے کا حل معلوم کریں صحیح بخاری شریف کا درس ہو رہا تھا ہمارے ذہن میں یہ تھا لیکن کسی ساتھی نے سوال نہیں کیا۔ چنانچہ غزالی زماں رازی دوراں" نے ایک حدیث کے

ضمن میں خود ہی ارشاد فرمایا کہ موثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وہ جب چاہے کسی چیز کی تاثیر کو جاری کر دے اور جب چاہے روک دے جس طرح آگ کا کام جالانا ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو اللہ تعالیٰ نے آگ کی اس تاثیر کو روک دیا، اسی طرح جو چیز بھی حضور ﷺ کے جسم اطہر سے لگ جاتی تھی آگ کی یہ مجال نہ تھی کہ اسے جلا سکے لیکن عبداللہ بن ابیؒ چونکہ حضور ﷺ کا دشمن تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے آگ کی تاثیر اس تک پہنچائی کہ موثر حقیقی وہی ہے۔ اندازہ کیجئے ایک سوال دل میں ہے زبان پر نہیں لایا گیا لیکن آپ نے معلوم کر کے اس کا جواب بھی ارشاد فرما دیا۔

یقیناً یہ غزالی زماں رازی دوراںؒ کی ولایت کا ثمرہ تھا کہ کشف کے ذریعے دلوں کا حال ہی نہیں بلکہ ایک الجھن کو بھی دور کر دیا۔ (۱)

یہ بھیجا گیا ہے:

حضرت مولانا فتح محمد دین چشتی صاحب خطیب مسجد جنازگاہ نشاط روڈ ملتان خود بیان کرتے ہیں کہ میں بچپن میں پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کا مرید ہوا ابھی چھوٹا تھا کہ مدرسہ میں جانا شروع نہیں کیا تھا کہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کا وصال ہو گیا جب سن شعور کو پہنچا اور پڑھنے پڑھانے کا خیال آیا تو اتفاقاً دیوبندیوں کے پاس پڑھائی شروع کی تو مذہبی مسلکی اختلافات کا مجھے شعور نہیں تھا، چنانچہ مدرسہ خیر المدارس میں تعلیم حاصل کرتا تھا اور ایک مسجد میں پنجگانہ نماز پڑھاتا تھا میری مسجد والوں نے آپس

میں مشورہ کیا کہ گیارہویں شریف منائیں اور کسی کو تقریر کے لیے بلائیں مشورہ یہ طے ہوا کہ گیارہویں شریف پر غزالی زماں رازی دوراں" صاحب کو بلایا جائے جب میں نے یہ مشورہ مقتدیوں کا سنا تو دل میں بہت حسرت ہوئی کہ میرے استاد صاحب کو بھی بلانا چاہیے وہ اتنے بڑے عالم ہیں وہ آئیں گے تو عوام ان کے بہت قائل ہو نگے جب صبح کو مدرسہ خیر المدارس میں آیا تو استاد صاحب مولوی خیر محمد سے کہا کہ فلاں تاریخ کو میری مسجد میں گیارہویں شریف ہے، حضرت علامہ کاظمی صاحب کو مسجد والے بلا رہے ہیں وہ آئیں گے میری درخواست ہے کہ آپ بھی ضرور چلیں اس وقت تو استاد صاحب خاموش رہے مگر کچھ دیر کے بعد مجھے بلا کر سمجھایا کہ ہمارے علماء دیوبند کا متفقہ مسئلہ ہے کہ گیارویں حرام ہے یہ معاملہ میرے لئے پریشان کن تھا میں نے کہا کہ میرے پیر و مرشد تو گیارہویں مناتے تھے اب ان کے صاحبزادہ صاحب بھی مناتے ہیں اور بہت سے اکابر مناتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ حرام ہے۔ استاد صاحب نے کہا کہ نہیں گیارہویں حرام ہے۔ ہمارے علماء منع کرتے ہیں میں شام کو جب مسجد واپس آیا تو بڑی پریشانی اور کشمکش میں مبتلا تھا کہ کس کی مانیں استاد یوں کہتے ہیں اور پیر و مرشد یوں کہتے ہیں۔ یہ بھی سوچا کہ کسی طرح مقتدیوں کو وہ کہیں اور استاد صاحب کی بات کا بھرم رہ جائے۔ اس فکر میں رات کو سویا کچھ حصہ رات کا گزرا سردی کا موسم تھا کمرے میں سویا ہوا تھا کہ کسی نے کنڈا کھٹکھٹایا میں بیدار ہوا کسی نے آواز دی ذروازہ کھولو میں نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا گولڑہ شریف سے تیرے پاس آئے ہیں، کوئی بات کرنی ہے جب گولڑہ شریف کا نام سنا تو فوری دروازہ کھولا تو ایک بزرگ سفید لباس میں ملبوس نورانی چہرے والا اور ہاتھ میں تسبیح اندر تشریف لائے اور

بستر پر بیٹھ گئے اور فرمایا میرا نام مہر علی ہے میں تجھے یہ بات بتانے آیا ہوں کہ وہابیت سے توبہ کر لے کل سویرے مدرسہ انوار العلوم چلا جاوہاں سند الفضلا علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحبؒ ہمارے مسلک کے اس وقت کے علماء میں سے رہنما اور مقتدا ہیں ان کے پاس جا کر وہابیت سے توبہ کر اور انوار العلوم میں تعلیم حاصل کر و خیر المدارس کو چھوڑ دے تیرے اس استاد کا خاتمہ بالخیر نہیں ہوگا لہٰذا تو اس کا دامن چھوڑ دے اور یہ یادرکھنا کہ گیارہویں شریف جائز ہے اور ہمارے لیے گیارہویں شریف منانا اور حضور غوث پاک کی یاد تازہ رکھنا راہ نجات ہے اس کے بعد آپ چلے گئے صبح کو کتابیں لے کر انوار العلوم حاضر ہوا، الحمد اللہ غزالی زماں رازی دوراںؒ نے اپنے تلامذہ میں شامل فرمالیا اور میں نے وہابیت سے توبہ کی اس وقت آبادی زیادہ نہ تھی عام طور پر لوگ ایک دوسرے کو جانتے تھے جاننے والے لوگوں نے بہت کہا کہ حضور یہ وہابی ہے اسے مدرسہ میں داخل نہ کریں یہ تو خیر المدارس میں پڑھتا تھا غزالی زماں رازی دوراںؒ نے فرمایا یہ خود نہیں آیا بلکہ کسی کا بھیجا ہوا آیا ہے اس لیے اسے ضرور داخل کرنا ہے۔ (۲)

سوالات کے جوابات مل گئے:

گوجرانوالہ سے حضرت مولانا غلام فرید ہزاروی بیان فرماتے ہیں کہ میرے ذہن میں کچھ سوالات تھے جن کے جوابات حاصل کرنے کی مجھے جستجو تھی اور میں سخت پریشان تھا کیونکہ مناظرہ بریلی اور ہدایت ربانی وغیرہ کتابیں پڑھ لینے کے

باوجود ذہن مطمئین نہیں ہو رہا تھا۔ چنانچہ میں جامعہ اسلامیہ بہاولپور پہنچا۔ غزالی زماں رازی دوراںؒ اس وقت شجاع آباد جانے کے لیے تیار تھے مجھے فرمایا مولانا آپ بھی میرے ساتھ چلیں دراصل آپ کی دوررس نگاہیں میری قلبی حالت کو دیکھ چکی تھیں آپ نے ان دنوں اپنی کتاب التبشیر مکمل کی تھی چنانچہ ٹرین میں سوار ہوتے ہی کتاب کا مسودہ مجھے دیتے ہوئے فرمایا مولانا یہ مسودہ ٹرین میں جاتے جاتے ہی آپ پڑھ لیں میں نے جونہی التبشیر کا مسودہ پڑھنا شروع کیا مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے میں آپ کے سامنے ایک ایک سوال پیش کر رہا ہوں اور آپ اس کا تسلی بخش جواب عنایت فرماتے جا رہے ہیں مطالعہ کے بعد میں نے عرض کیا حضور میرے تمام سوالات کے جوابات مل گئے ہیں آپ مسکرائے اور مسودہ لیکر بیگ میں رکھ لیا۔ (۳)

ظلمت کے اندھیرے میں گرنے سے بال بال بچ گیا:

مولانا غلام فرید ہزاروی مزید بیان فرماتے ہیں ایک دفعہ ایک شیعہ عالم کی طرف سے ایسے سوالات سامنے آئے کہ میرا ذہن ماؤف ہو کر رہ گیا میں نے اکابر علماء سے رابطہ کیا لیکن مجھے خاطر خواہ جواب نہ مل سکا ایسے میں شیعہ عالم کو کیسے مطمئین کر سکتا تھا۔ چنانچہ میرے ایمان کی ناؤ ڈگمگانے لگی ممکن تھا کہ اپنے شعیہ ہونے کا اعلان کر دیتا لیکن حضرت غزالی زماں رازی دوراںؒ کی نسبت رنگ لائی کہ اچانک رات کو خواب میں آپ کا دیدار نصیب ہوا آپ فرما رہے تھے مولانا وہ کونسے سوالات ہیں جو تمھیں مسلک حق سے بغاوت پر اکسا رہے ہیں۔ میں نے خواب کی حالت میں

تمام سوالات گوش گزار کردیئے۔ آپ نے اتنے تسلی بخش جواب ارشاد فرمائے کہ میں ظلمت کے اندھیروں میں گرنے سے بال بال بچ گیا۔ (۴)

کل کا حاکم آج کا غلام:

جب حضرت غزالی زماں رازی دوراںؒ جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں پڑھاتے تھے تو ان دنوں سید حامد حسن بلگرامی جامعہ اسلامیہ کے نگران اعلیٰ تھے جسے آج کل (وائس چانسلر) کہتے ہیں بن کر آئے انھوں نے ایک تفسیر بھی لکھی ہے خاصے ذہین آدمی ہیں جامعہ اسلامیہ سے آپ کے فارغ ہونے کے بعد وہ کہیں اور چلے گئے۔

غزالی زماں رازی دوراںؒ کی ظاہری حیات کے آخری ایام میں وہ عرب شریف میں کسی سلسلے میں مقیم ہو گئے کسی سے بیعت نہیں ہوئے تھے بار بار روضہ شریف پر عرض کرتے اور پیر کے لیے درخواست کرتے آخر قسمت جاگ اٹھی خواب میں رسول ﷺ نے شرف زیارت بخشا اور ارشاد فرمایا کاظمی کے مرید بن جاؤ وہ عرب شریف سے دوڑے اور ملتان آکر قدموں میں گرے اور کل کا حاکم آج کا خادم بن گیا۔ (۵)

خراش تک نہ آئی:

یہ بات ہائی کورٹ کے ایڈوکیٹ تابش صمدانی صاحب نے بتائی کہ نومبر دسمبر ۱۹۸۶ء کے دن تھے چند عناصر نے مزار کی تعمیر رکوانے کے لیے حکم امتناعی لے

رکھا تھا میں بھی اس کیس کی پیروی کر رہا تھا ۱۱ بجے کے قریب میں مزار مقدس پر آیا تو ایک جیپ کو مزار مقدس کے بالکل قریب کھڑے دیکھا حالانکہ اسے گیٹ کے قریب ہونا چاہئے تھا ایک زائر مزار کے قریبی گراؤنڈ میں سو رہا تھا جیپ جب واپس مڑی تو ڈرائیور نے سوئے ہوئے زائر کو نہ دیکھا اور اپنی لگن میں گاڑی بیک کرنے لگا اسے خبردار کرنے کے لیے لوگوں نے شور مچایا مگر گاڑی اس وقت رکی جب اس کا ایک پہیہ سوئے ہوئے زائر کے اوپر سے گزر چکا تھا کئی لوگ بھاگ بھاگ کر اس کے قریب پہنچے ان کے خیال میں زائر کا جسم کچلا جا چکا ہوگا لیکن صاحب مزار کے صدقے خدا کی قدرت ملاحظہ ہو کہ اس شخص کے جسم پر خراش تک نہ آئی اور وہ کپڑے جھاڑتا ہوا جیپ کے نیچے سے باہر نکل آیا۔ (۶)

دعا کا اثر:

مولانا محمد اسماعیل سعیدی فروزہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک قریبی رشتہ دار بدقسمتی سے افیون کا عادی ہو گیا تھا اور روزانہ کافی مقدار میں افیون کا استعمال کرتا تھا اس کے اس عمل سے رشتہ دار اور گھر والے بہت پریشان تھے اور میں بھی بہت پریشان تھا بارہا اس کو اس کام سے روکا گیا لیکن وہ اس کام سے باز آنے کا نام ہی نہ لیتا تھا آخر میں تنگ آ کر حضور غزالی زماں کی خدمت میں عرض کر دی اس وقت میں مدرسہ غوثیہ کروڑ پکا میں کتابیں پڑھ رہا تھا حضرت غزالی زماںؒ نے جب مجھ سے یہ بات سنی تو آپ پریشان ہوئے اور کافی دیر اس شخص کے حق میں دعا کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نشے کی لعنت سے نجات عطا فرمائے۔ حضرت غزالی زماںؒ سے دعا کرانے کے

بعد جب میں گھر پہنچا اور اس شخص سے میں نے کہا کہ اب تو میں نے غزالی زماںؒ سے آپ کے لیے دعا کروائی ہے تو اس شخص نے اسی وقت سے نشہ سے توبہ کی بہت بیمار ہوا ہڈیوں کا ڈھانچہ باقی رہ گیا لیکن اس نے نشہ کو ہاتھ نہیں لگایا۔ بعد میں وہ تندرست ہو گیا اور باقی تمام عمر نشے کی لعنت سے محفوظ رہا داڑھی رکھ لی اور نیکی کی طرف مائل ہو گیا ۔اب وہ فوت ہو گیا ہے(۷)

سچ ہے کہ:

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی

بدلتی ہوئی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

بچی کے پیٹ میں سوئی:

جناب ممتاز احمد طاہر صاحب چیف ایڈیٹر روزنامہ آفتاب ملتان لاہور فرماتے ہیں ملتان میں میرے ایک قریبی دوست ہیں جن کا نام محمد عاشق ہے اور وہ آٹو موبائل کی دوکان کرتے ہیں ایک دفعہ ان کی بچی نے منہ میں سوئی رکھی جو بدقسمتی سے گلے سے ہوتی ہوئی معدے میں پہنچ گئی بچی کے پیٹ میں شدید درد ہوا اسے فوراً ہسپتال لے گئے وہاں ڈکٹروں نے کم وبیش سولہ ایکسرے کیے مگر ہر ایکسرے میں سوئی اپنی جگہ سے حرکت کر جاتی تھی کبھی دائیں آ جاتی کبھی بائیں طرف بلاخر انھوں نے جواب دے دیا کہ اس کا اپریشن کس کس جگہ سے کریں کیونکہ سوئی کسی ایک جگہ ٹھرتی نہیں ہے اس بات سے محمد عاشق بہت پریشان اور مایوس ہو گیا اور مجھے کہنے لگا کہ اب صرف ایک ہی راستہ ہے کہ کسی اللہ والے سے دعا کرائی جائے میں فوراً انہیں اپنے

ساتھ لے کر حضرت غزالی زماںؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ بیان کیا غزالی زماںؒ نے فرمایا کسی ڈاکٹر کو دیکھاؤ میں نے عرض کیا حضور سب ڈاکٹروں سے مایوس ہو چکا ہوں اب میری امیدوں کا آخری مرکز آپ ہی کی دعائیں ہیں یہ سن کر حضرت غزالی زماںؒ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے آپ کی انکھوں میں آنسو تھے اور آپ بار بار آسمان کی طرف نظرین اٹھا اٹھا کے دیکھتے تھے دعا سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا میں نے اپنا کام کر دیا ہے اب وہ یعنی اللہ تعالیٰ اپنا کام کریگا ہم اجازت لے کر گھر واپس آئے تو دیکھا بچی کو بالکل سکون ہے اور وہ سو رہی ہے۔ ڈاکٹروں کو اس بات کا علم ہوا تو وہ بہت حیران ہوئے بار بار ایکسرے لیے لیکن سوئی کا کہیں نام ونشان تک نہ ملا اس کے بعد بچی کو آج تک کبھی تکلیف بھی نہیں ہوئی۔ (۸)

تمنا درد دل گر ہو تو خدمت کر فقیروں کی

قضاء کو روک دیتی ہے دعا روشن ضمیروں کی

شفامل گئی:

خورشید ملت حضرت مولانا خورشید۔ احمد فیضیؒ کے ایک نعت خواں جو کہ حضرت غزالی زماں رازی دوراںؒ کے مرید تھے جن کا نام محمد سلطان وارن ہے ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے ان کا گھر اوچ شریف کے نزدیک ہے ان کو عزیز رشتہ دار بغرض علاج ہسپتال لے گئے ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کو کولنج ہے اور اس کا اپریشن کریں گے مگر اس کا بچنا مشکل ہے۔

چنانچہ سلطان وارن نے اپنے ورثا کو کہا کے مجھے گھر لے چلو میں اپریشن نہیں کرواتا

جب ورثا گھر لے گئے تو سلطان صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے مرشد کریم کو پکارا کہ حضرت میرا آخری وقت ہے اگر آج میری مدد نہ فرمائیں گے تو پھر کب مدد کریں گے اسی اثناء میں مجھ پر غشی تاری ہوگئی اور فوراً نیند آ گئی میں دیکھتا ہوں کہ میں ایک قبرستان میں کھڑا ہوں اور حضور غزالی زماں رازی دوراںؒ قبروں پر پانی چھڑک رہے ہیں اور مجھے فرماتے ہیں اے سلطان ان کی زیارت کرو میں نے دیکھا تو قبر سے باہر ایک سبز عمامے والے نورانی چہرہ والے بزرگ تشریف فرما تھے میں نے ان کی زیارت کی پھر حضرت غزالی زماں رازی دوراںؒ نے فرمایا سلطان تم نے حضرت کو پہچانا ہے میں نے عرض کی حضرت نہیں ۔ فرمایا یہ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی ہیں پھر میں نے عرض کی حضور مجھ کو ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دیا ہے اور شدید تکلیف میں ہوں کرم فرمائیں آپ نے فرمایا ارے تمھیں کچھ نہیں ہے اور پانی مجھ پر بھی اپنے مبارک ہاتھ سے پھینکا تو میں فوراً بیدار ہو گیا پھر نہ درد تھا نہ بیماری اور یہ سلطان وارن بڑی مدت تک زندہ رہا اور حضرت خورشید ملت کے ساتھ نعتیں پڑھتا رہا۔ (۹)

اتنا بڑا گھرانا:

مولانا اللہ وسایا سعیدی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت غزالی زماں رازی دوراںؒ کے اہل خانہ میں سے کچھ افراد حضرت صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی مدظلہ العالی کے لیے رشتہ تلاش کرنے کی غرض سے بہاولپور تشریف لائے حضرت غزالی زماں رازی دوراںؒ کے پانچویں فرزند صاحبزادہ سید راشد سعید کاظمی بھی اس قافلے

کے ساتھ تھے بہت سے احباب کے ہاں جانا ہوا اور رات کافی گزر گئی بندہ نے اپنے یہاں قیام کی درخواست کی گھر والوں نے کہا ہمیں ابا جی قبلہ کا حکم ہے کہ تم نے ہر صورت واپس آنا ہے اس لیے ہم بہر حال واپس جائیں گے۔ سردی کا موسم تھا صاحبزادہ راشد سعید کاظمی صاحب کے پاس سردی سے بچاؤ کے لیے کوئی چادر اور جرسی وغیرہ بھی موجود نہ تھی کیونکہ پروگرام کے مطابق انھیں دن ہی دن میں ملتان شریف واپس چلے جانا تھا بندہ کے پاس ایک سادہ سی گرم چادر تھی وہی ان کو پیش کر دی اور یہ قافلہ ملتان شریف روانہ ہو گیا مجھے فکر دامن گیر ہوئی کہ حضرت غزالی زماں رازی دوراںؒ کا اتنا بڑا گھرانا ہے اور آنے جانے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے میری چادر کا وہاں گم ہو جانا یقینی امر ہے اس لیے میں چادر کی طرف سے نا امید ہو گیا اچانک غزالی زماں رازی دوراںؒ کے بیمار ہونے اور ہسپتال میں داخل ہونے کی اطلاع ملی میں بھی عیادت کے لیے ہسپتال حاضر ہوا اور قدم بوسی کی سعادت حاصل کی چونکہ آپ کو بہت زیادہ تکلیف تھی اس لیے ڈاکٹروں نے بات چیت سے منع کر دیا تھا ان ہدایات کے پیش نظر میں نے وہاں ٹھہرے بغیر اجازت لے لی ابھی چند قدم ہی چلا تھا کہ حضرت نے ہاتھ کے اشارے سے واپس بلا لیا اور اپنے سرہانے کے نیچے سے کوئی چیز نکالی اور فرمایا یہ تمھاری چادر ہے جو راشد میاں بہاولپور سے لے آئے تھے میں نے سنبھال کر رکھی تھی جب یہ لوگ مجھے ہسپتال لانے لگے تو میں نے تمھاری چادر بھی ساتھ لے لی کہ اتنا بڑا گھر ہے تمھاری چادر کہیں گم نہ ہو جائے میں نے بڑی ندامت کے ساتھ آپ کے ہاتھوں سے چادر لے لی وہ چادر اب تک بندہ کے پاس موجود ہے۔ (۱۰)

حوالہ جات

۱ ایک ولی کامل از مولانا محمد صدیق ہزاروی جامعہ نظامیہ لاہور
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۶ء
۲ کرامات کاظمی از مولانا محمد شفیع سعیدی
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۹ء
۳ یادوں کی کہکشاں از مفتی غلام مصطفیٰ رضوی ملتان
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۸ء
۴ یادوں کی کہکشاں از مفتی غلام مصطفیٰ رضوی ملتان
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۸ء
۵ یادوں کی کہکشاں از مفتی غلام مصطفیٰ رضوی ملتان
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۸ء
۶ قدم قدم پہ روشنی از مفتی محمد اقبال سعیدی ملتان
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۹ء
۷ مہکتی یادیں از مولانا حافظ محمد اسماعیل سعیدی فیروزہ
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۱ء دسمبر
۸ چند یادگار ملاقاتیں از ممتاز احمد طاہر
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۱ء دسمبر
۹ خوشگوار ساعتوں کی حسین یادیں از صاحبزادہ فضل احمد فیضی ظاہر پیر
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۲ء
۱۰ میری زندگی کے انمول دن از مولانا اللہ وسایا سعیدی بہاولپور
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۰ء

خدمات

غزالی زماں رحمتہ اللہ علیہ نے جہاد کشمیر، دستور سازی، تحریک نظام مصطفیٰ، تبلیغ دین، اشاعت اسلام اور سیلاب زدگان کی امداد واعانت میں بھرپور حصہ لیا 1965ء کی جنگ کے بعد ملکی دفاع کے لئے مدرسے کے کارکنوں نے عطیات وصول کر کے انتظامیہ کے حوالے کئے آپ مرکزی زکوٰۃ کونسل اور اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن بھی رہے آپ کو وفاقی شرعی عدالت میں جج کے عہدے کی پیشکش کی گئی مگر آپ نے قبول نہ کیا آپ کے انکار کے بعد آپ کے فاضل شاگرد علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری جج کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے (ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر 2001ء)

باب نمبر ۱۵

پیغامات امام اہلسنت

۱ پیغام امام اہلسنت

۲ علماء کرام کے نام پیغام

۳ مشائخ کرام کے نام پیغام

۴ عوام اہلسنت کے نام پیغام

۵ اہل ثروت اور مخیر حضرات
کے نام پیغام

۶ طلباء کے نام پیغام

۷ اساتذہ کے نام پیغام

پیغامات امام اہلسنت:

آیئے آپ کی ہدایت اور مکتوبات کی روشنی میں جائزہ لیں اور بار بار پڑھیں اور دیکھیں کہ کس حد تک عوام اہلسنت علماء اہلسنت مشائخ اہلسنت طلباء اور اساتذہ کرام سے آپ کو کتنی محبت تھی اور کس طرح ہر طبقہ کی رہنمائی فرمائی۔

علماء کرام کے نام پیغام:

ملت کی تعمیر اور قوم کی فلاح و بہبود کے ضمن میں موجودہ دور کے تغیرات ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم پوری علمی بصیرت سے حالات کا تجزیہ کریں حال و مستقبل کے تقاضوں کو سمجھیں اور ان کو پورا کرنے کی جدوجہد کریں علماء اہلسنت کی خدمت میں مخلصانہ گزارش ہے کہ وہ علماء سلف کی سیرت کو سامنے رکھیں اور دیکھیں کہ کس طرح علماء سابقین نے دینوی شہرت اور مال کے طمع سے بالاتر ہو کر علم دین کی خدمت سر انجام دی کسی نے تجارت کر کے روزی کمائی کسی نے کمبل بنا کر کسی نے مٹی کے برتن تیار کر کے کسی نے سرکہ بیچ کر اور بعض نے جوتے سی کر اپنا پیٹ پالا اور بے لوث ہو کر علم کو پھیلایا اور دین کی نشر و اشاعت کی اس دور میں ان حضرات کی مثال نہیں ملتی تاہم یہ ضروری ہے کہ ہر عالم دین اپنے دل میں خوف وخشیت الہیہ پیدا کرے اور ذاتی دینوی مفادات سے بے نیاز ہو کر تعلیم دین کے فرائض سرانجام دے سورہ فاطر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا انما یخش اللہ من عبادہ العلماء۔ ترجمہ: بے شک علم والے اللہ سے ڈرتے ہیں۔ اور صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے انا علمکم باللہ واخشیکم منل ۔حسد اور باہمی منافرت علماء کے طبقے میں سب سے زیادہ

پائی جاتی ہے۔ یہی اختراق امت کا سب سے بڑا سبب ہے جس کی بنیاد انانیت ہے علماء اہلسنت ان اولیاء کرام کے مشن کو قوم کے سامنے رکھنے کے مدعی ہیں جنہوں نے انانیت کو فنا کر دیا تھا ایسی صورت میں ان پر لازم ہے کہ وہ اپنی انانیت کو فنا کر کے آپس میں کمال محبت واخلاص کا جذبہ پیدا کریں۔

مشائخ کرام کے نام پیغام:

حضرات مشائخ کرام جن اولیاء کرام کے سجادہ نشین ہیں ان کے فقر و زہد علم و معرفت تقوائی وطہارت عبادت وریاضت روحانیت اور خدمت خلق کو اپنائیں اس کے بغیر اولیاء کرام کی نیابت اور ان کی سجادگی کا کوئی تصور پیدا نہیں ہوسکتا۔ سجادگان کرام مال و دولت اور دنیاوی عزت کو اپنے عظیم مقصد کا بنیادی نقطہ نہ سمجھیں اپنے اسلام کو دیکھیں ان کے پاس علم و معرفت اور زہد و تقوائی کی دولت کے سوا کیا تھا ۔تاریخ شاہد ہے کہ امرا وسلاطین زمانہ ان کی غلامی کو اپنے لیئے باعث عز وشرف سمجھتے تھے۔آپ حضرات کو بھی انہی کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔

عوام اہلسنت کے نام پیغام:

برادران اہلسنت اس وقت تک جن مسائل اور الام میں آپ مبتلا ہیں آپ پر یہ امر بخوبی روشن اور واضح ہو چکا ہوگا کہ غفلت کا کیا نتیجہ ہوتا ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ ملک بھر میں ہر مسلک وخیال کے لوگ اپنے اپنے مسالک کی حفاظت کے لیے ہر قسم کی قربانی دے رہے ہیں ایک ہم ہیں کہ سستی وغفلت اور انتشار واختراق کے عالم میں پڑے ہوئے ہیں اور اپنے مسلک و مذہب کو محفوظ رکھنے کی قوت رکھتے ہیں اور نا

اپنے مسلک وملت کی کوئی ٹھوس خدمت انجام دینے کے قابل ہیں خدارا ہوش میں آیئے اور اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ ہماری اجتماعی قوت اور مستحکم تنظیم ہمارے تحفظ وبقاوعزت ووقار کے لیے ریڑھ کی ہڈی کا حکم رکھتی ہے۔

یقین کیجیے ہم اپ کوفلاح ونجات کی طرف بلا رہے ہیں، ہمارا درد بھرا پیغام لیجیے اور ملک کے گوشے گوشے میں ایک ایک سنی تک پہنچادیجیے۔ (۲)

اہل ثروت اور مخیّر حضرات کے نام پیغام:

اہل ثروت وتاجروں، زمین داروں، امیروں اور تمام مخیّر حضرات اہلسنت کا فرض ہے کہ وہ تمام تعمیری کاموں میں مخلصانہ طور پر بھرپور مالی تعاون فرمائیں۔ کیونکہ اس کے بغیر جماعت کے کام پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتے۔

طلباء کے نام پیغام:

میں اپنے اہلسنت عزیز طلباء کونہیں بھول سکتا، میں سمجھتا ہوں کہ طلباء پوری قوم کا متاع عزیز ہیں، ان کے لیے میرا پیغام یہ ہے کہ وہ بے سود ہنگامہ ارائی سے بچیں، تعلیم کی طرف توجہ دیں علم وعمل کے میدان میں زبان سے زیادہ قلم میں زور پیدا کریں۔ مسلک کی بنیاد پر اپنی تنظیم، انجمن طلباء اسلام کا دائرہ وسیع کریں، متحد و منظم رہ کر اسے بہت زیادہ مستحکم کریں۔

اساتذہ کرام کے نام پیغام:

اساتذہ کرام معاشرے کا قابل قدر واحترام طبقہ ہے آپ کے ہاتھوں میں نسل نو کی تربیت واصلاح کا کام سونپا گیا ہے اس پر دیانت داری اور فرض شناسی

سے عمل پیرا ہوتے ہوئے نوجوان نسل کی صحیح تربیت کیجیے۔
سکول و کالج و یونیورسٹی کی سطح تک انجمن اساتذہ کی تنظیم کو مضبوط و مستحکم بنائیے، ملک و ملت کی خدمت کا آپ کے لیے اعلیٰ وارفع ذریعہ ہے۔

حوالہ جات

۱ علما کرام کے نام پیغام
۲ علما کرام کے نام پیغام
۳ اہل ثروت اور مخیّر حضرات کے نام پیغام
۴ طلباء کے نام
۵ اساتذہ کرام کے نام پیغام
۶ عوام اہلسنت کے نام پیغام
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر

باب نمبر ۱۲

خطاب غزالی زماں

تقریر غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ:

برموقع آخری عرس مبارک ۱۴۰۵ ہجری ۴ شوال المکرم

محترم حضرات، برادران، طریقت، عزیزان اہلسنت چند کلمات عرض کرونگا یہ مبارک موقع ہے میرے مرشد کریم استاذ مکرم، برادر معظم آقائے نعمت ولی دولت، سیدی، سندی مولائی حضرت علامہ مولانا الشاہ محمد خلیل کاظمی محدث امروہویؒ کا عرس مبارک ہے میں یہ سمجھتا ہوں جس محبت وعقیدت سے آپ تشریف لائے ہیں انشاء اللہ میرے مرشد کریم آپ کو خالی واپس نہیں بھیجیں گے آپ یقین فرمائیں۔

نسبت:

میں اس قابل نہیں ہوں میں کچھ نہیں ہوں لیکن میری نسبت ایسی جگہ ہے جہاں سے کوئی بھی خالی نہیں جائے گا۔ انشاء اللہ آپ خالی نہیں جائیں گے۔ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس مرکز فیوض، منبع برکات سے ہماری وابستگی برقرار رکھے۔ میں سچ کہتا ہوں نسبت بڑی چیز ہے اندر کی قابلیت اور خوبی سب نسبت کی وجہ سے ہے۔ میں آپ سے قرآن کریم کی روشنی میں پوچھتا ہوں یہ حقیقت قرآن میں نہیں کہ اصحاب کہف کا کتا ان کے پیچھے لگ گیا یہ انتہائی حقیر جانور ہوتا ہے۔ لوگ اسے پسند نہیں کرتے باوجود اس کے کہ لوگ اسے کتا کہتے ہیں، لیکن اصحاب کہف سے وابستہ ہوگیا۔ ایمان سے کہو جنتی ہے یا نہیں۔

مگر بات کیا ہے بات فقط اتنی ہے کہ اس میں کچھ ہو یا نہ ہو مگر جس سے نسبت ہے وہاں سب کچھ ہے۔ میرے پیارے بزرگو! اور محترم عزیزو! یہ کمال کتے میں نہیں تھا

نہ اس میں علم تھا نہ عمل تھا نہ زہد تھا نہ تقویٰ تھا اس نے کوئی خوبی علمی وعملی اپنے اندر پیدا نہیں کی تھی لیکن ایک خوبی تھی جس کا پیچھا پکڑا اسے چھوڑا نہیں نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اصحاب کہف کا ساتھی بنا دیا آج تک وہ اسی در پر ہے اصحاب کہف کے در پر ہے اس نے اس در کو چھوڑا نہیں ۔ دعا کریں کچھ رہے نہ رہے مگر یہ نسبتیں نہ چھوٹیں۔

میرے بھائیو! اور محترم دوستو! میں اور کچھ نہیں کہتا، اصحاب کہف کے کتے میں کوئی علم وعمل نہیں تھا، آپ نے (یہاں پر اپنے انتہائی عاجزی وانکساری، کسر نفسی کے کلمات فرمائے، راقم کے قلم کو لکھنے کی جرات ہے نہ ہمت) خدا کرے کہ یہ نسبتیں قائم رہیں اور میرے شیخ کریم کا در مجھ سے نہ چھوٹے اور آپ کی وابستگی میرے ساتھ یہ میری ذات سے نہیں ہے بلکہ میرے مرشد کریم سے ہے۔ انشاء اللہ، انشاء اللہ، انشاء اللہ آپ کبھی خالی نہیں جائیں گے، کبھی خالی نہیں جائیں گے، کبھی خالی نہیں جائیں گے۔

نعمت خداوندی اور شکرانے کی پابندی:

میرے بزرگو! اور دوستوں! الحمد اللہ کہ ہم انسان ہیں اللہ تعالیٰ نے ہم کو انسان ہونے کی عزت عزمت بخشی ہے اس لیے ہمیں اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کرنا ہے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکریہ کیسے منایا جائیگا اس نے ہمیں انسان بنایا۔ انسان بنا کر سید عالم رحمت مجسم تاجدارِ مدنی جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن رحمت سے وابستہ فرما دیا۔ یہ وابستگی خدا کی قسم ایسی ہے کہ ہر علم سے زیادہ

ہےاور ہر عمل سے زیادہ ہےاور ہماری یہ وابستگی حضور ﷺ کے ساتھ ان ہی بزرگوں کے ذریعے سے منسلک ہے۔ ہمارے مرشدوں کے ذریعے سے ہمارے مشائخ کے ذریعے سے ہے ہمارے ان سلسلہ عالیہ کے ذریعے سے ہےتو میں عرض کرتا ہوں ہم ان سلسلوں سے وبستہ ہیں اسی لیے ہم انشا اللہ، انشا اللہ ، انشا اللہ کبھی بھی ناکام نہیں ہو سکتے اب ہمارے شکریہ ادا کرنے کی یہی صورت ہے کہ ہم وہ عمل وہ طریقے وہ دور اختیار کریں جس سے ہم ان بارگاہوں سے دھتکارے نہ جائیں کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے یہ حضرات ہم کو دھتکار دیں۔ہمیں اللہ تعالیٰ راہ راست پر چلائے۔

نماز روزہ:

ہم سب اس بات کا عہد کریں کہ اگر کسی میں نماز کی کوتاہی ہےتو اس کوتاہی کو دور کرے اور پانچ وقت کا نمازی ہونا ہر مسلمان کا فرض ہے سنی کے لیے فرض ہے۔ میں سب پیر بھائیوں سے کہتا ہوں کہ وہ پانچ وقت کی نماز کی پابندی کریں اور روزے رکھیں۔ الحمد اللہ اس فقیر نے اب تک اپنے مرشد کریم شیخ کامل کی برکت سے اس قابل تو نہ تھا لیکن ہر سال پورے رمضان کے روزے رکھے اوز ہر سال پوری تراویح پڑھیں اور ہر سال پورے قرآن کریم کا درس دیا یہ میری طاقت نہ تھی میرے مرشد کریم کا فیض تھا۔ بحر نوع میرے پیر بھائی وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے کہ وہ پانچ وقت کے نمازی ہیں پورے مہینے کے روزے رکھتے ہیں یہ اور بات ہے کہ خدا نخواستہ کسی بیماری کی وجہ سے شرعی عذر کی بنا پر نہیں رکھ سکتے تو وہ پھر اور دنوں میں ادا کریں تو انشاء اللہ، اللہ کے ہاں گرفت نہیں ہوگی ورنہ تو مرشد کریم کو بھی منہ دیکھانے

کے قابل نہیں ہوں گے۔ ہم سب اس بات کا عہد کریں کہ ہم پانچ وقت کے نمازی رہیں گے اور جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرائض کیے ہیں ہم تمام فرائض کو بجالائیں گے۔

حسن سلوک:

جو پیر بھائی زانی ہو، شرابی ہو، جواکھیلتا ہو، نماز نہ پڑھتا ہو، وہ ہمارا مرید نہیں وہ ہمارا مرید نہیں، میں اعلان کرتا ہوں کہ سلسلہ عالیہ کے ساتھ وابستہ ہونے والے سب اس بات کا عہد کریں کہ اگر کسی میں نشے کی عادت ہے تو فوراً چھوڑ دے۔ کئی لوگ جوئے میں شامل ہو جاتے ہیں ایسے کسی زانی، شرابی، نشئی بے نمازی کے لیے اس سلسلہ عالیہ کے کسی گوشے میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے کہ میں اس دائرے سے باہر نہ نکلوں اور میرے ساتھ جتنے بھی وابستہ ہیں اللہ تعالیٰ میرے ہر پیر بھائی کو ہدایت دے اور اس دائرے سے باہر نہ نکلیں۔

وہ ہمارا مرید نہیں:

جو پیر بھائی زانی ہو شراب پیتا ہو جوا کھیلتا ہو نماز نہ پڑھتا ہو وہ ہمارا مرید نہیں۔ وہ ہمارا مرید نہیں۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ سلسلہ عالیہ کے ساتھ وابستہ ہونے والے سب اس بات کا عہد کریں کہ اگر کسی میں نشے کی عادت ہے تو فوراً چھوڑ دے۔ کئی لوگ جوئے میں شامل ہو جاتے ہیں ایسے کسی زانی، شرابی، نشئی اور بے نمازی کے لیے اس سلسلہ عالیہ کے کسی گوشے میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے کہ میں اس دائرے سے باہر نہ نکلوں اور میرے

جتنے بھی وابستہ ہیں اللہ تعالیٰ میرے ہر پیر بھائی کو ہدایت دے اور اس دائرے سے باہر نہ نکلیں۔

مسلک اعلیٰ حضرت بریلویؒ:

عزیزان محترم! چند نصیحتیں تھیں یہ جو میں نے آپ کو بتادیں، بنیادی نصیحت یہ ہے کہ اپنے مذہب پر قائم رہو، تو میں آپ کو بتادوں کہ امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی کا مسلک میرا مسلک ہے اور میرے ساتھ تمام وابستہ ہونے والے اسی مسلک پر قائم رہیں جو اعلیٰ حضرت کے مسلک سے ایک قدم باہر رکھے گا وہ میرا مرید نہیں ہاں وہ میرا مرید نہیں اور اپنے اندر عاجزی انکساری کا مادہ پیدا کرو۔ تکبر غرور کے قریب نہ جاؤ آپس میں محبت پیدا کرو، صرف یہ نہیں بلکہ یہاں تک کہ اس دائرے سے آگے نکلو، ہر انسانیت کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ اپنے دل میں پیدا کرو۔ انسانیت کے آگے کوئی تمہیں میدان نظر آئے تو آگے ہر ذی حیات، ذی روح محض جاندار کے لیے تم محبت ہمدردی کا جذبہ اپنے دل میں پیدا کرو۔ بہر حال یہ وہ چیز ہے جو ہمارے لیے باعث مسرت ہے۔

ہمارے بزرگان وہ تو سراپا رحمت تھے ہمیں بھی سراپا رحمت ہونا چاہیئے اور ان کا مظہر ہونا چاہیے۔

حقوق اللہ وحقوق العباد:

ہر شخص کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرے اور بندوں کے حقوق کا بھی خیال رکھے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے حقوق ہمارے ذمہ رہے تو اندھیر ہی اندھیر ہے اگر

بندوں کے حقوق ہمارے ذمے رہے تو ہمارے لیے کوئی پناہ نہیں ہے۔
تو میرے بزرگو اور میرے دوستو اگر میری طرف سے کسی شخص کے حق میں ناپسندیدگی کے لفظ نکلے ہوں تو میں ہاتھ جوڑ کر معافی چاہتا ہوں کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کے لیے بھی کوشاں رہتا ہوں اور اللہ تعالی کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کے لیے بھی کوشاں ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے حقوق ادا کرنیکی توفیق دے اور اپنے بندوں کے حقوق بھی ادا کرادے، یہی آپ سے عرض کرتا ہوں۔
دیکھو زندگی چند روزہ ہے یہ دنیا چند روزہ ہے رازق اللہ ہے ظاہری اسباب اللہ نے پیدا کیے ہیں مگر وہ ظاہری اسباب رازق نہیں۔ رازق اللہ ہے تو میں آپ کو بتادوں خواہ ہم تجارت کریں، زراعت کریں، دکانداری کریں، کچھ بھی کریں ہم یہ نہ سمجھیں یہ ذریعہ ہے ہماری روزی کا، یہ نہ ہو تو روزی نہ ملے گی۔ یہ تو ذریعہ اللہ نے بنایا ہے روزی اللہ دے گا۔ کسی تاجر دکاندار کسی زمیندار کو، مزدور کو یہ جائز نہیں کہ اپنے کام میں کوتاہی کرے اور دوسرے کی حق تلفی کرے کوتاہی سب سے ہوتی ہے مزدور مزدوری پوری لے لے اور مالک کا کام پورا نہ کرے یہ کوتاہی ہے۔
جو ملاوٹ کر دیتے ہیں، مرچوں میں ملاوٹ کر دی، آٹے میں ملاوٹ کر دی، چینی میں ملاوٹ کر دی تا کہ منافع زیادہ ہو جائے یہ بالکل کسی کام کا منافع نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں حلال روزی دے اسی میں برکت ہوگی۔ لہٰذا سب پیر بھائی اس بات کو اپنے ذہن میں رکھیں کوئی اپنے مفاد حاصل کرنے کے لیے بے ایمانی نہ کرے۔ اپنے کاروبار کو صاف رکھو جو سچ سے منافع ہو اگر چہ وہ تھوڑا ہو وہ ظاہری دیکھنے میں تھوڑا ہوگا مگر اسی میں بے پناہ برکتیں ہوں گی۔ لہٰذا سب بھائی ان باتوں پر عمل پیرا ہوں یہی صورت ہے اسی

نعمت کے شکرانہ ادا کرنے کی کہ ہمیں انسان بنایا اور سید عالم رحمت مجسم ﷺ کے دامن اقدس سے وبستہ فرمایا پھر ان نسبتوں کو برقرار رکھ کر ہم نجات پا سکتے ہیں اور منزل مقصود پا سکتے ہیں۔

عزیزان محترم پند و نصائح اور پیار و محبت کی باتیں تو ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ کرے ہم سب اس پر عمل پیرا ہوں۔

عفوودرگزر:

میں دیکھ رہا ہوں بعض پیر بھائیوں میں مناقشات ہیں تو ان کو چاہیے کہ وہ مناقشات ختم کر دیں اگر مجھے کچھ سمجھتے ہیں کہ ہم نے کسی کے ہاتھ پر ہاتھ دیا ہے تو میری اس بات کو مان لیں ک اگر کسی پیر بھائیوں میں کچھ مناقشات ہیں تو وہ فوراً ختم کر دیں ایک دوسرے میں اخوت اور پیار پیدا کریں۔

وطن عزیز:

میں آپ کو بتاؤں کہ پاکستان ایک اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا فرمائی۔ بعض لوگوں نے پاکستان کی مخالفت کی تھی لیکن جب ان پر حق واضح ہو گیا تو وہ سمجھ گئے۔ اس لیے بنارس میں ۱۹۴۶ء میں کانفرنس ہوئی اس میں تمام اہلسنت نے طے کر لیا کہ پاکستان ہی ہونا چاہیے۔ پاکستان بننے سے پہلے سب سنی متفق ہو گئے تھے۔ الحمد اللہ پاکستان بن گیا۔ تو سنیو تمہاری جدوجہد سے بنا، تمہاری کوشش سے بنا تمہاری جانفشانی سے بنا تو اب پاکستان کی حفاظت بھی تم کرو گے۔ کچھ لوگ ہیں جو پاکستان کو نقصان پہنچانے کے لیے ہر طرح کام کر رہے ہیں باہر بھی

اندر بھی تو تم ان لوگوں کے ناپاک عزائم کو ناکام بنا دو اور پاکستان کے خلاف کوئی حرکت تمہیں نظر آئے تو تم سینہ سپر ہو کر پاکستان کے لیے دفاع کرو یہ پاکستان اگر نہ ہوتا تو بولو ہم کہاں جاتے۔ خدانخواستہ اگر یہاں کوئی بات ہو جائے تو ہم کہاں جائیں اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے وطن عزیز کے لیے دفاع کریں اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس سرزمین پر نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ کرنے کے لیے ہم کوشش کریں۔ یہ بھی آپ کو بتا دوں کہ جن لوگوں کے ہاتھ میں حکومت ہے وہ کبھی نہیں لائیں گے۔ دیکھو کہاں ۱۹۴۷ء سے حکومت ہمارے ہاتھ میں آئی لیکن جس کے ہاتھ میں حکومت آئی اس نے اسلام کا نام تو لیا لیکن کام نہیں کیا۔ بھئی حکومت ہاتھ میں لے لی اور نام اسلام کا لیا مگر کام نہیں کیا اور کوئی نہیں کرے گا۔ پاکستان کے رہنے والے مسلمانو! سنیو ! پاکستان تم نے بنایا اور تم ہی اس کو صحیح معنوں میں مرکز دین بناؤ گے اور یہ بات بھی بتا دوں کہ تم اگر اسلام کی اہمیت کی بنیادوں پر منظّم ہو کر اور کانھم بنیان مرصوص کا مصداق بن کر آؤ! تو جتنے بھی لوگ پاکستان کے مخالف یا نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ ہونے کے مخالف ہیں ان سب کی قوتیں ساقط ہر جائیں گی۔ تم خلافت راشدہ کے نظام کو زندہ کر سکتے ہو، تم امامت کبریٰ کے نظام کو لا سکتے ہو حالانکہ امامت کبریٰ کے نظام آنے کے کوئی امکان نہیں لیکن اگر اہلسنت متفق ہو جائیں تو خدا کی قسم امامت کبریٰ قائم ہو سکتی ہے اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ خلافت راشدہ کا نظام آ سکتا ہے۔ جب بھی اسلام کے خلاف کوئی نظام آئے تو تم سینہ سپر ہو جاؤ اور کہو کہ ہم نہیں مانیں گے۔ اور نہیں چلنے دیں گے، اور کہو اسلام آئیگا، اسلام آئیگا اگر تم اپنے آپ کو پختہ کر لو تو کوئی طاقت تمہاری راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ اللہ وہ وقت لائے کہ پاکستان میں اسلامی نظام ہو

اور اسلام کا پرچار ہو۔ بس اور میں کچھ نہیں کہتا۔ مذہب کے متعلق امر نہی کے متعلق میں کہہ چکا۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس پر عمل کی توفیق دے اور میرے سب بھائیوں کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

دیکھیں حضرت سیدی سندی مرشدی مولانا محمد خلیل کاظمی امروہوی ؒ کی جدائی روح کو شاق گزرتی ہے روح ترستی ہے روح بے تاب ہے کاش وہ آج ظاہری طور پر ہمارے سامنے ہوتے ہماری روح کی تشنگی دور ہوتی ہے تو انہی کی روحانیت کا صدقہ ہوتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ ظاہر اور باطن کا فرق تو بڑا ہے وہ فرق تو محسوس کر رہا ہوں ظاہری جدائی روح پر شاق ہے روح ترستی ہے روح بیحد پیاسی ہے روح کی تشنگی دور نہیں ہو رہی لیکن جب بھی تشنگی دور ہوتی ہے تو انہیں کی روحانیت کا فیض ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس چشمہ فیض کو جاری و ساری فرمائے، پیاسے سیراب ہوتے رہیں ۔
آمین ثم آمین

حوالہ جات

تعلیمات غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی ؒ (پورا باب)

عرفان الٰہی ہو کہ اعزاز ولایت
پائے سبھی انعام غزالی زماں نے
دانائی وحکمت کے لٹائے ہیں خزینے
سب فیض عام کئے غزالی زماں نے
ہر ایک سعیدی ہے اسی فیض کا طالب
بانٹا ہے جوہر کام غزالی زماں نے
مئے حب نبی کے جو طلبگار تھے ان کو
بھر بھر کے دیئے جام غزالی زماں نے
یہ سچ ہے کہ جب راہ سے بھٹکنے لگا ساجد
بس اس کولیا تھام غزالی زماں نے

(محمد امین ساجد سعیدی۔ حاصل پور)

باب نمبر ۱۷

باقیاتِ غزالی زماں

۱	اولاد امجاد
۲	تلامذہ
۳	تصانیف
۴	ماہنامہ السعید
۵	تنظیم السعید
۶	کلمات طیبات

اولادامجاد:

غزالی زماںؒ کواللہ تعالیٰ نے نیک اور صالح اولاد سے بھی نوازا تھا آپ نے اپنی اولاد کو مریدوں کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑا تھا کہ مریدین نزرانے وغیرہ دیں گے ان کی گزراوقات ہوگی بلکہ آپ نے اپنی اولاد کو دینی ودنیاوی عربی اردو اور انگلش کی تعلیم دلوائی اور اچھی تربیت بھی دی اور اچھا روزگار بھی دلوایا تاکہ کسی کے دست نگر نہ رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ صاحبزادے عطا فرمائے تھے جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

☆ حضرت صاحبزادہ علامہ پروفیسر پیر سید مظہر سعید کاظمی دامت برکاتھم العالیہ (زیب سجادہ آستانہ عالیہ کاظمیہ ملتان شریف)

☆ حضرت صاحبزادہ سید سجاد سعید کاظمی دامت برکاتھم العالیہ

☆ حضرت صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی مدیر اعلیٰ ماہنامہ السعید ملتان

☆ حضرت صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی دامت برکاتھم العالیہ

☆ حضرت صاحبزادہ سید راشد سعید کاظمی دامت برکاتھم العالیہ

☆ حضرت صاحبزادہ سید طاہر سعید کاظمی دامت برکاتھم العالیہ

حضرت غزالی زماںؒ کے بڑے صاحبزادے علامہ سید مظہر سعید کاظمی آپ کے سجادہ نشین سراپا انکسار اور پیکر محبت قلزم شفقت اور آپ کی شکل وصورت انداز گفتگو طرز تقریر خوئے مہمان نوازی کے واقعات مظہر سعید ہیں وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ شب زندہ

دار صوفی انتہائی بلند مرتبت پاکیزہ افکار کے حامل فاضل جلیل وہ اس وقت جماعت اہلسنت کے مرکزی امیر ہیں اور تنظیم المدارس کے سربراہ بھی رہے ہیں۔

تنظیم المدارس اس وقت اہلسنت کا ایک قابل فخر ادارہ ہے پوری سنی قوم کو اس کی حمایت حاصل ہے

دوسرے صاحبزادے سید سجاد سعید کاظمی ہیں جو کہ ملازمت کے حوالہ سے بینک منیجر ہیں اور ساتھ ہی جھنگ روڈ کبیر والا میں ایک مدرسہ جامعہ غوثیہ مہریہ نوریہ کے نام سے قائم فرمایا جس میں طلباء کو حفظ ناظرہ تجوید وقرات لسانیات درس نظامی کی تعلیم دی جاتی ہے اور ساتھ ہی قاریات بڑی عمدگی کے ساتھ تعلیم قران مجید سے بچیوں کو روشناس فرما رہی ہیں۔ صاحبزادہ صاحب اپنے علاقہ کے بہترین خطیب بھی ہیں۔

تیسرے صاحبزادے شہباز خطابت پیکر محبت والفت ادب وانشاء کے شاہکار حضرت علامہ صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی اس وقت ملک کے نامور رہنماؤں میں شمار ہوتے ہین، پاکستان کی اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن بھی ہیں جماعت اہلسنت کے مرکزی ناظم اعلیٰ اور جمعیت علماء پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ اور عاملہ کے رکن بھی رہے اور بیک وقت ایک منجھے ہوئے سیاست دان بھی ہین اور ایک عوامی رہنما اور گہری سیاسی فکر اور سوچ کے علمبردار بھی ہیں اور حال ہی میں نظام مصطفیٰ پارٹی کے مرکزی ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے ہیں۔ (۱)

چوتھے صاحبزادہ سید راشد سعید کاظمی صاحب ہیں جو کہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد بیرون ملک ڈاکٹر ہیں۔

پانچویں صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی ہیں جو دنیا میں علمی اعتبار سے اپنا ثانی نہیں

رکھتے اور جامعہ اسلامیہ انوار العلوم میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں اور علم کے دریا بہا رہے ہیں۔

چھٹے صاحبزادہ سید طاہر سعید کاظمی صاحب ہیں جو کہ ماہ نامہ السعید چلا رہے ہیں۔

تلامذہ:

غزالی زماں رازی دوراںؒ کے تلامذہ کا سلسلہ بے حد وسیع ہے اس مضمون میں سب کے اسماء کا ذکر تو نہیں ہوسکتا البتہ بعض کے اسماء درج ذیل ہیں:

۱ حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادریؒ
سابق جسٹس وفاقی شریعت کورٹ آف پاکستان

۲ حضرت مولانا مفتی سعادت علی قادری (ہالینڈ)

۳ حضرت مولانا خورشید احمد فیضی (ظاہر سید پیرؒ بہاولپور)

۴ حضرت مولانا محمد حسین حقانی سابق ایم پی اے سندھ اسمبلی

۵ حضرت مولانا منظور احمد فیضی

۶ حضرت مولانا عبد المجید اویسی

۷ حضرت مولانا مفتی غلام سرور قادری لاہور سابق صوبائی وزیر مذہبی امور

۸ حضرت مولانا عبد القادرؒ خانیوال

۹ حضرت مولانا سید پیر محمد پشاور

۱۰ حضرت مولانا مشتاق احمد نظامی ملتان

۱۱ حضرت مولانا ممتاز احمد ملتان

۱۳ حضرت مولانا مقصود احمد لاہور خطیب مسجد حضرت داتا گنج بخشؒ

۱۴ حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب شجاع آبادی

۱۵ حضرت مولانا خدا بخش اظہر شجاع آبادیؒ

۱۶ حضرت مولانا حسین الدین ہاشمی جامعہ اسلامیہ

۱۷ حضرت مولانا محمد شفع اوکاڑویؒ کراچی

۱۸ حضرت مولانا غلام فرید ہزاروی ایم پی اے گوجرانوالہ

۱۹ حضرت مولانا محمد شریف ہزاروی گوجرانوالہ

۲۰ حضرت مولانا غلام رسول سعیدی کراچی

۲۱ حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد عبدالغفور الوری رائیونڈ

استادالعلماء مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزارویؒ شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری اور حضرت مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی کو اپنے وصال سے چند ماہ قبل خصوصی طور پر حدیث اِنما الاعمال بالنیات پڑھا کر سند حدیث کی اجازت عطا فرمائی۔ غزالی زماں رازی دوراںؒ کی پوری زندگی دین وملت کی خدمت سے عبارت ہے آپ کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ شریعت پر استقامت اور متابعت سنت کا ذوق ابھرتا ہے آپ کے پاس بیٹھنے سے سینے میں عشق رسول کی بجلیاں کوندنے لگتی ہیں آپ کی گفتگو سن کر دل خوف خدا سے پگھل جاتا ہے۔ (۲)

تصانیف:

امتناع کذب کے موضوع پر زمانہ طالب علمی میں آپ نے ایک رسالہ لکھا

جس کا نام تسبیح الرحمٰن عن الکذب والنقصان ہے جسکا ذکر گزشتہ اوراق میں گزر چکا ہے۔قوالی سننے کے جواز پر مذیلۃ النزاع عن مسئلۃ السماع تحریر فرمایا حضور ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کے موضوع پر دو حصوں میں تسکین الخوطر تحریر فرمائی،

حضور ﷺ کی حیات مبارکہ کے اثبات میں ایک رسالہ حیات النبی ﷺ تصنیف فرمایا۔امام جلالدین سیوطی کے رسالہ انباءالاذکیا کا ترجمہ فرمایا یہ ترجمہ حیات البنی سے لاحق کر دیا گیا ہے۔ حضور ﷺ کے سفر معراج پر معراج النبی ﷺ کے نام سے ایک رسالہ لکھا جو مقبول خاص وعام ہے۔میلاد کے موضوع پر میلاد النبی ﷺ علم غیب کے اثبات پر تقریر منیر حدیث پر حجت حدیث ردعیسائیت میں اسلام اور عیسائیت مولانا مودودی کے بارے میں مکالمہ کاظمی ومودودی ، قربانی پر تحقیق قربانی حضور ﷺ کے سائے کی نفی پر نفی الظل والبنہی اور بیس رکعت تراویح کے اثبات پر کتاب التراویح تحریر فرمائی۔اور بدمذہبوں کی کفریہ عبارات پر تنقید وتبصرہ الحق المبین کے نام سے کیا تفضیل جبرئیل کے موضوع پر التحریر تصنیف فرمائی اس کی شرح التقریر کے نام سے لکھی اسلام اور سوشلزم اور طلباء کا اسلامی کردار وغیرہ کتابچے لکھے یہ تمام کتابیں بارہا زیور طبع سے آراستہ ہو کر قارئین سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں مولانا نانوتوی کی بعض عبارات کے رد میں التبشیر برد تحریر تصنیف فرمائی اور قوالی کے موضوع پر ایک اور رسالہ تحریر فرمایا اور آخر میں البیان کے نام سے قرآن حکیم کا ترجمہ کیا اور التبیان کے نام سے پہلے پارہ کی تفسیر لکھی جو عوام میں بہت مقبول ہوئے۔ (۳)

ماہنامہ السعید:

غزالی زماں رازی دوراںؒ نے درس وتدریس کے ساتھ ساتھ نشر واشاعت کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور آپ بے شمار نے دینی کتب ورسائل تحریر فرمائے اس کے علاوہ ۱۹۵۷ء میں ماہنامہ السعید کے نام سے ایک رسالہ بھی جاری فرمایا جو حضرت غزالی زماں رازی دوراںؒ اپنی زندگی میں باقاعدہ طور پر شائع کرتے رہے اور اب آپ کے صاحبزادے سید حامد سعید کاظمی صاحب باقاعدہ ماہنامہ السعید کی سرپرستی فرمارہے ہیں۔ ماہنامہ السعید کا شمار ملک کے نامور ماہناموں میں ہوتا ہے جس کے سال میں دو خصوصی نمبر ایک میلاد النبی ﷺ دوسرا امام اہلسنت نمبر باقاعدگی سے شائع ہو رہے ہیں اور باقی رسائل حسب معمول شائع ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ حضور غزالی زماں رازی دوراںؒ کی اس یاد کو تاقیامت جاری وساری رکھے آمین

تنظیم السعید:

آپ کے مریدین کا حلقہ بہت وسیع ہے پورے پاکستان بلکہ بیرون ممالک میں بھی آپ کے ہزاروں عقیدت منداور مرید موجود ہیں آپ کے مریدین کی روحانی تنظیم السعید بھی موجود ہے جس تنظیم سے آپ کے ہزاروں عقیدت مند وابستہ ہیں اور غزالی زماں کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں حضور غزالی زماں رازی دوراںؒ نے اپنے مریدین کو حصول برکت کے لیے مختلف وظائف بھی عطا فرمائے آپ نے مشترکہ طور پر بھی وظائف پڑھنے کو عطا فرمائے جنہیں محفل ذکر منعقد کر کے پڑھا جاتا ہے

کلمات طیبات

۱	بِسْمِ اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	۱۰۰ بار
۲	درود ہزارہ	۱۰۰ بار

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ۔

۳	اَلْحَمْدُ شریف	۷ بار
۴	قُلْ ھُوَاللہ شریف	۱۰۰۰ بار
۵	تیسرا کلمہ	۱۰۰ بار
۶	اِنَّا اَعْطَیْنَا کَ الْکَوْثَرَ	۱۰۰ بار
۷	سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ	۱۰۰ بار
۸	اَلَمْ نَشْرَحْ (پوری سورت)	۷۵ بار
۹	فَا للّٰہُ خَیْرٌحَافِظاً وَ ھُوَاَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ	۱۰۰ بار
۱۰	آیت کریمہ (لَا اِلٰہ اِلَّا اَنْتَ)	۱۰۰ بار
۱۱	وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَحَسْبُہٗ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ	۱۰۰ بار
۱۲	وَاللّٰہُ النَّاصِرُوَالْمُعِیْنُ	۱۰۰ بار

وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۱۰۰ بار

۱۴ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۱۰۰ بار

۱۵ يَا اَحَلَّ الْمُشْكِلَاتِ ۱۰۰ بار

۱۶ يَا كَافِيَ الْمُهِمَّاتِ ۱۰۰ بار

۱۷ يَا شَافِيَ الْاَمْرَاضِ ۱۰۰ بار

۱۸ يَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ ۱۰۰ بار

۱۹ يَا اللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ ۱۰۰ بار

۲۰ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ ۱۰۰ بار

۲۱ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۱۰۰ بار

۲۲ يَا قَضِيُّ اَنْتَ الْقَاضِيُّ ۱۰۰ بار

۲۳ يَا كَافِيُّ اَنْتَ الْكَافِيُّ ۱۰۰ بار

۲۴ يَا شَافِيُّ اَنْتَ الشَّافِيُّ ۱۰۰ بار

۲۵ درود هزاره ۱۰۰ بار

۲۶ يَا سَيِّدِيْ مُحْيُ الدِّيْنِ شَيْخْ عَبْدُالْقَادِرْ جِيْلَانِيْ
شَيْئاً لِلّٰهِ يَا مُعِنُ الدِّيْن قُطْبُ الدِّيْن
فَرِيْدُالدِّيْن پير دستِ مَا بَحْرِعَلَاؤُالدِّيْن
وَشَمْسُ الدِّيْنُ بگير ۱۱ بار

ایصال ثواب تمام انبیاء کرام بالخصوص خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمام صحابہ

کرام اہل بیت اطہارؓ جملہ اولیاء کرام بالخصوص صوفیاء عظام سلاسل اربعہ وصابریہ خصوصاً راہبر شریعت پیر طریقت حضرت سید خلیل احمد کاظمیؒ ۔ دعا خیر (۴)

حوالا جات

۱ غزالی زماں کا علمی کارنامہ از علامہ شبیر احمد ہاشمی
ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۱۹۹۶ء

۲ مقالات کاظمی جلد اول صفحہ نمبر ۲۵ تا ۲۶

۳ مقالات کاظمی جلد اول صفحہ نمبر ۲۵ تا ۲۶

۴ بارو ایت مفتی محمد صدیق ہزاروی جامعہ نظامیہ لاہور

جماعت اہلسنت

غزالی زماں رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔میرے محترم سنی بھائیوں ! میں آپ سب کا ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں۔ کہ ملک کے گوشے گوشے میں جماعت اہلسنت کی تنظیموں کو مستحکم کیجئے ہر تنظیم کی مجلس شوریٰ کا کم از کم پندرہ روزہ اجلاس منعقد کرکے مرکز کو اس کی رپورٹ بھیجئے۔

اور مرکز کی ہدایات وتجاویز کو عملی جامہ پہنایئے مرکز سے آپ کا مستحکم رابطہ نہایت ضروری ہے۔

(ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر 1998ء)

باب نمبر ۱۸

مقتدر شخصیات کے تاثرات

۱ سیدآل مجتبیٰ علی خان (اجمیر شریف)

۲ حضرت سید یوسف ہاشم الرفاعی (کویت)

•

۳ قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی

۴ جسٹس پیر محمد کرم شاہ (بھیرہ شریف)

۵ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری (لاہور)

۶ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق

۷ وزیر اعظم پاکستان محمد خان جونیجو

۸ مولانا عبدالستار خان نیازی

۹ حاجی محمد حنیف طیب

۱۰ علامہ سید محمود احمد رضوی

۱۱ مولانا سید حامد میاں

۱۲ میاں طفیل محمد

۱۳ جسٹس شجاعت علی قادری

۱۴ حضرت علامہ پیر منظور احمد شاہ

۱۵ مخدوم سجاد حسین قریشی (گورنر پنجاب)

۱۶ میاں محمد نواز شریف (وزیر اعلیٰ پنجاب)

حضرت علامہ کاظمی اپنی غیر متنازعہ شخصیت زہد اور تقویٰ وانکساری کیوجہ سے ہر طبقہ میں مقبول تھے اور تمام مکاتب فکر میں آپ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا جس کا اندازہ یوں ہوتا ہے کہ آپ کی رحلت پر ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے آپ کی دینی وملی خدمات پر آپ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

سید آل مجتبیٰ علی خان (سجادہ نشین اجمیر شریف)

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحلم وعمل میں بے مثال تھے وہ حضور خواجہ اجمیر عطائے رسول سیدنا معین الدین اجمیری غریب نواز اور دیگر اولیاء کا کامل نمونہ تھے۔ ظاہری وباطنی علوم کا مرکز اور قلزم تھے وہ حضور خواجہ اجمیری کی نسبت کی ہمیشہ قدر کرتے۔ حضرت والد ماجد (سید آل رسول علی خان) سے آپ کے گہرے مراسم تھے جب بھی ملاقات ہوتی بے پایاں شفقتوں سے نوازتے تھے لیکن آہ! آج ہم ان شفقتوں سے محروم ہو کر رہ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پیارے بندے کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

حضرت سید یوسف ہاشم الرفاعی (کویت)

اہلسنت کے جلیل القدر عالم بے بدل، عظیم محدث مفسر قرآن، غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ کی اس دنیائے فانی سے رحلت فرما جانے کی خبر سن کر دلی صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے طفیل علامہ صاحب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانیؒ:

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی مرحوم علم کا روشن مینار تھے مذہب اور سیاست کا سنگم صاحب تقویٰ شریعت کے پابند پیکر عمل اور بے بدل عالم دین تھے ان کی وفات سے پاکستان کو شدید علمی اور روحانی نقصان ہوا ہے اور اب ان کے پائے کا کوئی عالم پاکستان میں نظر نہیں آتا۔ علامہ کاظمی مرحومؒ ہم سب کے لیے سرپرست کی حیثیت رکھتے تھے بارہا مشکل مسائل پر ہم ان سے رجوع کیا کرتے تھے افسوس کہ وہ اس دنیا میں نہیں رہے اور ہم ان کی دعاؤں اور شفقت سے محروم ہو گئے وہ جمعیت کے بانی تھے اور جمعیت سے ان کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ١٨ اپریل کو جمعیت علماء پاکستان کے جلسہ عام کی شدید علامت کے باوجود صدارت فرمائی انھوں نے اپنی پوری زندگی دین کی تبلیغ اور اشاعت کے لیے وقف کر رکھی تھی رمضان المبارک کے آخری عشرے میں افطاری کے بعد نماز مغرب کی تیاری کے موقع پر ان کی وفات بڑی بابرکت ہے۔ موت تو سب کو آنی ہے لیکن ایسا بلاوا بڑا قابل رشک ہے۔

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری (سجادہ نشین بھیرہ شریف)

آفتاب علم وعرفان غروب ہو گیا۔ خضر راہ عشق ومحبت ہم سے جدا ہو گیا۔ کارواں سالار کی رہنمائی سے ہم محروم ہو گئے۔ وہ رخ زیبا جس پر انوار الٰہی کی ہر وقت رم جھم برستی تھی جس کی آنکھیں جذبہ عشق مصطفوی سے سرشار رہتی تھیں۔ جس کے اخلاق کریمانہ کے آئینہ میں ہم خلق نبوی کے جلوے دیکھتے تھے۔ جس کے بیان کی قدرت، نطق کا اعجاز اور انداز کلام کا سحر دل کی دنیا کو نور ایمان ویقین سے منور

کر دیا کرتا تھا۔ آج ہم میں نہیں رہا۔ یہ نقصان نا قابل تلافی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے اور اپنے محبوب کے عاشق زار کو اپنی شان کریمی کے شایان شان رفعتیں عطا فرمائے اور ہم ناقصوں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری (لاہور)

غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر دل کو از حد ملول ہوا آپ اس دور میں سلف صالحین کی زندہ تصویر تھے آپ کی پوری زندگی قرآن وسنت اور شریعت محمدی ﷺ کی بے لوث اور انتھک خدمت میں بسر ہوئی آپ کے فیضان علم ومعرفت سے لاکھوں افراد امت سیراب ہوئے آپ کی شخصیت میں امت مسلمہ کے لیے دردمندی بہی خواہی، ایثار وقربانی اور فکر وسوز جیسے اوصاف بہت نمایاں تھے۔ آپ ہر ایک کے لیے پیکر محبت وشفقت تھے امت مسلمہ کے بالعموم اور مسلک اہل سنت کے لیے بالخصوص آپ کی دینی وعلمی خدمات نا قابل فراموش ہیں آپ کے انتقال سے ملت اسلامیہ میں ایک نا قابل تلافی خلا پیدا ہو گیا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں حضور نبی کریم ﷺ کے طفیل صدیقین اور صلحاء کی معیت میں برزخ وآخرت کے بلند مقامات عطا فرمائے اور آپ کی روحانی برکتوں سے آپ کے پسماندگان، متعلقین، تلامذہ، متوسلین اور اہل سنت کو ہمیشہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق:

علامہ احمد سعید کاظمی ایک ممتاز مسلمان مفکر تھے جو اپنی پاکبازی، راستی اور دینی امور میں غیر جانبدارانہ نظریات کے باعث اعلیٰ مقام رکھتے تھے وہ اسلامی روایات کی روشن مشعل تھے جنہوں نے اپنی ساری زندگی تبلیغ دین میں صرف کردی۔ ایک آزمودہ کار مسلمان رہنما کی حیثیت سے ان کے عقیدت مند بڑی تعداد میں ہیں ان کی موت سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ پر کرنا کبھی آسان نہیں ہوگا۔

وزیراعظم محمد خان جونیجو:

مولانا احمد سعید کاظمی ایک بلند پایہ عالم دین تھے انہوں نے اسلام کے لیے گرانقدر خدمات انجام دیں ان کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا تادیر پر نہیں ہو سکے گا۔

مولانا عبدالستار خان نیازی:

جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری مولانا عبدالستار خان نیازی نے علامہ کاظمی کی رحلت پر گہرے رنج وغم اور تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے اسے ایک عظیم سانحہ اور ملت اسلامیہ کے لیے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے انہوں نے علامہ مرحوم کی مذہبی، ملی اور سیاسی خدمات کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں قابل فخر اور بھرپور کردار ادا کیا۔ آپ سے فیض یاب ہونے والے ہزاروں علماء اس وقت ساری دنیا میں پھیلے ہوئے اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں۔ انہوں

نے اپنی تصانیف میں دین حق کی صداقت پر علم وحکمت کے وہ موتی بکھیرے ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شمع رسالت کے پروانوں اور تشنگان علم کے لیے رہبر ورہنما ثابت ہوں گے۔ ان کی قومی خدمات اور کردار ہم سب کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

حاجی محمد حنیف طیب:

وفاقی وزیر پٹرولیم اور قدرتی وسائل حاجی محمد حنیف طیب نے علامہ کاظمی صاحب کی وفات پر گہرے صدمے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ میرے مرشد اور روحانی رہنما تھے اور وہ حقیقی معنوں میں ایک عظیم سکالر تھے ان کی پوری زندگی سراپا عشق رسول تھی ان کی پاکیزگی، تقویٰ وعلم، قول وفعل کی ہم آہنگی اور ان کی سادگی ۔۔ یہ وہ عوامل تھے جنہوں نے مجھے ان کی غلامی اختیار کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ ان کی اولاد اور شاگردوں، مریدوں کے ذریعے اس مشن کو آگے بڑھائے جس کے لیے حضرت نے زندگی وقف کی ہوئی تھی۔

علامہ سید محمود احمد رضوی:

مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے سابق چیئرمین علامہ سید محمود احمد رضوی نے کہا کہ علامہ کاظمی اہلسنت وجماعت کی ایک عظیم وجلیل القدر روحانی وسیاسی شخصیت تھے۔ انہوں نے پوری زندگی پاکستان کو اسلام کا گہوارہ بنانے کے لیے صرف کی وہ حدیث، فقہ، تفسیر، اصول اور تمام علوم اسلامیہ کے بے نظیر عالم تھے۔

مولانا سید حامد میاں:

جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی صدر مولانا سید حامد میاں نے کہا کہ وہ ایک جید عالم دین تھے۔ان کے انتقال پر بے حد افسوس ہوا ہے ان کے قائم مقام افراد کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں میں اتحاد پیدا کریں اور اس کا ثواب حاصل کر کے ان کی روح کو تسکین پہنچائیں

میاں طفیل محمد:

امیر جماعت اسلامی پاکستان میاں طفیل محمد نے ممتاز علام دین علامہ احمد سعید کاظمی کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہ علامہ کاظمی معروف عالم دین اور روحانی شخصیت تھے۔ان کی وفات ملک وملت کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں محسنین اور صدیقین کی صف میں شامل کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جسٹس شجاعت علی قادری:

وفاقی شریعت کورٹ کے جج مولانا جسٹس شجاعت علی قادری نے کہا کہ مجھے علامہ کاظمی جیسے عظیم استاد پر فخر ہے جن کی دینی وملی خدمات ہمیشہ زندہ رہیں گی۔یہ بات ہمارے لیے باعث تسکین واطمینان ہے کہ علامہ کاظمی صاحبؒ کے صاحبزادگان بحمدہ تعالیٰ دینی علوم سے بہرہ ور ہیں اور علماء وفضلاء ہیں جو یقیناً اپنے عظیم باپ کے عظیم مشن کو جاری وساری رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے۔

حضرت علامہ پیر منظور احمد شاہ (ساہیوال)

آفتاب شریعت وطریقت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ کا اچانک تشریف لے جانا عالم اسلام کے لیے عظیم دھچکا ہے اب صدیوں تک اس خلا کا پورا ہونا مشکل نظر آتا ہے۔ حضور سیدی ایسے عالم میں الوداع فرما گئے جب چاروں طرف گھٹاٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا اور آپ کی ذات ہم سب کے لیے مشعل راہ کا کام دیتی تھی۔ لیکن آج ہم تنہا ہو گئے ہیں۔

مخدوم سجاد حسین قریشی (گورنر پنجاب):

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ ایک نامور عالم دین، عظیم مفسر محقق اور روحانی شخصیت تھے۔ اپنے تقویٰ، پرہیزگاری، دینی و مذہبی معالات میں غیر جانبداری کی وجہ سے آپ کی شخصیت ہر دلعزیز تھی۔ انہوں نے نہ صرف اپنی تمام زندگی دین اسلام کی ترویج واشاعت میں گزاری بلکہ ایسے ہزاروں شاگردوں کی تربیت بھی کی جو اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے مصروف ہیں۔ آپ ایک ممتاز سکالر تھے دینی فروغ کے لیے آپ کی خدمات نہایت دقیع اور ناقابل فراموش ہیں۔ آپ نے قیام پاکستان میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ کی وفات سے دنیائے اسلام ایک عالم باعمل مفسر اور شیخ الحدیث سے محروم ہو گئی ہے۔

میاں محمد نواز شریف (وزیر اعلیٰ پنجاب)

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر بہت دکھ ہوا۔ ان کی وفات کے باعث ہم ایک ممتاز عالم دین سے محروم ہو گئے

ہیں۔ جو زندگی بھر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے سرگرم عمل رہے آپ نے جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے شعبہ حدیث کے سربراہ اور بعد میں اسلامی نظریاتی کونسل کے بانی رکن کی حیثیت سے جو خدمات انجام دیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی۔

مولانا معین الدین لکھوی (مرکزی امیر جماعت اہلحدیث)

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ کی رحلت سے نہ صرف اہل سنت بلکہ پوری دنیائے اسلام کا نقصان عظیم ہوا ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔ مسلکی اختلافات کے باوجود میں ان کی دل سے قدر کرتا ہوں ان کے علم کی بناء پر جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل خاص سے عطا کیا تھا آپ نکتہ رس عالم دین تھے۔ علم و فضل، زہد و تقویٰ اور قوت بیانی میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔

سید غضنفر مہدی (سیکرٹری جنرل امام حسین کونسل پاکستان)

ملتان کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہاں ہر دور میں عظیم اولیاء کرام تشریف لاتے رہے۔ علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ بھی اکاون برس قبل یہاں تشریف لائے اور آپ نے بھی حضرت غوث بہاوالدین زکریاؒ کی طرح ایک مدرسہ انوار العلوم قائم کیا اور اپنی تمام زندگی مسلمانان برصغیر کے لیے وقف رکھی۔ آپ کے تلامذہ اور فیض یافتگان پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ کی وفات سے عالم اسلام ایک عظیم دینی رہنما سے محروم ہو گیا ہے۔

سید علی نواز گردیزی (ممتاز شیعہ رہنماء)

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ عہد حاضر میں مدینتہ الاولیا کے ر

وحانی تاجدار تھے وہ سچے عاشق رسول اور محبّ اہل بیت تھے علم وعمل کے پیر طریقت حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحب کو ان کی اتحاد بین المسلمین کی وجہ سے امام اہلسنت انہیں بلکہ امام امت مسلمہ کہنا چاہیے۔ انہیں صرف امام اہلسنت کہہ کر آپ ہم اہل تشیع کو ان کے قائدانہ استفادہ سے کیوں محروم کر رہے ہیں بلا شبہ ان کی وفات ایک عظیم قومی اور ملی سانحہ ہے۔

پیغام امام:

جالات کتنے ہی بد سے بدتر سہی لیکن الحمدللہ ہم اسکی رحمت سے ناامید نہیں ابھی ہمارا مرض قابل علاج ہے آفتاب امید کی شعاعیں چمکتی نظر آتی ہیں خدا کی رحمت ہماری حرکت کی منتظر ہے ہمیں کسی کو گرانا نہیں بلکہ اپنے گرے ہوؤں کو اٹھانا ہے ہم تو اپنی تسبیح کے بکھرے دانوں کو وسیع تنظیم کے مضبوط رشتہ میں پرونا اور ایک امیر اہلسنت کی قیادت میں منظّم کرنا چاہتے ہیں۔

حوالہ جات

مقتدر شخصیات کا خراج تحسین از صوفی محمد طارق

ماہنامہ السعید امام اہلسنت نمبر ۲۰۰۳ء

تبصرہ روزنامہ نوائے وقت لاہور

تبصرہ نگار: محمد صدیق الدین حمیدی

اولیاء کرام کی سوانح حیات لکھنا ایک طرف تو علم وادب اور لوح وقلم کی خدمت ہے۔ دوسری طرف دین متین کی تعلیمات کو عملی صورت میں عوام میں متعارف کروانے کے حوالے سے دین وشریعت کی بھی بہت بڑی خدمت ہے۔ صفحہ قرطاس پر سجی ہوئی تعلیمات کتنی ہی پرکشش اور قابل عمل ہوں انسانی عمل کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تعلیمات سے زیادہ پرکشش اور قابل عمل نہیں ہوسکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ احکام وفرامین عالیہ کی نسبت وہ بات جلد عوام کے کردار پر اثر انداز ہوتی ہے جو عمل کی صورت میں کرکے دکھائی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اولیائے کرام ''قال'' کے ساتھ ساتھ ''حال'' کے ذریعے اپنے پیغام کو زیادہ پہنچاتے ہیں اور ''قول'' سے زیادہ ''فعل'' کو اہمیت دیتے ہیں۔

ایسے ہی اولیاء کرام میں ملتان کے بزرگ حضرت امام احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو ساری عمر اسلامی تعلیمات کا چلتا پھرتا نمونہ بنے رہے اور لاکھوں مسلمانوں کی زندگیوں میں اپنے عمل سے انقلاب برپا کر گئے۔ آپ کی سوانح حیات پر بہت خوبصورت مدلل اور افراط وتفریط سے پاک کتاب لکھنے کی سعادت آپ کے ایک مرید سعید کی حصہ میں آئی جن کا نام نامی حضرت مولانا حافظ امانت علی سعیدی ہے۔ انہوں نے کئی سال کی محبتوں اور محنتوں کا ثمر ''حیات غزالی زماں'' پیش کرکے نہ صرف اولیت حاصل کرلی ہے بلکہ مشاہیر کیلئے ایک لائق تقلید روایت قائم کردی ہے۔ اس قابل قدر کتاب میں 18 ابواب ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے۔ طلوع آفتاب، امروہہ سے لاہور تک، مدینہ الاولیاء آمد، خدمات، سرپرستی، علم وعمل، تربیت کا انداز، اخلاق، تدریس، عشق مصطفیٰ ﷺ، غزالی زماں دربار اعلیٰ حضرت میں، اولیاء کرام سے تعلق، سفر آخرت، کرامات، لقب غزالی زماں، یادگار، مشاہیر کے تاثرات۔

مہنگائی اور گرانی کے اس دور میں اس کتاب کی قیمت صرف 200 روپے ہے لہٰذا قاری بآسانی اسے خرید سکتا ہے۔